TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222326
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

کارستانِ فصاحت

المعروف بہ

دیوانِ منتہی

[illegible]ed 1973

یہہ دیوان تصنیفات سے جناب مرزا میتا بیگ صاحب رحمۃ اللہ المتخلص
منتہی لکھنوی شاگرد رشید جناب خواجہ حیدر علی صاحب مرحوم مغفور المتخلص
باآتش کا ہے جناب میر رستم علی صاحب تاجر نامور کتب حیدر آباد
نے بکمال جد و جہد حاصل کر کے بعد از اخذ حق تالیف ۱۳۹۵ھ میں چھپوائی

یہہ کتاب رجسٹری شدہ ہے

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید حسین علی
طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ خاکسار
ذرّہ بمقدار بناچ سیّد رستم علے ابن سیّد ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن
ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن - بخدمت سراپا برکت
شاعران نازک خیال و واقفانِ رموزِ بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے
کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا تھا
کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا مسیتا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہی شاگرد
رشید جناب خواجہ حیدر علیصاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ
کہین سے ہمارے ہاتھ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے
کیونکہ جناب منتہی صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل
تصنیف جب غدر مین تلف ہوگئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف
لے گئے والی باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص میں جگہہ دی

قدر ہی اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ یک بیک شہر مذکور پر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم وبرہم ہوگیا وہ تصنیف
بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشان کشان رونق افروز حیدرآباد دکن
ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان
قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شہریار الملک بہادر مغفور مین ملازم ہوئے
اور بعد اسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالم تاب سپہر فضل وکمال شہاب پر انوار
سمائے جاہ و جلال یکتا تازِ عرصہ جرأت وشجاعت قدر انداز معرکہ رفعت و
مناعت معدنِ جود وسخا مخزنِ لطف وعطا اعنے نواب میر خیرات علیخان بہادر
المتخلص بہ سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدرآباد
دکن بڑی دھوم دھام کے ساتھ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور راہوار
بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل وشرب بھی صاحب موصوف کا
نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا اب مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی
کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے
تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگا دیتے
لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصہ دس سال مین تینتیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ موت سدراہ ہوگئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملکِ جاودانی رحلت
فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث اُنکی تلمذی اور صحبت کے
فن شاعری مین کامل واکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے اُستاد شفیق نازک خیال پر
کو کہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور اُنکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمائی
تمام تصنیف اُنکی کرم خوردہ ہوگئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اس
کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتب خانے مین سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بوزارت سعی و جانفشانی سلسلہ وار درست کرکے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا۔ لہذا اس کمترین نے بصرف زر کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائیں باُمید نفع نقصان نہ اُٹھائین جس کو جسقدر جلدین درکار ہون اس کمترین سے

طلب فرمائین فقط

رجسٹری

کل حقوق طبع اس دیوان کے محفوظ ہین اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی کوئی صاحب صاحبان مطابع وغیرہ سے طبع نفرمائین فقط

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب

شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد آباد

اطلاع

بہنگام طبع دیوان جناب مصحفی صاحب جناب مستجمع علوم تمام و کمال کا بیان راقم کو دکھائی دین اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظری مصنف بھی سہو کاتب سے لکھے گئے

فقط

الراقم

میر خیرات علی [illegible] مصحفی مصحح

فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورِ حق دل مین اگر جلوہ کنان ہو جائیگا
شمعِ بزمِ راستی ہر استخوان ہو جائیگا

التجائے اہلِ دنیا شرکتِ ابلیس ہے
گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہو جائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران بر ملا
اشک باری سے غبارِ دل نہان ہو جائیگا

تاب کیا خورشیدِ محشر کی ملاوی مجھہ سے آنکھہ
ابرِ رحمت اُسکا مجکو سائبان ہو جائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے ہے مجھے بھی ارادا
جس چمن مین پیرِ صد سالہ جوان ہو جائیگا

گوش و چشم و دست و پا و دل سبھی مٹ جائینگے
راہیٔ ملکِ عدم یہ کاروان ہو جائیگا

باغِ جنت اُسکو ہی ہوگا نظر کے سامنے
میری جانب کو جو تجھہ سا باغبان ہو جائیگا

لطف اُٹھے گا مئے معشوق کا ای متقی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہو جائیگا

کششِ عشق پہ قادر جو مرا دل ہوتا
فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہرباں تجھپہ نہ وہ حورِ شمائل ہوتا
اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائیکا کیونکر ترا باطل ہوتا
آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجکو
چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح
مجھہ سے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

نہ گریبان نظر آتا نہ کسی کا دامن
ناصحا ملکِ جنونکا جو مین عامل ہوتا

دیکھتا یار جو دزدیدہ نگہ سے سرِ بزم — نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا
ملک الموت پھٹکتا نہ مرے کوچے مین — مہربان مجھپہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا
تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفلِ حسین — تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا
ہے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہو — خشک کیونکر نہ جہان مین لبِ ساحل ہوتا

بات مین معرکۂ عشقِ صنم سر کرتا
منتہیؔ فضلِ خدا گر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا — جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا
مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہوا — خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا
ذبح لیجا کر کیا صحنِ چمن مین باغبان — مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا
مادرِ گیتی ستاتی ہے مجھے کس واسطے — پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا
جوہرِ تیغِ زبان جسدم کرون مین آشکار — بند ہو دم ایک دم مین خنجرِ فولاد کا
اُس لبِ شیرین کا جسدم شہر مین شہرہ اُڑا — سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک فرہاد کا
آہِ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی — جل بجھے جلدی الٰہی جھونپڑا صیاد کا
سخت جانی پر مری جسدم پڑی اُسکی نظر — پانی پانی ہووے زہرہ خنجرِ فولاد کا
شعر گرما گرم سنکر اُسکے جلتے ہین عدو — نام جو آتش ہے دنیا مین مرے اُستاد کا
بڑھ چلے ہین گیسوئے شبگون رخِ محبوب سے — حال ہوویگا پریشان طرۂ شمشاد کا
گھیرتی ہے جسگھڑی فوجِ غمِ فرقت مجھے — اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا
عشق بازی کو دیا ہے جسنے دنیا مین فروغ — یا خدا جلدی برا ہو اُس ستم ایجاد کا

دیکھلے وہ منتہیؔ نیرنگِ حسنِ یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالمِ ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کالا کیا کرتا — مقابلہ شرفا کا رزالہ کیا کرتا
فقیر ہون مین ازل سے درِ توکل کا — گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا
قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا — پھٹی ہوئی تری پگڑی مین لالہ کیا کرتا

پسند طبع نہ تھا میرے یار رہ جائے — مین خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا
زبان تلخ یہ مین کس طرح عمل کرتا — مین ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا
حضور داغِ جگر اپنے شمع کیا جلتے — چراغ مہر کے آگے اوجالا کیا کرتا
جو دیکھتا رخ رنگین یہ خال کو تیرے — جگر یہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا
عزیز خطِ رُخِ یار کیون نہ دل کرتا — مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا
ازل کے دن سے جو تھا جادۂ سیہ بختی — چراغ زیست کا اُسمین اوجالہ کیا کرتا
سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن میرے — برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا
نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی — مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا
دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو — دہان گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا
جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخکے ترے — فلک یہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا
صفاتِ عالم پیری نہ کس طرح لکھتا — مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منتھے کے ہاتھ آتے
تمھین کھو کے وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمھارا — صنم غیر نے مال مارا تمھارا
کہا انا للہ ہنس ہنس کے اُسنے — کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمھارا
کہا جام مے دے کے اُس ماہوش نے — بڑے اوج پر ہے ستارا تمھارا
دیا نقد دل اپنا جی چاہا جس کو — نہین اسمین ناصح اجارا تمھارا
نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے — قیامت ہے پیارے اشارا تمھارا
نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین — نہان راز ہے آشکارا تمھارا
غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا — ستم ہے ستم ہے نظارا تمھارا
قدم بحر الفت مین رکھتا ہون بڑھکر — ہے صبر و تحمل سہارا تمھارا
ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا — یہ قدرت تمھاری یہ یارا تمھارا
نہ فریاد ضبطِ آہ و فغان کو — نہ اُٹھے گا یہ بار بیجا تمھارا

دلا عہد پیری میں جوشِ محبت
ہوا حوصلہ پھر دوبارا تمھارا

وفادار ہم ہیں جفاکار تم ہو
یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا

کیا بعد مدت کے آباد ہم نے
میاں قیس سونا تھا صحرا تمھارا

بھٹکنا ہمارا خوشی آپ کی ہے
سڑی پن ہمارا تماشا تمھارا

چھٹا منتھے دامن وصل جب سے
ہوا قطع دستِ تمنا تمھارا

جوبن بت سفاک کا ڈھل جائے تو اچھا
کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا

طفل دلِ بدخو جو بغل میں ہے ہمارے
کوچے میں حسینوں کے مچل جائے تو اچھا

آجائے کسی بت پہ دل صاف ہمارا
یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا

وہ تیغ کہیں کھینچ کے رہ جائے الٰہی
آئی سرِ عشاق سے ٹل جائے تو اچھا

اوڑ جائے مرے دل سے قدِ یار کا سودا
سایا کہیں اس سرو کا ڈھل جائے تو اچھا

ہو موم تپِ عشق سے دل یار کا یارب
وہ شمع عاشق پہ پگھل جائے تو اچھا

نقدِ دل و دین دیکے کہیں وصل ہو ممکن
فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا

وہ جنبش ابرو دلِ شیدا کا کرے کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

میں دیوانہ کروں گر شور دل سے آہ و افغاں کا
بزنگ کاغذ بادی ہو عالم سقفِ زنداں کا

بہارِ گل گئی آئی گلستاں سے گئی باری
وہی عالم ہے داماں کا وہی عالم گریباں کا

نگاہ یار میں سرمہ کا ڈورا آج کھچتا ہے
خدا حافظ ہے ناصح آبروئے تیغ براں کا

بگڑنا اسکو لازم ہے شکستا اسکو ضرورت ہے
مگر ظرف گلی سے کم نہیں ہے جسم انساں کا

نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ وامق کو ممکن تھا
نمونہ ہے دلِ ویراں ہمارا اس بیاباں کا

نہایت دہیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل میں
تماشا دیکھتا ہوں اک شیشہ میں پرستاں کا

نہ سنبل کا ہے وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہے
اگر لکھوں تو دفتر ہو مری حال پریشاں کا

لے آیا جذبہ دل کھینچکر اس شوخ پرفن کو
نگہبان دیکھکر منھہ رہگیا اسوقت درباں کا

جسے مین پوجتا ہون جو پرستش گاہ اپنی ہے ‏ نہ وہان ہندو کا رتبہ ہی نہ رتبہ سلیمانکا
عدوے حرف زن روباہ خصلت بھاگ جاتا ہے ‏ سر پر خامہ کیا ہی ہمہمہ شیر نیستانکا

بزنگ بلبل گلزار اس گلزار عالم مین
رہیگا نام باقی منتھے سے بھی غزلخوانکا

تا کمر گیسوئے جانان دیکھا ‏ نصف طول شب ہجران دیکھا
چشم عشاق کو گریان دیکھا ‏ حضرت نوح کا طوفان دیکھا
دن کو جو چار ہا بالون کا ترے ‏ رات بھر خواب پریشان دیکھا
کچھ نہ ٹھہرا ترے رخ کے آگے ‏ بارہا سوئے گلستان دیکھا
حسن نیرنگ کا تھا دل مین خیال ‏ خواب مین ایک گلستان دیکھا
یار پروانے کے جل جانے پہ ‏ رات بھر شمع کو گریان دیکھا
گر گئے آنکھو سے گلہاے چمن ‏ جسگھڑی وہ لب خندان دیکھا
یار و اغیار کو باہم ہمنے ‏ صفت گبر و مسلمان دیکھا
نہ ڈبویا خط تقدیر افسوس ‏ تجکو اے دیدہ گریان دیکھا
حرف الفت نہ پڑھا یا اسکو ‏ بس تجھے پیر دبستان دیکھا
روح کو جا بہ تن کے اندر ‏ زاہدا صورت مہمان دیکھا

منتھے سا بھی زمانے مین کہین
گبر دیکھا نہ مسلمان دیکھا

کھٹا ماتھے پہ شیخ جی کا ‏ دھوکا ہے کلنک کا ہے ٹیکا
پکڑے دامن جو اس پری کا ‏ اتنا نہین حوصلہ کسی کا
جبتک کہ رہا شباب اپنا ‏ کیا کیا رہا لطف زندگی کا
ہٹ مٹ کے وہ مجھسے لپٹتا ہے ‏ کر کر کے بہانہ گدگدی کا
گیسوئے صنم سے دل لڑا ہے ‏ ہے سامنا آج کس بلی کا
اپنی اپنی پڑی ہے سب کو ‏ کوئی نہین ہے یہان کسی کا

ہر رند ہے میکدے کا مائل — عاشق ہر سشیر ہے تری کا
عاشق مالک ہے چشم تر کا — الیاس کو کام ہے تری کا
شیدا ہوں دختِ رز کا ساقی — دیوانہ ہوں شیشے کی پری کا
ہے چشم امید بھائیوں سے — لا اب کھو لوٹتے ہوں گھری کا

ند بہ آ الفت نے روکا ورنہ
دل لے ہی چلا تھا منتھے کا

جہاں کی بحر میں مثلِ حباب گھر رکھنا — سفر عدم کا لگا ہے بندھی کمر رکھنا
جفا کرے نہ کرے وہ جھکائے سر رکھنا — خفا وہ کہ مجھکو اسکا ڈر رکھنا
لگانا یار کو یا آپ اس سے لگ چلنا — کسیکی ہو نہ دلا یا کسی کو کر رکھنا
نہ دینا داغ محبت کو ہاتھ سے اپنا — گرہ باندھ کے مضبوط یہ گہر رکھنا
اسیر کر کے ہمیں حکم دے گیا صیاد — قفس ہو تنگ تو اسکے نہ بال و پر رکھنا
دکھا دے سیر چمن ایک گھر کروں نالہ — قفس میں پھر مجھے صیاد عمر بھر رکھنا
صبا ہر ایک مرے ہم صفیر سے کہنا — بہار آتی ہے قابو میں دلکو کر رکھنا
قفس میں چھوڑ کے تنہا چلا تو صیاد — ضرور موسم گل میں مرے خبر رکھنا
گدا سے دہر کے خاطر ہو داغ نقش نمود — ہے عیب منھ پہ جوانمرد کو سپر رکھنا
فلک وہ شام سے ہی ہے حجاب [illegible] — چھپائے دامن شب میں رخ سحر رکھنا
بیان کر کے ہر اک کی کہا سنا قاصد — قدم پہ یار کے میری طرف سے سر رکھنا

بتایا کس نے تجھے منتھے یہ پتہ
قدم کو کوئے محبت میں پیشتر رکھنا

لبریز بزم یار میں جام شراب تھا — پھولا ہوا چمن میں گل آفتاب تھا
ساقی کا مجھ پہ وصل میں ہر دم عتاب تھا — جام بلور صورت چشم پر آب تھا
غیروں کے ہاتھ میں ترا بند نقاب تھا — معلوم یہ ہوا کہ ہمیں سے حجاب تھا
بہکا رہے جو یار میں جام شراب تھا — ٹوٹا پڑا ہوا قدح آفتاب تھا

سامان عیش ہجر کی شب میں غذاب تھا ۔ کالی بلا سا اپنی نظر میں سحاب تھا
آنکھیں دکھا رہی تھی ادھر وحشت دل ۔ پھولا ہوا اودھر کو چمن میں گلاب تھا
دل میں بھری ہوئی تھی ہوس عز و جاہ کی ۔ دفتر میں اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا
بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم میں ۔ بے بادہ جام صورت چشم حباب تھا
چکھا نہ اسکو دردکشوں نے ہزار حیف ۔ شیشے میں اس فقیر کے اچھا گلاب تھا
پہلو میں رعب حسن صنم سے شب وصال ۔ یہ دل زبان گنگ کا گویا جواب تھا
یہ سر وہ ہے کہ جسمیں بھری تھی ہوائے دوست ۔ یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا
زخم جگر تھے اسمیں کہ تھی نقد داغ دل ۔ سرکار عشق سے جو ملا بےحساب تھا
پوچھے جو صحبت مے وشوں حشر میں ۔ کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا
یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحر عشق ۔ یہ وہ حباب ہے جو کبھی زیر آب تھا
برسوں ہی دل میں مصحف رخسار کا رہا دھیان ۔ دابی ہوئے بغل میں خدا کی کتاب تھا
لٹکے تھے پاؤں گور کے اندر شب وصال ۔ اپنا سمند عمر کا بادر رکاب تھا
ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی ۔ بندہ اور یہ دل خانہ خراب تھا
دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا ۔ دھوکا وا ہمہ تھا توہم تھا خواب تھا
پست و بلند بحر جہان یار ناصحا ۔ اپنے نظر میں صورت موج حباب تھا
گھنتا تھا شیخ بادہ کشوں سے بہار میں ۔ آتش سے مے کی مرغ مصلا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہیں کرکے نکیرین گفتگو
منشی بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلماں یہ کر گیا ۔ ساقی شراب ناب سے دو جام بھر گیا
ہنستا جو سامنے سے وہ گلرو گذر گیا ۔ دامن مرے نگاہ کا پھولوں سے بھر گیا
اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا ۔ اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا
کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد ۔ قارون کے ساتھ مال زمین میں اتر گیا
طفلی گئی شباب مٹا پیری آگئی ۔ ہونا تھا جو ہوا وہ جو گذر گذر گیا

اظہار عشق سے اُنہیں آیا جو ہیں غرور — میں نے بھی کیا ہی کام کیا جھٹ مکر گیا

مصروف ہے زبان درِ دندان کے وصف میں — مُونہہ موتیوں سے کوئی مرا آج بھر گیا

نافہموں میں پڑا مرا دیوان ہزار حیف — کتّوں کے سامنے مرا لختِ جگر گیا

کسدرجہ رفتہ رفتہ کیا کام عشق نے — آخر غمِ فراق مرے دل جبر گیا

اس جوشِشِ شباب کا عالم نہ پوچھیئے
اک موجِ بحر تھا ادہر آیا اودہر گیا

شمع مانند بزمِ یار گھر اپنا ہوا — کٹ گئی سب عمر قصّہ مختصر اپنا ہوا

یہاں لے آیا کون ایسا راہبر اپنا ہوا — اس خراب آباد میں کیونکر گذر اپنا ہوا

بعد مدت جا ہوئے اُسکے دلِ شفاف میں — شکر ہے خالق کا کیسے گھر میں گھر اپنا ہوا

بل نہ نکلا اُسکے گیسو کا نہ وہ سیدھا ہوا — آہ بے تاثیر نالہ بے اثر اپنا ہوا

خطِ شوقیہ بھی آیا ہے پیامِ وصل بھی — نالۂ جانکاہ کوئی کارگر اپنا ہوا

بڑھ چلا چاک گریبان اوڑ چلی بادِ بہار — بل لگا کرنے جنون رنگِ دگر اپنا ہوا

ہو چکے مانندِ پیچ و تاب میں کی ہی بسر — شاعرِ بحرِ غزل میں جب گذر اپنا ہوا

بعد مدت کے جو چڑھے نظروں پہ اُس عیّار کے — دیکھنے کی بات ہے آنکھوں میں گھر اپنا ہوا

آنکھ کے کھلتے ہی سیر میں بھر گئی بادِ فنا — بحرِ ہستی میں حباب آسا گذر اپنا ہوا

ایکدم کو جائے اُسکے دلِ شفاف میں — عکس کی صورت سے آئینے میں گھر اپنا ہوا

ساتھ کیا لائے تھے کیا ہمراہ اپنے لیچلے — بارِ ہستی کے تلے ناحق کو سر اپنا ہوا

لیکے جاتا منزلِ پیرِ مغان تک جو ہمیں — آجتک کوئی نہ ایسا راہبر اپنا ہوا

پھر بہار آئی چمن میں پھر ہوا جوشِ جنون — دشت کی جانب کو پھر عزمِ سفر اپنا ہوا

منتھے ضایع نہ ہونگے دُرِّ معنی ترے — دیکھ لیتا جب کوئی اہلِ نظر اپنا ہوا

نغمہ اوڑ جائیگا اکدن آشنا رہجائیگا — مدعی جاتا رہیگا مدعا رہجائیگا

دشتِ اُلفت میں قدم جسکا ذرا رہجائیگا — مثلِ گردِ قافلہ پیچھے پڑا رہجائیگا

ذکر رونیکا مرے بعد فنا رہجائیگا | خشک ہو جائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا
فصل گلمین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو | شیخ جی کا سا قبا دستِ دعا رہجائیگا
اپنے آہونکے چلین گے جبکہ جھونکے باغ مین | دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا
بزم مین اُس چشمِ مخموری کے آگے ساقیا | طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دھرا رہجائیگا
کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین | بوریا رہجائیگا تاج ولوا رہجائیگا
پاس ہے جاہ و حشم اپنے نہ ہے کچھ ملک و مال | کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا
ایکدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسکے | آشنا رہجائیگا نا آشنا رہجائیگا
ایکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا | اور میرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا
آج مین بیٹھا ہون کل بیٹھے گا کوئی اوریاں | یون مین بچھا بوریا اس فقر کا رہجائیگا
عاشق جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے | ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دھرا رہجائیگا
آرزو رہجائیگی ہمکو وصال یار کی | لوح دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا مخفی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا | آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا
رہنے کی جا کہین نہ ٹھکانا مکان کا | مانند بو زمین کا نہ ہون آسمان کا
باد خزان اوڑی چمن روزگار سے | تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا
روحِ روان و جسم کے اے دل مقام سے | مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا
انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے | باندھا ہوا ہر اک ہے اسی ریسمان کا
منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد و کوہکن | کس سے پتا لگاؤن مین مُغ کی دکان کا
کعبہ و دیر خلد و ارم جنّت النعیم | ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا
شیرینیٔ کلام نہ جائیگی عمر بھر | چسکا نہین چھٹے گا ہماری زبان کا
مرغ چمن ہو اسیر کہ ہو بلبل قفس | نقال ہے ہر ایک مری داستان کا
منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور | لشکر مین جس طرح سے ہو ہاتی نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہمراک اہلِ دل کے ساتھ — اللہ ہے طائران بلند آشیان کا
بے قدردان لباس غنیں آبرو غنیمن — اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا
چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے — بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا

دفتر تھے دو کھلے ہوئے راز و نیاز کے
قاصد سے اپنے فرق نتھا دو کان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا — یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا
خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو — پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا
ہے حبابِ لبِ دریا انسان — جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا
ضعف پیری سے بنا نقشِ قدم — مین وہین کا ہوا جسجا بیٹھا
صورت باد رہا سرگردان — خاک کی طرح مین اٹھا بیٹھا
پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین — کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا
بحر ہستی مین حبابون کی طرح — سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا
کب سے تیرا فلک شعبدہ باز — دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا
سامنے کس کے جھکایا سر کو — کس لیئے تیغ تو اُٹھا بیٹھا
نہ تو نالہ ہے نہ افغان اے دل — کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا
خواب سیرِ چمنِ عالم ہے — کیا دلِ زار ہے پھولا بیٹھا
دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون — ملک پر عشق کا سکا بیٹھا
نقدِ دل تھا جو بضاعت مین می — عشق مین اُسکو بھی کھو کھا بیٹھا
جو گیا ملک عدم کو وہ گیا — اُسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا
دلکو ہے جذبۂ اُلفت شاید — تک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا

چل بسی منتظر سب یار ترے
تو بھیان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا — بند اُس قطرے مین دریا دیکھا

دل مین نیرنگ تمھارا دیکھا — جزو مین کل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اُسکا جلوا — سر کو جو وقت جھکایا دیکھا
ہم نے اس خاک کے پتلے مین نہان — قدرتِ حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصدِ دل زیبِ کنار — ہمنے ہاتون کو بھی پھیلا دیکھا
حرم و دیر مین ڈھونڈھا سب نے ۔ یمن؛ — ہمنے تجکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو — کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطفِ گلزار و خرابیٔ چمن — جوانِ آنکھون نے دکھایا دیکھا
قاصدا تجکو بلاکر تنھا؛ — اُسنے پردا نہ اُٹھایا دیکھا
آئینہ تھا قدمِ آدم کو یا؛ — صاف اُس بت کا سراپا دیکھا
ترے بازار جہان مین گردون — اک نیا روز تماشا دیکھا؛
دل دیا جان بھی دیدی اُسکو — یہی اُلفت کا تقاضا دیکھا؛
ہوشیار اُسکو جہان مین پایا — جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا — بس تجھے رشکِ مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا تیغ اُسکو — ذبح کل مرغِ مصلا دیکھا؛

منتھی اوڑگیا دل یار کے پاس
پھر گیا گود کا پالا دیکھا؛

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا — کہین تیشہ نظر آیا مرا ماتھا ٹھن کا
کاٹ بھی لے سر آمادہ سودا ستک — دور بھی ہوئے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین — نقش جب بنگیا تعویذ مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اُٹھائین جو ہمین — دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جامۂ تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے — نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پہلوئ ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل — اُسکی پیشانی پہ ٹیکا تو نہین جیمن کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پہلو کبھی سر — بے خبر حسن سے ہین وقت ہے الڑھ پن کا

ہے نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون
بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا

ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے
یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا

یار و اغیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین
دہیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا

منتھی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

شربتِ وصلت پلایا یار نے
ہجر کے بیمار کو اچھا کیا

قامتِ رعنا دکھا کر یار نے
سرو کو گلزار مین سیدھا کیا

پھرنا ان در در پھرایا حیف ہے
مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا

دل دیا تجھسے بتِ سفاک کو
بیٹھے بٹھلائے یہ مینے کیا کیا

وعدۂ دیدار رکھا حشر پر
کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا

انتظارِ یار مین بستر پہ شب
نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا

دستخطے دکھلاؤن گا فردِ جبین
حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا

نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا
ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا

حشر مین یہ تو کہون گا بر ملا
ان پریزادون نے دیوانا کیا

آئینہ ہمنے مقابل کر دیا
اُسنے یکتائی کا جب دعوا کیا

معنیٔ تحریرِ قسمت منتھی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

سن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھرا
جنس جب چھٹ گئی اُسوقت یہ سودا ٹھرا

محتسب ٹھرا نہ زاہد کبھی اسجا ٹھرا
بزمِ رندان مین جو ٹھرا تو یہ مینا ٹھرا

نہ اٹھا کوئے توکل سے نہ در دیکھا
حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھرا

ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی
جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھرا

آبرو راز محبت کی ڈبو دیتا ہے
قطرۂ اشک نہ ٹھرا کوئی دریا ٹھرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو بیمار ہمیں کرتے ہو
عاشقی ٹھہری کہ اب ہائے تقاضا ٹھہرا

اُس سے کسدن ہوا بیمار محبت کا علاج
سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھہرا

چل کے آیا تھا بڑی دور سے تھکا یہ چرخ
ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھہرا

پرورش ہمنے کیا دلکو گیا یار کے پاس
یہ تو بتلائیے کوئی مال یہ کس کا ٹھہرا

لئے جاتی ہے ہراک سمت ہوائے دنیا
آدمی مین نہین ٹھہرا کوئی پتا ٹھہرا

مے کے دریا یہ بھے رات کو میخانے مین
شیشہ آنکھون مین حبابِ لبِ دریا ٹھہرا

ان حسینون کا طلسماتِ جہان کے اندر
پتلیونکا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا

ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار
دلِ مضطر نہین ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتھی تو بھی فنِ عشق مین یکتا ٹھہرا

منصور پیتے ہی مے الفت بہک گیا
جامِ مئے الست بھرا تھا چھلک گیا

پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا
شاعر ہون میرا مصرعہ ثانی لٹک گیا

مجھ رند پاک کا کبھی چلو نہ بھر دیا
ساقی ترے کرم سے ہراک یار چھک گیا

مین لوٹ ہو گیا ہون خطِ سبز رنگ پہ
خارِ چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا

پیری مین دل دیا بُتِ بیرحم یار کو
منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا

بھڑکا یا دل کو تذکرۂ حسنِ یار نے
ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا

پردہ شرابِ عشق کا منصور سے کھلا
نداف تھا کہ پنبۂ مینا دھنک گیا

بلبل ہے چپ نسیمِ سحر بھی خموش ہے
شاید چمن مین برگِ خزانی کھڑک گیا

جامِ بلور مے کا بھرا یار نے دیا
شب کو ہمارا اخترِ طالع چمک گیا

تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجھ پہ سب فدا
ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا

رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا
خورشید کیطرح سے یہ ذرہ چمک گیا

سودے سے جو بھرا وہ ہوا سر وبالِ دوش
بارِ شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا

لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا
دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسیکی بات اُسی کا یہان مقام رہا
وہی رہا جو زمانی مین نیکنام رہا

خیال دل مین مغان یہان مدام رہا
شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا

بہار جاتے ہی کہکے چمن سے غنچۂ گل
خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا

عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم
دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا

اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوئے
یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا

مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین
حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا

نمود خط کی ہوئی قدر زلف و خال گھٹی
خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا

ذرا رقم نہ ہوا جنگِ حسن و عشق کا حال
گھٹی اک عمر پہ قصہ یہ ناتمام رہا

جو حالِ پیرِ خرابات پوچھتے جلکر؟
نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا

وہ ہرا ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین
نہ فکرِ صبح نہ سودائے قوتِ شام رہا

ہمیشہ وا رہا بندِ نقاب صاحب کا
سمندِ ناز ترا یا رب بے لجام رہا

کھلا نہ راز محبت بہت تلاش رہی
جنونِ پختہ کے خاطر خیالِ خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا
مٹ گیا لطف زندگانی کا

جسکو کہتے ہین یار ماہِ تمام
ہے مرقع تری جوانی کا

سن کے بولے مرا فسانۂ غم
لطف کس کو ہے اس کہانی کا

کیا بیان رتبۂ شہادت ہو
ملک ہے عمر جاودانی کا

کیا کرون کا مین دولتِ کونین
وصل ممکن ہے یارِ جانی کا

گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ
پر کٹا مرغِ آسمانی کا

اوٹھ گیا صبح یار پہلو سے
ہو برا مرغِ آسمانی کا

دہوم ہر سمت ہے سخن کی مرے
شور ہے میری جان فشانی کا

کھنچے اُس برق وش کی گر تصویر
ہاتھ کانپے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے بل مٹا تیغِ اصفہانی کا
نہ مزے منتقی کے گر سُن لے
دم گھٹے مرغِ بوستانی کا

دہیان آیا جبکہ گھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا | پھر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا
عشق مین موئے کمر کے اسقدر ہون ناتوان | ہاتھہ مین میرے عصا بہارے ہے پائے مور کا
ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون | پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا
شیخ و زاہد سا جہان مین کوئی خود مطلب نہین | کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حور کا
ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون | دہیان آیا ہے کسی کے دیدۂ مخمور کا
خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین | مرتبہ رکھتا ہے اے دل مسندِ فغفور کا
ہے قدر انداز ایسا خامۂ مضمون تراش | تاکتا رہتا ہے ہر دم یہ نشانہ دور کا
نانِ نعمت کا نہین دہیان اسکو ہے نانِ جوین | دل ہے کشکولِ گدا کاسۂ نہین فغفور کا
پاس وئی ماہ وش کے دیکھکر خال سیاہ | دل پکارا ہے یہی دود چراغِ طور کا

منزلِ ہستی مین آٹھرا ہے دو دن کے لئے
منتقی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عز و جاہ کا | پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا
مارا ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا | مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا
دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا | رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الہ کا
میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے | بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیر آہ کا
پیر مغان نے کوچہ الفت دکھا دیا | ہاتھہ آگیا نشان مجھے سیدہی راہ کا
ہر رنگ مین ہے جلوۂ جانانہ آشکار | پردا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا
دم بھرتا ہے اُسی کا ہر اک شیخ و برہمن | کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا
صوفی صفا پذیر ہین ہین رند پاکباز | مالک ہے ایک ایک ہر اک اپنی راہ کا
جو کچھ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا | اس سے گھٹے بڑھے ہے تو ہون مورد گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم
ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا

نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین
دشمن ہوا ہے اور سنو جور شاہ کا

کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن
جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا

نارِ جہیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا
کیا اُمتی نہین مین رسالت پناہ کا

روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام بھی روزِ سیاہ کا

ہوگیا عاشقِ شیدا بتِ ہرجائی کا
خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا

حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا
داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا

جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر
ہوگیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا

لحد تیرہ مین جس وقت گذر اپنا ہوا
یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا

آسمان سر پہ اٹھا لون مین کرون وہ نالے
پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا

حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اسکا
ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا

تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے
قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا

زہر کھا جائے گلا کاٹ کہین ڈوب مرے
کبھی عاشق نہ ہوا انسان بتِ ہرجائی کا

حکم سے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون
مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا

خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے
پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا

ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت کا تری
حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا

رحمتِ حق کا طلبگار رہون ہر دم جسے
منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا

آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اُس بت سے
مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا

منتہی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
متحمل نہین بندہ ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہوگیا
شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہوگیا

گر پڑے عشاق اُسکی تیغ خون آشام پر
کُل شہادت کے طلبگار و دنگا ذنگا ہوگیا

دفن کرکے فاتحہ پڑہکے مرا بولا وہ شوخ
آج بیمار محبت مرا چنگا ہو گیا

بزم مین جلکر کیا شب رازِ اُلفت آشکار
شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا

گر کے اُسکے کوچۂ تاریک مین نکلا نہ دل
پیچ زلف یار کا مجکو اڑنگا ہوگیا

وصف دیر وکعبہ کا ہمسے جدا گانہ کیا
ایک ہی مضمون تہا فقرہ دورنگا ہوگیا

بڑھتے بڑھتے اپنا طول زندگانی کم ہوا
گہٹتے گہٹتے جامۂ ہستی اوُ ننگا ہوگیا

خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خال سیاہ
زیب گلزار ارم کا ابھجنگا ہو گیا

شاہ ہفت اقلیم سے اےدل گدائی دہر تک
ڈہنگ سے آیا وہانسے یہان کڈہنگا ہوگیا

جسقدر وہ مجھ سے بگڑا مین بھی بگڑا اسقدر
وہ ہوا جامہ سے باہر مین بھی ننگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیم سخن مین اندزون
منتھی بھی ایک ہی کتا دبنگا ہوگیا

حال میری بزم کا بے رخِ جانانہ تھا
آہِ سوزان شمع تھی دل صورتِ پروانہ تھا

بزمِ عشق یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا
اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا

یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقی روزِ ازل
آدمِ خاکی شرابِ عشق کا پیمانہ تھا

روز آرایش یہ تھی آٹھون پہر اسکی اُسے
دنکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا

روبرو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نتھا
شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا

نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی
بےخبر ساقی پڑا تھا وا درِ میخانہ تھا

دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک
جب کوئی کہتا ہے ہم تھے یار تھا پیمانہ تھا

کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے
کون تھا معمار اُسکا کون صاحب خانہ تھا

اہل دنیا زن پرستو نکو نہ سمجھا مین کبھی
اسقدر مجکو خیالِ ہمت مردانہ تھا

تھا خیال ساقی مہوش سے دل روشن مرا
ساغر مے رات کو لیمپ چراغ خانہ تھا

کھوکے نور حسن کو خط سے سیہ خود رہ گیا
خط نہ تھا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا

چشم اشک آلود سے ہمکو یہی ثابت ہوا
مردم آبی کے بھی ہمراہ آب و دانہ تھا

کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نتھا
ساقی گردون دونکا کیا جہان خمخانہ تھا

فیح کہتا تھا مجھے زاہد برہمن بت پرست
کونسے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

روبرو میرے رہا جبتک کے دم مین دم رہا — عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا
پائے خم پر سر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف — مشرب رندانہ تہا یا سجدۂ شکرانہ تھا
چھا گیا خواب عدم مجپر یکا یک منتقی
یہ نہین معلوم ایسا کون افسانہ تھا

دیکھئے کھاتی ہے سر کس کس نحیف وزار کا — پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا
جابجا چرچا ہے میری طبع طرار کا — چار سو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا
ہونا ہا مین مژہ چشم سیاہ یار کا — سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا
چار سو شہرہ ہوا ابتو بوئے زلف یار کا — ہوگیا بازار پھیکا نافہ تاتار کا
جسم خاکی چھوڑ کر اکدن نکلجائیگی روح — ساتھ دینے کا نہین پیدل کبھی اسوار کا
بادشاہی دو جہان کی دی مجھے کرکے شہید — ہوگیا بال ہما پہل یار کی تلوار کا
دیر کو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف — حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا
بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام — ہے مجھے ظل ہما سایہ تری دیوار کا
تندرستونسے زیادہ جانتا ہون تندرست — جو کہ ہے بیمار تیری نرگس بیمار کا
راہ جاتی ہے نہین دل ترے اغیار کی — بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا
مرتے ہین اغیار اسکی خوش بیانی دیکھکر — کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا
اسکی آہ آتشین سے چاہئے اے دل حذر — آشیان پھونکا ہے جسنے بلبل گلزار کا
جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب — مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہے بیگار کا
جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مارو منتقی موقع نہین تکرار کا

پھر فراق یار کا بار الم پیدا ہوا — جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا
روز فرقت مرکے کاٹا تھا شب آئی ہجر کی — وہی غم بھولا نہ تھا یہ اور غم پیدا ہوا
مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال — تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا
سخت غم دن رات ابنائے جہان کھاتے ہین — مثل انفاس جدید دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر
یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا

عشق کی راہون سے شیخ و برہمن ہین بیخبر
دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا

کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب
دل بغل مین بنا گویا جامِ جم پیدا ہوا

دے گئے صدمے پہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان
ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا

شمعِ سوزان کیطرح اس بزمِ عالم مین مدام
جو کوئی پیدا ہوا با چشمِ نم پیدا ہوا

زخم دل پر کیا لگا تیغِ فراقِ یار کا
منتفی اک جادۂ ملکِ عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جسدم کھنچی خالی گلستان ہوگیا
گھسکے جوانانِ چمن سنبل پریشان ہوگیا

کثرت جو داغِ دل کی تھی پیری مین پژمردہ ہوئی
وقتِ سحر خاموش کیا سرو چراغان ہوگیا

خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گردِ رخ
قبضہ مین فوجِ زنگ کے ملکِ سلیمان ہوگیا

اے کاتبِ اعمال تم منھ دیکھکر تم رہجاؤگے
فردِ عمل دھو جائیگی جسدم مین گریان ہوگیا

دیکھا ہے تونے کیا کہین لختِ دلِ عشاق کو
خون خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہوگیا

گرمی تمھاری حسن کی پرتو فگن جسدم ہوئی
ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہوگیا

وا ہوگیا عشقِ نہان آنکھین ہوئین جب خونفشان
مثلِ قبائے گل میرا رنگین گریبان ہوگیا

سمجھا مین مسندِ شاہ کی اس بوریائے فقر کو
دستِ توکل جسگھڑی میرا نگہبان ہوگیا

آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا اسکا بندھا
تیغِ نگاہِ یار کا کل منتِ احسان ہوگیا

وصفِ خطِ روئے صنم وردِ زبان ہے دمبدم
شکرِ خدا مین حافظِ تفسیرِ قرآن ہوگیا

دیکھا بہارِ حسن کو جب یارِ گل اندام کے
مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہوگیا

تیغِ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتفی ہمشکل کتان ہوگیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا
ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا

دل کی صفا کو خواہشِ دنیا نے کھو دیا
تردامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا

سرگرم بزمِ یار مین دیکھا جو غیر کو
جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جانے گذری کیا گل و لالہ پہ عندلیب
شبنم نے شب کو حالیہ انکے جو رو دیا

منصور نخلِ باغِ شہادت تھا باغبان
دار فنا میں اسکو عبث تو نے بو دیا

جام شراب ناب دیا یا کہ جام درد
ساقی کا شکر کرکے لیا ہمکو جو دیا

دل کی صفا کو حرص و ہوا سے مٹا دیا
ہا تو نے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا

عاصی کیا فقط مجھے طول حیات نے
اب بقا نے دامن عصمت بھگو دیا

موئے میانِ یار کو دل سا صفا دیا
موتی تھا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہاں تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا
کسی رند کو ہمنے بیجا نہ پایا

تری بزم میں ہمنے اے عشق کامل
جو ہوشیار تھا اُسکو دیوانہ پایا

ملا عشق کامل کا کب کوئی کامل
کبھی حسب دلخواہ سودا نہ پایا

ملا میکدہ میں نہ دیر و حرم میں
کہیں یار تیرا ٹھکانا نہ پایا

زبان سے بھتے جانباز اُسکی کتنے
دمِ امتحان کوئی ہمسا نہ پایا

سمائی مرے وحشتِ دل کی ہوتی
کوئی آہتنگ ایسا صحرا نہ پایا

مزے ملکِ کونین کے ہم اوڑاتے
کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم میں رہا گاہ گہ میکدہ میں
کبھی منتہی تجکو بیجا نہ پایا

دل مری پہلو کے اندر یہ مکان ہی کسکا
جو مکین اِسکا ہے وہ راحتِ جان ہے کسکا

نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بتِ سفاک حسین
کس کا ہے آفتِ جان راحتِ جان ہی کسکا

قتل پر عاشق شیدا کے جو باندھی ہی کمر
تم سمجھتے نہیں اتنا کہ زیان ہے کسکا

حورِ عین خلدِ برین مدِ نظر ہے اپنے
شکلِ آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا

نقطہ ہے تنگ دہن موسے ہے باریک کمر
مجکو معلوم نہیں وہم و گمان ہے کسکا

کس کا رخ غیرتِ گل ہے چمنِ عالم میں
صورتِ غنچۂ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ نغز ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہی کسکا
روح خوش ہوتی ہے دل کھلتا ہے مثلِ گلِ تر آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا
گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا
یارکا یار تو ہو کوئی محبت مین تو جا پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہی کسکا
یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون چلکر راز کسکا تھا نہان آج عیان ہی کسکا
منتظر یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہی کسکا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یارِ جانیکا کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لن ترانی کا
مناؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا کرون دم بند مین اکرو زِ مرغِ بوستانی کا
بیان کس منہ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا
نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے نیا مجنون بنایا ہے فراق اُس یارِ جانی کا
نگہبان ہی زمانہ کا وہ مہر خوش لقا اپنا اسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا
شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا
نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم کسی کا یاد آتا ہے دوپٹہ کامدانی کا
اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشی معالج تو ہوا اسے یار میری سرگرانی کا
تو ہی ہے بطنِ مادر مین ہمارا پالنے والا تو ہی حامی ہے اور رازق ہی مرغِ آشیانی کا
جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہی ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا
رخِ رنگین کی آرایش مین از حد دخل ہی مجکو اجارا لونگا رضوان سے مین عہدہ باغبانیکا
شہیدِ تیغِ ناز اپنا کیا تونے نہ اے قاتل نہ ربا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا
سرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز کوئی مورد نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا
عطا کی عقل بخشا ہوش اُسنے منتظر مجکو
بیان سپاس کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بی طلب گھر مین مری آہی گیا یار اپنا خوب بیدار رہوا طالعِ بیدار اپنا

عاشقی صبر و تحمل ستم و جور و جفا
آپ کا کار رہے وہ اور ہی یہ کار اپنا

یار پر رنگ جوانی کا نہایت ہے کرم
اندنون خوب ہی گلزار رہے گلزار اپنا

ہاتھ جس روز کہ پکڑے گا جنونِ کامل
قطع ہو جائیگا دنیا سے سروکار اپنا

بام پر پردہ نشین آ کے پہلو مین مرے
بند کر ماہِ فلک دیدۂ بیدار اپنا

فصلِ گل شور پہ ہے زور پہ ہے جوشِ جنون
خوب ہی اچھلیگا سودا سر بازار اپنا

دور مین چشم بنی ہے ترے نظارے کو
بند کر یار نہ ہر اک روزنِ دیوار اپنا

وصل مین جام مے سرخ کا چھلکا جسدم
آگیا یاد مجھے دیدۂ خونبار اپنا

منزلِ عشق بنائے ہے دماغ و دل مین
کام جو کرنیکا تھا کر گیا معمار اپنا

جگر و دل کو مین رو بیٹھا ہون مدت گذری
اب نہ مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا

مین نہ کہتا تھا دلا کوئی حسینان مین نجا
ایکدن ہوئیگا جینا تجھے دشوار اپنا

آسمان سر پہ کھڑا ہے ترے پہلو صبا
رازِ دل لب پہ نہ لانا تو خبردار اپنا

تمکو اے یار مسیحائے زمان کہتے ہین
کیون نہین کرتے اچھا کوئی بیمار اپنا

عفو ہونگے مرے جرم جنون کے ہاتون
ہوئیگا ابرِ کرم دامنِ کہسار اپنا

ایک عاشق کو پھٹکنے نہین دیتا شہِ حسن
سمجھتا ہے ظلِ ہما سایۂ دیوار اپنا

دیکھ بھر کوئے قناعت مین خدا کی قدرت
منتقی توڑ تو پھلے بتِ پندار اپنا

لا بچی یار سے پڑے پالا
نکلے تارون دنی کا دیوالا

دل ہے جو پا بلند مضمون کا
ہے نظر سوئے عالمِ بالا

گردشِ چشم نے ترے پیارے
اک زمانا کیا تہ و بالا

گیسوئے یار کو نہ چھیڑا دل
کاٹ کھائے گا ناگ ہے کالا

تیرِ بیداد ہے پئے عاشق
سرمگی چشم کا وہ دنبالا

سوئے دنیا ہوا دلِ محزون
پھر گیا مجھ سے گود کا پالا

دل ہے ہمت بلند رکھتا ہون
تا فلک پہونچے گا مرا نالا

کچھ نمکین ہو میرا مصرعِ شعر دلکی سانچے مین ہے اُسے ڈھالا
سرد مہری سے نے اس زمانیکے کشتِ امید پر پڑا پالا
فکر کو مین کی جو رکھتا ہون پیتا ہون مین شراب دوسالا
اشک گر ہون پسند یار مری موتیون کا کبھی نہ لون مالا
دیدہ صاحبِ قناعت مین دُرِ یکتا ہے صورت ژالا
ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتھی تیرے
مادرِ گیتی سے پھنے رنڈسالا

راز اس دل کا جدا ہے لبِ اظہار جدا ہین جدا پردہ نشین مردم بازار جدا
تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا
مبتلا اُسکا مین ہون وہ ہے مرا دیوانہ وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا
اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبیٰ ہین جدا بوالہوس لوگ جدا عاشقِ سرشار جدا
حلقہ گیسوئے مشکین کو وہ کٹواتا ہے مار سے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا
کم نہین ہوتے طلبگارِ شہادت اُسکے روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دو چار جدا
خوابِ غفلت نہ مری آنکھو مین آیا تا زیست مجھسے اکدم نہ ہوا طالعِ بیدار جدا
نقشِ دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہی جدا سکۂ داغ جدا سکۂ دینار جدا
دل کے خواہان ہین حسین انکے ہین خواہان عاشق اسکے طالب ہین جدا انکے طلبگار جدا
اُسکی ہی کم سخنی باعثِ شیرین سخنی کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا
دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین اے یار جدا
اتنی وسعت یہ اسی کشتی ہے کیا کیا قدرت خانہ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا
ایکدم سے گئے دل سے مرے صبر و شکیب ایکدم سے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جدا کیون نہ ہو چشمِ جانان
منتھی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مرغِ خوش بیان تنہا
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم میں رہا گہ وجود میں آیا
پھرا ہوں زیست میں اپنی کہاں کہاں تنہا

عدم میں کون تھا اپنا وجود میں ہے کون
میں کیا کہوں کہ رہا ہوں یہاں وہاں تنہا

تمام حال تری سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے رُوح نہیں کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تازیست
جو گوشِ دل سے سنے میری داستان تنہا

دمِ سحر نہ مرے پاس سے تو اُٹھ جانا
نہ چھوڑ جانا مجھے پیری میں او جوان تنہا

اڑا ہے نرم سے اُس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتشِ گل کی بہار میں بلبل
جلیں ہیں شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہووے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر میں جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دلِ یار کھینچ کے آئے گا
جہاز کھینچکے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھا کے فردِ عمل منتہی بروزِ جزا
چلے گی صورتِ مقراض یہ زبان تنہا

کب میں ایدستِ جنون بے سر و سامان نہوا
گاہ دامن نہوا گاہ گریبان نہوا

حسنِ نیرنگ صنم سے میں مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت میں پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اُسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقدِ دل و جان تک دیتا
حسبِ دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدفِ چشم نے جسدم کہ گرائے دُرِ اشک
سامنے اُسکے کبھی موسمِ نیسان نہوا

تنگ کسدن نکیا وحشتِ دل نے مجکو
مجھ سے کس روز جنون دست و گریبان نہوا

راستی راہِ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لٹتے لئے پوشاک کے میرے ظالم
ایجنون کب میں ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف ۔ تجھ سے کام اتنا مرا دیدۂ گریاں نہوا

منتہی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر مین تجسا کوئی گبر و مسلمان نہوا

پُر اثر زور پہ جسدن مرا نالہ ہوگا ۔ دل تو کیا گنبدِ گردون تہ و بالا ہوگا
فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا ۔ یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھجائے تو دریا ہوگا
پاؤن پھیلا کے مین بچھونگا کسی صحرا مین ۔ جب مجھے دستِ توکل کا سہارا ہوگا
تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف ۔ ذبح کیا آج کوئی مرغِ مصلّا ہوگا
کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل ۔ قطع جب تک نہ ترا دستِ تمنا ہوگا
عشق کا راز چھپیگا نہ جنون کے ہاتون ۔ دیکھ لینا سرِ بازار یہ سودا ہوگا
عشق کا روگ مٹا دے کوئی ایسا ہو حکیم ۔ یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا
سیر کو نعمت دنیا سے ہے منعم تو آج ۔ دہن گور کا ایکروز نوالا ہوگا
خوشنما خطِ سیہ گردِ رخِ یار جو ہے ۔ ایسا کب ملک سلیمان کا قبالا ہوگا
پاس رخ کے نہین وہ خطِ سیہ مد سے ۔ تا بیگان گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا
زیبِ رخ ہوگا کبھی خطِ سیہ نام ترے ۔ گرد منہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا
طپش عشق سے اس بحرِ لطافت کے لئے ۔ خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدہ دیدار کا رکھا ہے دمِ حشر اسنے
منتہی ایسکا تو شایق کوئی مردا ہوگا

جاتے وقت ہوگا بنا عنصر کی حد اسکا ۔ بھروسا کر نہ ہرگز چار دنکی آشنا ہیکا
توکل پیشہ ہون ہمت مجھے وہ دی ہے خالق نے ۔ سمجھتا ہون دلا دستِ دعا کاسہ گدائیکا
ہر اک شاد و گدا اس شاہ سے رفو ریکا طالب ہے ۔ جہان کے دور کو سمجھا ہون کاسہ گدائیکا
ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اس حور کا مجکو ۔ رہا جبتک مین زندہ غم رہا اسکی جدائیکا
برنگ گل ہوا سے دہر نے ٹکڑے کئے اسکے ۔ جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیکا
عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحرِ عالم مین ۔ ہر اکدم مارتا ہے یا تیری آشنائیکا

نکل اور روح تن مین ضعف پیری سے نہین طاقت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائی کا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اے خدا تیری خدائی کا

طلب ہوتی ہے ہر دم دولتِ دیدار کی انکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائی کا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہین آلہ ہے اُسکی رونمائی کا

چمن مین زیر سروِ اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پا پر جبہ سائی کا

فراقِ یار کا صدمہ زبان پر لا نہین سکتا
بیان کیونکر کرون مین روح و قالب کی جدائی کا

نہ کیونکر رند میکش ہو وہان جیسا ہو میخانہ
یقین کر **منتہی** ہر شعر عاشق ہے ترائی کا

لگاؤ اُس بتِ سنگین سے پھر ہوا دلکا
بھڑا پہاڑ سے پھر لب پہ حوصلا دلکا ÷

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ ÷
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلا دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتون کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا ÷

مری طرف سے اُٹھے تا صدا یہی کھٹکا
چلے ہی آؤ کہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب سے اُس بت کو اپنے قابو مین
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلا دلکا

تعجب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا دیوِ سیہ سے مقابلا دلکا

نہ حسن و عشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئے گا فیصلا دلکا

تو نے ملکے مجھے کس عذاب مین ڈالا
برا تو کیا کہون ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئے گی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولا دلکا

کسے مجال جو ہو خانۂ خدا سے خراب
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملا دلکا

بہارِ حسن سے کرتے ہین پیچھے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیالِ پردہ نشین یار امین رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبا دلکا

بھگو ہی دیوے گا صاحب کا جامۂ عصمت
بہے گا پھوٹ کے جب زور آبلا دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہو اگر اس کریم عادلکا

گل کوئی رونقِ چمن نہ ملا — شمع رو زیبِ انجمن نہ ملا

دل نے ڈھونڈھا کمال ہوکر تنگ — اُس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہامون سے سر کو ٹکرایا — رتبۂ تیشۂ کوہکن نہ ملا

اِس دو راہی مین ملکِ ہستی کے — ایک بھی واقفِ وطن نہ ملا

جب سے پایا لباسِ عریانی — پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

چشمِ افتادگان کے سر ظالم — خاک مین اپنا بانکپن نہ ملا

خضر نے پایا چشمۂ حیوان — ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذبِ دل کیا ہوا اثر کو تری — آج تک والئے دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا — مجھکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب تھے قدر دانِ اہلِ سخن — بلبلِ زار کو کفن نہ ملا

اُسنے آغوش مین لیا نہ مجھے — گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اُسکے جسمِ نازک سے — نہ ملا برگ یا سمن نہ ملا

منتخب مثلِ شہریار الملک

آج تک واقفِ سخن نہ ملا

ابرو سا تو خوش خم کوئی خنجر نہیں ملتا — مژگان سا نکیلہ کوئی جوہر نہیں ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہیں ملتا — قابل مرے سو دیکھے کوئی سر نہیں ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہیں ہاتھ آتا ہے میرے — ایسا کوئی گردان کبوتر نہیں ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رنگ کے مقابل — کہتے تھے اکثر مرا ہمسر نہیں ملتا

پوچھون ستمگر و برق سے ہمجنس ہین ایسے — مدت سے جو حالِ دلِ مضطر نہیں ملتا

بیچین اُسے بے دام یہ ابنائے زمانہ — ناچار ہین یوسف سا برادر نہیں ملتا

کسدن دہنِ پاک کا بوسہ نہیں دیتے — کسدن مجھے جامِ مے کوثر نہیں ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھائی نہیں دیتی — روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہیں ملتا

جویا تو غافل تلاشی تو ہو دل سے — کہتے ہین وہ ملتا نہیں کیونکر نہیں ملتا

کچھ عقل میں لاتے نہیں ابرو کے اشارے — مطلب مجھے اس بیت کا اکثر نہیں ملتا

اے منتقی بستر کو مرے جھاڑتا ہے یار
جس وقت کہ ڈھونڈے تن لاغر نہیں ملتا

تو کر کے قتل بہت یار کو بکو آیا — بہوش باش مرا کوچہ گلو آیا
کہا سنے قاصد فرخندہ فال تو آیا — فرشتہ آیا کہوں یا فرشتہ خو آیا
چلی نہ منت و زاری تو بن گئی دم پہ — رہے نہ اشک جو آنکھوں میں تو لہو آیا
کبھی نہ تو نے کہی عاشقوں کی او ظالم — کبھی نہ یار تجھے طرز گفتگو آیا
ہمیشہ مجکو رہی اشک پر اثر کی تلاش — جہان کی بحر میں میں پھر آبرو آیا
دکھائی شکل کبھی صورت گل و لالہ — کبھی نظر میں وہ مانند رنگ و بو آیا
ہزار بار بچا میں نگاہ قاتل میں — ہزار میں تیغ قضا کو چھو آیا
بگڑ کے کہنے لگا سن کے شب مجھے فریاد — مری گلی میں خبردار پھر جو تو آیا
کہا یہ دیکھکر آئینہ خط کے آنے پر — غرور حسن مرا میرے روبرو آیا
سما گیا کبھی واسوق میں گاہ غدار میں — ہر اک لباس میں اسے حسن یار تو آیا
بنا ہے جسم مرا اتفاق عنصر سے — بجا ہے گر میں کہوں ملکے چار سو آیا
ہر ایک آیا ہر ایک کام کو زمانے میں — تمہارا خنجر بران سب لیے گلو آیا
گلے میں طوق جو منت کا یار نے پہنا — تڑپ کے نالۂ دل اپنا تا گلو آیا
کھلے نہیں گل و لالہ چمن میں عالم کے — نہاں جو زار تھا صاحب کا روبرو آیا
ہما تو چھا رہی گیا تھا ان استخوان پہ مرے — بھلا ہوا کہ سگ کوئے یار تو آیا

عدم میں کس سے چھپا منتقی بشا اللہ
کہ اس جہان میں روتا ہوا جو تو آیا

مرے وقار کو ہرگز نہ آسمان سمجھا — دماغ بلبل گلشن نہ باغبان سمجھا
جہان کو رہ ملک عبادان سمجھا — جہان کو ملک عدم کا میں کاروان سمجھا
دہان یار کا مضمون وہ معما ہے — ہوا خموش اسے جو کوئی جہان سمجھ

بوقتِ ذبح کھلا حالِ بیوفائی یار
مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا

رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم
صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا

اُٹھا کے بارِ محبت کا رکھدیا سر پہ
مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا

رقم ہوا جو کبھی وصفِ مہرِ عارض کا
زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا

حرم مین دیر مین گلشن مین بتکدہ مین صنم
مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا

کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید
دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا

نظر پڑا رخِ رنگین کے پاس جب گیسو
چمن مین آتشِ گل کا اُسے دھوان سمجھا

بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر
برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا

عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین منتہی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلفِ چلیپا ہو گیا
دشمنون کو میرے سودا ہو گیا

دو قدم جسدم چلا وہ ناز سے
دیکھ لینا حشر برپا ہو گیا

ان حسینون سے رہونگا دور دور
گر عدم سے اب کی آنا ہو گیا

پھک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے
آج وہ بیمار ٹھنڈا ہو گیا

اشک نے پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز دریا ہو گیا

جل بجھا اپنا تپِ فرقت سے دل
اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

پاؤن پھیلا کر مین سویا چین سے
قطع جب دستِ تمنا ہو گیا

لکھہ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا
مین جہان مین مفت رسوا ہو گیا

دل نے کی ہے آپکے پہلو مین جا
یار تھا اپنا تمھارا ہو گیا

غنچہ و گل چل بسے گلشن سے آج
یارِ لطفِ جام و مینا ہو گیا

دل دیا تجھ سے بتِ بیرحم کو
بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہو گیا

ان بتون کی سوزِ فرقت سے جلا
یہ دل مرا ہندو کا مردا ہو گیا

داغِ عشق لالہ رو نے یہ دیے
دل مرا پھلون کا تکیا ہو گیا

اُس پریوش کا ہمارے واسطے — سایۂ دیوار عنقا ہوگیا
فکرِ اکل و شرب سے آخر یہ دل — گور کے منھہ کا نوالا ہوگیا
رات آئی دن گیا صبح ہوئی — سامنے آنکھون کے کیا کیا ہوگیا
جب حقیقت سے ہوا مین آشنا — عالمِ ہستی تماشا ہوگیا
قتل کرکے مجکو وہ کہنے لگا — آج حل سارا معما ہوگیا

پھر صفائی اُس مسیحا سے ہوئی
منتہی زندہ دوبارا ہوگیا

آشکارا غمِ پنہان نہ ہوا تھا سو ہوا — سمجھے جو کچھ دلِ نالان نہ ہوا تھا سو ہوا
خونفشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا — رشکِ گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
عاشقِ کاکلِ پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا — یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
چھا گیا خطِ سیہ فام رخِ زیبا پر — مور کو ملکِ سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے — عازمِ سیرِ بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا
زور ہے کافرِ بے دین کا خدا حافظ ہے — ھند مین دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا
کونسے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال — زخمِ دل کا گلِ خندان نہ ہوا تھا سو ہوا
خوشنما خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ ترے — زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا
صفتِ پیرہنِ گل ترے ہاتونسے جنون — ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
حسنِ نیرنگِ صنم کا مرے دل مین ہے خیال — بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا
جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچتایا ہون — عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اُس بتِ عیار کا روی روشن — صورتِ آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا

کہتے ہین بلبلین ہر دم چمنِ عالم مین
منتہی سا بھی غزل خوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد اُسے جامے سے باہر ہوگیا — چشمِ افسونگر سے دیوانہ کبوتر ہوگیا
ہاتھہ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہوگیا — عکسِ رخسے صورتِ رنگِ گلِ تر ہوگیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہوگیا
تیر ناوک اپنے حق مین خطِ ساغر ہوگیا

رہتے ہے گردش اُسے ہر وقت بزمِ یار مین
جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہوگیا

تو نہ پہنچا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار
آب گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہوگیا

حسن کی دولت نکر عشاق سے پیارے عزیز
بھر قارون دشمنِ جان دیکھ لے زر ہوگیا

جب لب لعلین کا اُس بُت کے ہوا مشہور راز
خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہوگیا

رتبۂ شہ اور تھا حالِ گدایان اور تھا
جب گئے زیرِ زمین یہ وہ برابر ہوگیا

ناامیدی وصالِ یار کی لایا جو خط
خنجرِ بُرّان مجھے بالِ کبوتر ہوگیا

نام باقی رہ گیا مردون کا زیرِ آسمان
دورِ دارا بھی گیا دورِ سکندر ہوگیا

وصفِ گیسو سُن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا
مجکو زہرِ جانگدا کالے کا نشتر ہوگیا

ہوتے ہوتے ہو گئی صحبت حسینوں کی پسند
رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہوگیا

آئینہ رُویون کی صحبت مین رہے عمر بھر
منشی بھی اپنے طالع کا سکندر ہوگیا

منڈ جائیگا گیسو اگر اُس رشکِ پری کا
ہوئیگا ادا وا مری آشفتہ سری کا

بھایا ہے دلا خال تجھے رشکِ پری کا
دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا

پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا
ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا

مے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہارِ چمنستان
موقع نہین ایدل ابھی چکھی کا چری کا

انجام کو جب دیکھتا ہون دو جہان کے
عالم نظر آتا ہے چراغِ سحری کا

آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو
قائل ہے یہ عاشق ترا حسنِ بصری کا

امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی
مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھری کا

طے غیر سیہ رو سے نہ ہوگی کبھی منزل
گو انھین چلنے کا چلن کبکِ دری کا

ہے سروِ قدِ یار کا ہر وقت تصور
نقشہ مرے دل مین ہے عقیقِ شجری کا

ہر ایک کو ہے عشق مرے یار سے ایدل
ہر ایک ہے معقول مری خوش نظری کا

بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو
مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ہر مور ضعیف اندنون پنہان ہے زمین مین ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا

قاصد یہی اس شمع شب افروز سے کہنا
ہے منتظر مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا
طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشتونکی پڑا ہے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا
صفات چشم جانان بقلم تحریر جب ہوئے کرون مین شاخ نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا
ہماری زندگانی نے دیکھائی موت کی صورت ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا
ہوا ہے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا
ہمارے دل نے دکھلائے ہے ہمکو سیر عالم کی ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا
زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا
دورنگی سے زمانیکی ہلاک انسان ہوتے ہین فلک نے کی ہو عالم مین مگر تیغ دو دم پیدا
فراق و وصل دو ہمراہ ہین اک عشقبازی کے غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین دو بہم پیدا
بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا ناصح مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادہ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا
وصل اس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا
عارض صاف دکھاتا اسے ہر آئینہ گر ترے عہد مین اے یار سکندر ہوتا
عکس پڑ جاتا اگر اس لب شیرین کا دلا آب البتہ ابھی تربت شکر ہوتا
آرزو ہے مری تجھ سے فلک شعبدہ باز تیز اغیار پہ اس یار کا خنجر ہوتا
دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت مین قدم صورت خسرو رخا ور مرا افسر ہوتا
خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا
وصف لکھتا مین اگر اس تنہ خوبی کا دلا خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

حسب دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتہی ہان جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک مین اپنے اثر پیدا ہوا — قطرہ نا چیز تھا دریا ہوا
جب بیان اُس سے کیا رنجِ فراق — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا
مرگیا عاشق جو رنجِ ہجر سے — چھٹ گیا ایذا سے کیا اچھا ہوا
اِس دو راہی مین جہان کے زاہدا — بار ہا جانا ہوا آنا ہوا
پی نہ تھی ہمنے مئے الفت دلا — عمر کا لبریز پیمانا ہوا
ایکدن پوچھا نہ مجھسے یار نے — کس طرف سے آپ کا آنا ہوا
آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس — شب ہوی گیسو ہوا شانا ہوا
ہر سزا اور بلائے آسمان — جسکا اونچا سب سے کاشانا ہوا
بھیجتا قاصد ہون یا جاتا ہون نیز — ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا
ہے تصور دل مین چشمِ مست کا — درمیان کعبے کے بتخانا ہوا
سُنکے بولا سُنکے پیغامِ وصال — اور لو اس کمنفس کو سودا ہوا

مُنہہ نہ پھیرا تیغ عشق یار سے
منتہی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خدا کیا کرتا — جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا
تلاش تھی درِ جانان کی ایک مدت سے — بہشت و خلد کا مین آستانہ کیا کرتا
جو بزمِ یار مین سنتا وہ چہچہے میرے — چمن مین بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا
جلایا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اُسکے — سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا
نہ میکشی ہوئی ممکن نہ کوئی یار ملا — مین پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا
کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھ آجاتی — مین اس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا
نہ مارا تیرِ نگہ سے میرے ناتوان دلکو — ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا
عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا مین — زیادہ اس سے ستم آب و دانہ کیا کرتا

اُلجھہ رہا دلِ صدچاک زلفِ جانان مین
زیادہ اس سے کبھو اور نشانہ کیا کرتا

طالب ہون دل سے ساقیٔ گلگون عذار کا
چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا

پیسا ہوا ہون سرمۂ چشم نگار کا
مارا ہوا ہون مین کسی ابلق سوار کا

احسان ہے کمال دلِ داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا

دل شیفتہ ہے گردشِ چشم نگار کا
ہون شہسوار ابلقِ لیل و نہار کا

پوچھو نہ حال اپنے دلِ خاکسار کا
پہلو مین ایک ڈھیر ہے مشتِ غبار کا

جسوقت زمزمون پہ کھلی ہے زبان مری
دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا

کاٹا نہ تو نے سختیٔ شیرین کو کوہ کن
پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا

میرا جو شیفتہ تھا ہوا اسپہ دل فدا
مین خود شکار ہوگیا اپنے شکار کا

کب اس حسین کو عاشق مفلس کی چاہ ہے
صیاد آشنا نہین لاغر شکار کا

جسمِ گلی کو چھوڑ کے یہ روح چل بسی
بنتا نہین ہے ساتھ ہے پیدل سوار کا

موجِ ہوا ہے صورتِ زنجیر اندنون
شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا

برسون سے شوقِ ساقیٔ گلگون عذار ہے
مدت سے منتظر ہون مئے خوشگوار کا

اولٹا ہے آہِ سرد نے میرے سرِ نقاب
پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جمیلی ہے تنگ چشمیٔ احباب منتہی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکون سے منھہ دھوتا ہے کیا
آبرو اپنی عبث کھوتا ہے کیا

تخمِ الفت کا نہ ہوگا بارور
مزرعۂ دل مین اسے بوتا ہے کیا

کب سے سنتا ہون عدم کی دھوم دھام
دیکھئے چل کر وہان ہوتا ہے کیا

ہاتھہ کھینچا جسنے اس دنیا سے وہ
پاؤن پھیلا کے ہوس سے سوتا ہے کیا

معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان
وہ تخمِ اقبال کا بوتا ہے کیا

دل کو دیتا ہے پئے دنیائے دون
مزرعۂ ہستی مین تو بوتا ہے کیا

U 827

...ری غفلت پہ وہ بولا ناگہان — چیت او غافل پڑا سوتا ہے کیا
...نک یادِ یار مین تھمتے نہین — دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا
...اعظ رندی نچھوڑونگا کبھی — اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا
...ما دل دے چکا ہون یار کو — تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا
...مع کرتا ہے جو تو مالِ جہان — تو جھکو بیگا رگے ڈہوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

...ل نورِ الٰہی کا جو کاشانہ بنیگا — آخر مری تسبیح کا ہر دانہ بنیگا
...ل مسکن نیر نگئے جانانہ بنیگا — یہ خانۂ ویران بھی پریخانہ بنیگا
...ر ہوگا گذر ساقی سرشار کا ہمین — یہ دل بھی مئے ناب کا پیمانہ بنیگا
...ا ہونیگے عقدے ابھی گیسو کے تمھارے — میرا دل صدچاک اگر شانہ بنیگا
...ے دیکھے گا اگر آئینہ رخکو تمھارے — وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ بنیگا
...ز ریہ سے کب حرف مقدر کی خبر تھی — جسجا یہ ہے مسجد وہان میخانہ بنیگا
...سہ لب معشوق کا ہوئیگا میسر — جسروز مری خاک سے پیمانہ بنیگا
...اللہ وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹیگا — اس منزل ہستی مین جو دیوانہ بنیگا
...ل ہوگا میسر لحدِ تنگ کا پہلو — گو آج مکان آپ کا شاہانہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگِ نفس کو پیارے
اے منتہی کس روز تو مردانہ بنیگا

...ی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا — مقیم اُسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا
...راب سے میرے چلو کو بھرکے یہ بولا — برائے اہل قناعت بنا ہے جام نیا
...انش گر سمجھے فرمان پذیرِ یار کی ہے — ہوا ہے دل تجھے پیدا خیال خام نیا
...صورِ غیر پہ تعذیر ہووے عاشق کو — نکالا تو نے بھی ظالم یہ انتقام نیا
...غزیز رکھتے ہین دل سے جدید عاشق کو — وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیرِ دام نیا

صفائے روئے صبیح اور لطفِ خطِ سیاہ — فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا
اسیرِ زلف بہت دیکھ کر گئے کھنچے — کھاتے روز نباؤن مین ایکدام نیا
کبھی ہین جیب کے ٹکڑے کبھی گریبان کے — جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا
اسی سبب سے ہے دریا دلی تری ظاہر — کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا
مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے — ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا
ہمیشہ کرتا ہون پیدا نئے نئے مضمون — تمام کار رہے میرا علی الدام نیا
کسی کے دل مین کرون جا بیان کی آہ سے — نباؤن تیغِ زبان کے لئے نیام نیا
جدا تو منزلِ ہستی سے ہو دلِ نادان — لباس تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدائی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتقی کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہان مشتمل ہوا — آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا
تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار — تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا
شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا — گاہے چراغِ طور کبھی داغِ دل ہوا
اور ونکا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات — تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا
رشتہ ہے ایک سبحہ و زنار کا ولے — جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا
سمجھین گے سب کہ مہرِ قیامت ہوا طلوع — شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا
آیا گیا ہون منزلِ ہستی مین بارہا — اکثر عدم وجود سے یہان مشتغل ہوا
آتش سے ہجر کی دلِ مضطرب بیقرار — سیماب آگ پر نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا بہارِ خلد و جنان یار منتقی
نیرنگئے جہان سے تو مشتغل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نان دیگا — دیا ہے جسنے سر سامان دیگا
مژہ سے اُس کمان ابرو کی بچنا — وہ ناوک ہے کلیجہ چھان دیگا
مشقت سے وہ دے یا بے مشقت — بہر صورت بہر عنوان دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے
عوض احسان کا کیا ارمان دیگا

ملیگا قدردانِ عشق ہمکو
خدا معشوق با ایمان دیگا

سنیں گے تب بتانِ ہند اپنی
اجازت جب انھیں شیطان دیگا

فسانہ کو وہ کن کا سُن کے بولے
جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا

نہ تھی امید تجھسے قاسم بخت
دلِ پُر درد و پُر ارمان دیگا

رہِ اُلفت کا ہوں کار آزمودہ
کسیکو دل کوئی انجان دیگا

چلے گا تیر جب اپنی دُعا کا
کلیجے دشمنوں کے چھان دیگا

مقدر سے زیادہ ایک لقمہ
گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا

لپٹ جاؤں گا اُنسے روزِ رحلت
اگر مجھکو خدا اوسان دیگا

نہ پھیلا منعمی دستِ ہوس کو
وگر نہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہوں درمان اپنا
ملک الموت کو سمجھا ہوں نگہبان اپنا

جو کہ ہر حال میں رہتا ہے نگہبان اپنا
ہندو سمجھے اُسے اپنا نہ مسلمان اپنا

دیکھ لے گا جو مری وحشتِ دل کی وسعت
بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا

ہمسری اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری
منہہ تو بنوائے ذرا موسمِ نیسان اپنا

رخِ رنگین کی ہے اُس گل کے جداگانہ بہار
رنگ دکھلاتا ہے ناحق کو گلستان اپنا

فصلِ گل آتے ہی گلشن میں جنوں کے ہاتوں
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا

عارضی جانتا ہوں بسکہ لباسِ دنیا
فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا

ہوئے گا گنبدِ گردوں صفتِ تختۂ آب
موج زن ہوئے گا گر دیدۂ گریان اپنا

بے ثباتی زمانے پہ پڑی جسکہ نگہ
نظر آیا نہ کہیں عالمِ امکان اپنا

آتشِ عشق نے اُس سہ کے دکھاہی بہار
دل پہ داغ ہوا سرو چراغان اپنا

کوبکو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہے
نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا

منہہ سے نکلے نہ کبھی حرفِ تعلی ہرگز
حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتھی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائے گا منھ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظارۂ روئے منور ہو گیا
آئینہ حق مین مرے سدِّ سکندر ہو گیا

جسگھڑی مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا
دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جامِ کوثر ہو گیا

رنج و غم جور و الم کا اسمین رھتا ہے گذر
دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہو گیا

دہشتِ جان سے نہ پہونچا کوچۂ سفاک مین
نامہ بر حقمین مرے جنگلی کبوتر ہو گیا

میکشی کی یا نماز پنجگانہ کی ادا
تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہو گیا

اشکباری نے مری پیدا کیا حسنِ قبول
قطرۂ ناچیز یہ پہلا سمندر ہو گیا

خواہشِ دنیا نے اسکو کر دیا ہے منتشر
اس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہو گیا

تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتِ خاک کا
اسقدر ذرّہ بڑھا خورشیدِ انور ہو گیا

سایا پرور تھا غمِ جانان کا روزِ حشر کو
سائبان سر پر مرے یہ چرخِ اخضر ہو گیا

آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون
خانہ صیاد جلکر خاک استر ہو گیا

دل مین اُنکے جا ہوئی اغیارِ ناہنجار کی
خانۂ اللہ مین شیطان کا گھر ہو گیا

خط نکلنے پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین
ذبح کرنے آئے ہین جب کند خنجر ہو گیا

لایا تھا ملکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتھی گردِ ہوس سے کیا مکدر ہو گیا

جلوہ گر بزم مین جبتک کہ مرا یار نتھا
دخترِ رز پاس نہ تھی ساقی سرشار نتھا

رنج سے غم سے زمانیکے سروکار نہ تھا
عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نتھا

ابر تھا می بھی چمن تھا مگر اک یار نتھا
سب مہیا تھا مگر طالعِ بیدار نتھا

صدمہ دردِ جدائی نے تھکایا ورنہ
عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نتھا

کونسا روز نہ مر مر کے کٹا در پہ ترے
کونسی شب تھی مین گریان پسِ دیوار نتھا

مسئلہ عشق دھری تھی مرے سر پہ جسدم
شیخ جی آگے یہ گنبدِ دستار نتھا

جز مرے ٹھیک نہ آیا یہ کسی کے قد پر
خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نتھا

سر یہ پڑتا نہ اگر ظلِ ہما کیا ہوتا
اُس پہ حسن کا کیا سایۂ دیوار نہ تھا

تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن
جبتک اے دست جنون تجھسے سروکا

نہ کھلا راز محبت نہ کھلا کچھ ہمپر
اور کیا تھا وہ اگر عالم اسرار نہ تھا

راہ گر دیکا تجھے شوق نہ تھا اسد جہ
اتنا سودا مرا رسوا سر بازار نہ تھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجا کوئی ہوشیار نہ تھا

ایسا ہی تو نے اسکو جب باغبان بنایا
بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا

تعمیر کی ارم کی باغِ جنان بنایا
رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا

آبِ کرم سے اپنے اُسکو بھرا نہ اکدن
پہلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا

دُودِ دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین
خون جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا

عشاق کی غشی سے کی موت تو نے پیدا
غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا

کس بیقرار دل کی مٹی سے یا الٰہی
اسد رجہ تو نے حالِ برقِ طپان بنایا

اوڑتی ہے خاک یارب چار و طرف سے دلریز
تو نے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا

خاکی نہاد راہی ذرات ہین عدم کو
ریگِ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا

پیری مین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے
جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا

محفل مین میکشون کی جا نکلے شیخ اکدن
رندون نے ملکے اُنکو کیسا وہان بنایا

رازِ نہان سے کس کے اُسکی کمر بنائی
وہم و گمان سے کس کے اُسکا دہان بنایا

ادنی سی بات کو بھی نافہم سمجھے اعلے
بیچاری گومڑی کو شیر ژیان بنایا

کس مردہ دلکی لیکر مٹی زمین سنواری
دُودِ جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور و منتھی کو گور و کفن ملا کب
ان بیکسون کا کس نے نام و نشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا
یہ وہ قطرہ ہے بڑہا جسوقت دریا ہوگیا

ایک رتبہ آنکھون مین شاہ و گدا کا ہوگیا
قطع اپنا جس گھڑی دستِ تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ — بیٹھے بٹھلائے دلِ ناداں تجھے کیا ہوگیا
چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سرِ روئے صبیح — سینے جانا عنبر سا یاسمن سا ہوگیا
کس کو دعویٰ عقل و حکمت کا زمانہ مین نہین — اپنی جانب مین مگر اک اک مسیحا ہوگیا
جلوۂ حسنِ صنم دیکھا جو اُسنے بام پر — رات کو ماہِ فلک کا رنگ پھیکا ہوگیا
تیغ ٹوٹا دیکھ کر تیغِ نگاہِ یار کو — مفت مین تو ذبح کل مرغِ مصلا ہوگیا
تیرے دیوانہ کو فرشِ خاک جب آیا پسند — سینہ سل دشت مین بالین کا تکیا ہوگیا
عاشقِ آئینہ رُو کی سخت جانی دیکھکر — موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہوگیا
حکم سے پھرتے ہین جسکے آفتاب و مہتاب — اُسکی حکمت سے رواں مٹی کا پتلا ہوگیا
دل مین رہتا ہے تصورِ بحرِ حسنِ یار کا — بند اس کوزے مین کس صورت سے دریا ہوگیا
جام مے بے یار شب نظرون مین چشمِ غول تھا — ساقیا گذر گران آنکھون مین مینا ہوگیا
جسکو دی زاہد مری چشمِ حقیقت وا ہوئی — ایک عالم میری نظرون مین تماشا ہوگیا

نعمتِ دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتہی
خود وہ ایکدن گور کے منھ کا نوالا ہوگیا

نالۂ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا — شاہبازِ حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا
آئے ہستی مین عدم سے ہم تلاشِ یار مین — یہاں بھی اُس مہ کو نپایا مفت مین چکر ہوا
آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دستِ طمع — آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا
دل سے بہتر کوئی منزل خانہ تن مین نہین — جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا
لام ہے واللیل کا گیسوئے خمیدہ یار کا — نور کا نقطہ مگر خالِ رخِ الانور ہوا
صحبتِ نادر سے ہووے ابر و انسان کی — واصلِ بطنِ صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا
خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصرِ خلد کی — جسکو دی پیارے تمہارے دلمین اپنا گھر ہوا
خلد سے لاکر یہان مجکو پھرایا در بدر — جو کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا
داغِ عشقِ یار دلبر جب ہوا سوجھا نہ کچھ — آئینہ اندھا ہوا جب دم عیاں جوہر ہوا
مبتلا دل ہوگا چشمِ مستِ ساقی کا ضرور — گر مقدر مین مرے جامِ مئے کوثر ہوا

سرا اوٹھایا مثل مینا جسنے بزم دہر مین   سامنے آنکھون کے ایکدن اُسکا نیچہ سر ہوا
عکس افگن جب ہوا اسمین لب شیرین یار   آب آئینہ برنگ شربت شکر ہوا
بدکھا کرتے ہین یہ رندان مے آشام کو   دیکھ لینا واعظون پر جو سر منبر ہوا

آرزوئین بند ہین مدت سے اسمین منتہی
دل بغل مین اپنے گویا قلعۂ بیدر ہوا

گلون سے جو بھر گلستان ہوگیا   نہان راز دل پر عیان ہوگیا
ابھی منہ سے نکلا تھا کن فکان   زمین ہوگئی آسمان ہوگیا
نظر آیا موئے میان یار کا   نہان راز مجپر عیان ہوگیا
سر بزم شب آتش عشق سے   ہر اک عضو تن شمعدان ہوگیا
رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھ   یہ دل رستم داستان ہوگیا
صفائی دل یار سے ہوگئی   خدا مجھ پہ شب مہربان ہوگیا
ہوئی طاق طاقت ہر اک عضو کی   روانہ مرا کاروان ہوگیا
اوڑا کر مری طاقت دست و پا   یہ پیر فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہد پیری تو کہتا شباب
مرا منقضی گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشک جم ہوگیا   ترا جسپہ فضل و کرم ہوگیا
زمانے کی مجکو دکھاتا ہے سیر   مرا دل مجھے جام جم ہوگیا
کھنچی لوح دل پر جو تصویر یار   مین مشہور نادر قلم ہوگیا
وجود عدم مین مین آیا گیا   مین مشق حدوث و قدم ہوگیا
نگاہون پہ اسکے ہوا شیفتہ   مین شیدائے تیغ دو دم ہوگیا
دیا حکم جاوید کرکے شہید   حدوث اپنی خاطر قدم ہوگیا
یہ دل غم کا تھا دوست مدت ہوئی   مری دل کا اب دوست غم ہوگیا
نہ اوٹھا گلی سے تری بے مٹے   ضعیفی سے نقش قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا　　تعشق حسینون کا کم ہوگیا
نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم　　مرا وقتِ ناز و نعم ہوگیا
ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ　　وجود و عدم دو قدم ہوگیا

بھی سیلِ اشک اسقدر منتھی
ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہوگیا

یار دکھلائے گا جب چہرۂ انور اپنا　　منھہ نہ دکھلائے گا پھر خسروِ خاور اپنا
سینہ و دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ　　منھہ تو بنوائے کہین جا کے سکندر اپنا
چل بسا لاکھی قاصد وہ کدہر کو یارب　　اُوڑ گیا حیف جدائی کا کبوتر اپنا
بینوا ہون وہ گدا جسکا نہین مثل وجواب　　نام لیوا ہے زمانے مین قلندر اپنا
فوجِ غم اسمین رہا کرتی ہے محفوظ مدام　　دل نہین پہلو مین ہے قلعۂ بیدر اپنا
جام پر جام مۓ ناب کے دیتا ہے مدام　　اندنون اوج پہ کسدرجہ ہے اختر اپنا
نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا　　کیا گلہ اسمین کسی کا ہے مقدر اپنا
سجدہ کرتا ہے جہان جسکے لئے شام وسحر　　جدا سے علے کی بدولت وہ چھٹا گھر اپنا
شوقِ دل جائے جدہر کو مین ادہر جاتا ہون　　پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا
اپنی اپنی ہر اک انسان یہان کہتا ہر　　خویش اپنا نہین کوئی نہ برادر اپنا
موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق تھا یار　　زیرِ پائے خمِ میخانہ تھا جب سر اپنا
قدر دان کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب　　خاک مین ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا

منتھی صورتِ خورشید جہان کے اندر
حال روشن ہے ذرا دیکھو تو گھر گھر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریان پیدا　　جسکا دامن ہے نہ اشک نہ گریبان پیدا
نورِ ایمان کا کرے گریہ تن وجان پیدا　　دل کے آئینہ مین ہو جلوۂ جانان پیدا
جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا　　ملک الموت ہوا اُسکا نگہبان پیدا
کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستان پیدا　　نہ ہوا ایک بھی شکل رُخِ جانان پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباس ہستی — شمع کیطرح ہوا مین تن عریان پیدا
یار تھا مین تھا ہم نام نہ تھا غیرون کا — کس لئے تو ہوئی تبلا شب ہجران پیدا
بزم عالم مین دلا شمع شبستان کیطرح — مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا
دیکھتا گر مسی آلودہ دہن کو اسکے — خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا
کھائے جاتے ہین حسینان جہان عاشق کو — دیو بھی ہونے لگے صورت انسان پیدا
وحشت دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی — ایسا اتبک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا
حسرتون کے لئے پہلو مین دیا خانۂ دل — پیسنے کو مرے منھہ مین کئے دندان پیدا

منتھی یار موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھہ بے سروسامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریش دراز کا — پتلا مین جانتا ہون اسے مکر و آز کا
پوچھو نہ حال عشق کے راز نیاز کا — محمود بادشاہ تھا بندہ ایاز کا
مانند موج کار ہے نیرنگ ساز کا — پہلو دکھا رہا ہے ہر اک ناز ناز کا
دار فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی — کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغ ناز کا
دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے — ہاتھہ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا
عاشق ہون اسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا — بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا
مطلب نہ حاجیونکا کبھی منکشف ہوا — ہم پر نہ وا ہوا کبھی پردا حجاز کا
ہاتونے عشق یار کا کرتا ہے آشکار — پہلو مین دل ہنن کوئی پردہ ہی راز کا
باغ جہان مین راست ہے آزاد کی مری — قمری منش ہون کب سے مین اک سرو ناز کا
باغ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو — سایہ پڑا ہے اسپہ کسی سرو ناز کا
کردی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو — ایسا ہے کاروبار مرے کارساز کا
شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق — مین ہون نیازمند عجب بے نیاز کا
اہل وفا ہون اہل وفا کی تلاش ہے — ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا

شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتھی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پر ہمارے یار وہ شب آکے ہو گیا — افسوس اپنا طالعِ بیدار سو گیا
سو بار مین عدم سے یہان آکے ہو گیا — تخمِ عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا
رونا مرا پسندِ دلِ یار ہو گیا — صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا
نقدِ صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے — اِس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا
یارانِ رفتگان کا لگے کس طرح پتا — ملکِ عدم سے پھر نہ پھرا یہان سے جو گیا
بحرِ جہان مین آکے عدم سے ہر ایک پا — اس کشتیٔ حیات کا لنگر ڈبو گیا
اُس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا — جاگا کہین تمھا رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوقِ باوفا
شاعر جو منتظر تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا — تیر جگر پر مرے یہان کوئی مارا گیا
آہ و فغان کو کیا ضبط ترے حکم سے — جو کہ گوارا نہ تھا وہ بھی گوارا کیا
خالِ جبین کو ترے او بتِ خورشید رو — دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا
عالمِ اسرارِ غیب او سپہ ہوا آشکار — پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا
حکم مین تمھا کونسے عاشق شہید کئے یا — مملکتِ عشق مین کسنے اجارا کیا

جانبِ دنیا قدم مینے نہ رکھا کبھی
دستِ ہوس مدتون مجکو اوبھارا کیا

شبِ وصال کا مژدہ اگر نہ آجاتا — فراقِ یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا
پیامِ وصل کا بہم اگر نہ آجاتا — ہزار مین ابتک تو زہر کھا جاتا
ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آجاتا — چراغ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا
مین چاہتا ہون کرون عرضِ حال کچھ اُس سے — یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا
نہ کرتا دل جو مئے عشقِ یار سے توبہ — وہ اپنی جان سے جاتا کسی کا کیا جاتا
یہ تنگ آیا ہون اہلِ جہان کے ہاتھون سے — جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغِ یار گر ہوتا | یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہا جاتا

جو زخم تیغِ زبان کا ہے منتھی دل پہ
نہین وہ سوزنِ عیسیٰ سے بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا سو ہوا | صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا
غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا | حباب وار جو اسمین فنا ہوا سو ہوا
نہ دیکھا پھر کے کبھی اُسنے باغِ عالم کو | تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا
مسیح نبض مری دیکھکر لگا کہنے | مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا
بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا | کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا
نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا | جو لکھ دیا تھا برا یا بھلا ہوا سو ہوا
تمھارے دل سے صنم جو گرا نہ پھر سنبھلا | تمھاری بزم مین جو نارسا ہوا سو ہوا
کھلا یہ حضرتِ منصور کی انا الحق سے | تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا
چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم | فروغِ حسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا

نہ منتھی سے گیا شوقِ عشق صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا | کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا
پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا | جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا
دل کو ہوائے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک | بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا
ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم | اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا
سو بار بارِ عشق کو مین نے اوٹھایا | سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا
ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین | کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا
وعدہ خلاف یار کی فرقت مین روز و شب | غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا
ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنج موت کا | یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا
لکھو تو رہے ہو کاتب اعمال نیک و بد | دیکھا نہین مگر قلم دو زبان مرا

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہی صبحو — تنکا ہوا ہے گوکہ تنِ ناتوان مرا
اوصافِ گفتگوئے بیان سنکے خلق نے — رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا
کھٹکا نظر مین کس کی مرا قالبِ گلی — کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا
گلدستۂ بہشت ہون جنت کا پھول ہون — باغِ جہان مین اور ہی ہی باغبان مرا
بے ہوش ہون مین بادۂ خمِ غدیر سے — ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہ راست مین پا اپنا منتہی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑکر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا — آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا
کب اثر ہو دل مین اُسکے آہِ بے تاثیر کا — ہی پہونچنا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا
غلغلہ ہے دہر مین اس آہِ بے تاثیر کا — شور ہے عالم مین اس اپنے ہوائی تیر کا
جسگھڑی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی — مین یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا
اس مرقع مین جہان کے جو ہی دستِ بیکرم — مین سمجھتا ہون اُسے وہ ابر ہے تصویر کا
مہربانی پر نجا ظالم کی او خانہ خراب — خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا
غیر پر فطرت ہی بندہ ہی مزاجِ یار ہے — ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا
دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے — فنِ اُستادی بڑا ہے کاٹدینا تیر کا
جبہہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہین — وہ مٹاتا ہون جو لکھا ہے مری تقدیر کا
سینہ و دل مین جگہ دیتا ہون مین بھالے کو — حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا
ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہی خود صیاد اُسے — کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا
بیعتِ دستِ سبو سے یہ ہمین ظاہر ہوا — سلسلہ ہی دستِ ساقی مین مرید و پیر کا

واہ مین آنکھین آئی پیری ہوگئی کافور بال
منتہی توبہ کرو موقع نہین تاخیر کا

بحرِ جہان مین کرتے ہو اسکی نمود کیا — قطرہ اک آب کا ہون مری ہست و بود کیا
گاہے برنگِ غنچہ ہے دل گاہ مثلِ گل — باغِ جہان مین ہی مری بست و کشود کیا

تپلہ ہون مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہون
مین کیا ہون ورنہ اور ہی میرا وجود کیا

مِثل گیا ہ دشت ہے انسان کی بود و باش
کرتا ہے اتنی بود پہ اپنی نمود کیا

رندانِ پاکباز کی جوشش و خروش مین
صوفی خیال کر ترا رقص و سرود کیا

کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہان
پوچھون مین اُس حدود کی ہے ماندہ بود کیا

کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر
یہ کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا

صد شکر محتسب ہے نہ قاضی نہ کوتوال
مجھسے بگاڑ کر کے کرین گے حسود کیا

روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو
جو یہ کرینگے وہان وہ کرینگے حسود کیا

چل پھر میانِ کوئی خراباتِ زاہدا
کرتا ہے مسجدون مین قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ مین
کرتا ہے منقی تو عبث تار و پود کیا

دل مین اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا
یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصل دریا نہ ہوا

ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا
دلِ نازک یہ حبابِ لبِ دریا نہ ہوا

نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اُسکو ہا
تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا

نہ کبھی ساقیِ بدمست مئے جا کی دلمین
می سے لبریز یہ ہمارا کبھی مینا نہ ہوا

نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکر معاش
دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا

رنج فرقت کے سہے درد جدائیکے اٹھائے
اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا

شبِ فرقت مین مین کسروز نہ مر مر کے بچا
ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا

بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی
قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا

وحشتِ دل ترے ہاتون سے جہان مین تک اب
نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا

آرزو رہ گئی بازارِ جہان کے اندر
دُرِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا

زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی سنے مجھے
دلِ شیدا مرا ہرجائیکا شیدا نہ ہوا

گردشِ چشم سے اُس شوخ کی مانند فلک
کب دلِ زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا

عشق مین تارِ نفس کی نہ رہی مجکو امید
بحرِ امواج مین ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے مارے کیا کیا　　بحر الفت کا کنارا کہین پیدا نہ ہوا

منتہی ٹھیک ہوا پیرہنِ عریانی
جو لباس اور تھا تن پر تری زیبا نہ ہوا

حال تیرا حشر مین جب آئینہ ہو جائیگا　　کس سے ہونگی چار آنکھین کس کو منھ دکھلائیگا
شمع کافوری جلا کر بام پر بیٹھا ہے آج　　کل اندھیری گور کی تنہائی سے گھبرائیگا
سنبلِ باغِ جہان ہوگا پریشان دیکھکر　　یار گیسو جب رخِ گلرنگ پر لہرائے گا
واعظا کیا جانتا ہے راز عشق یار تو　　آپ تو سمجھا نہین اصلا کسی سمجھائیگا
صورتِ منصور ہوگا عاشقون مین سرفراز　　کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا
عقدۂ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوئے　　ناخنِ تدبیر کیا یہ گتھیان سلجھائیگا
توڑ ہے تیرِ نگاہِ یار کا قہرِ خدا　　توڑ کر عاشق کے سینہ کو جگر بر مائیگا
ہاتھ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہین　　دیکھنا تو ایکدن اپنے کئے کو پائیگا
دلکے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا　　خوب مین سمجھا ہون اسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتہی
نام دلسے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز منت مین قاصد خراب کیا　　دیتا نہین جواب وہ اسکا جواب کیا
بھر بھر کے دے رہا ہے وہ جام شراب کیا　　ساقی کا مجھ پہ ہے کرم بے حساب کیا
راغب ہے میکدہ کا کبھی بزم عیش کا　　بہکا رہا ہے مجکو یہ عہد شباب کیا
ہر ایک شے جہان مین پئے ناؤ نوش ہے　　زاہد عذاب کہتے ہین کس کو ثواب کیا
جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ازل مین وہی کیا　　روزِ حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا
دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام کو　　ہاتھ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا
معشوق ہے بغل مین نہ جام شراب ہے　　لیکر کرونگا آج مین عہد شباب کیا
داغ جگر ہے اپنا پڑے زور شور پر　　پہلو کرے گا گرم مرا آفتاب کیا
جاتا ہے آج کوچہ سفاک کی طرف　　دشمن ہے جان کا مری جوشِ شباب کیا

دل مین ہے الفت می و معشوق آپکے — یارون سے شیخ جی ہے تمھیں اجتناب کیا
مہتاب جانتا ہے طپش آفتاب کی — دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم مین ڈہونڈہتا پھرتا ہی یار کو
کرتا ہی منتہی عمل ناصواب کیا

او جبہی جبکہ مرا نیر اقبال آیا — بے طلب عقد شب ہجر کا ہلال آیا
محتسب خاک ہوئی جل گئے زاہد سارے — عید رندون کو ہوئی جب مہ شوال آیا
تھا بہت گرم سخن باغ مین وہ گل اندام — سنکے بلبل کو کہا تو مرا نقال آیا
ہلگیا خانۂ دل اسکے اشارون مین مرا — جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا
جان کر مجکو شہید ستم پاک نژاد — نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسال آیا
موسم گل مین یہ دعوت ہوئی دیوانو نکی — سنگ ہاتو مین لئے مجمع اطفال آیا
بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے — حشر مین جب مین لئے نامۂ اعمال آیا
ہنس پڑے سارے جوانان چمن وقت سحر — بلبل آیا کوئی گلشن مین کہ نقال آیا

بید شرک کھو کے دل ہم مے الفت پیتے
منتہی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے مین جبتک جوان تھا — چمن ہر ایک میرا قدردان تھا
عجائب باغ مین تھا میرا مسکن — عجب گلشن مین میرا آشیان تھا
چمن مین چاٹتی تھی ہونٹ بلبل — مین جس ایام مین شیرین زبان تھا
وصال یار کب ہوتا میسر — خلل انداز سر پر آسمان تھا
نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد — تو پھر قصر جنان کسکا مکان تھا
عجائب باغ عالم کو بنایا — الٰہی کون اسکا باغبان تھا
برنگ بوئے گل تھا اس چمن مین — مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا
اوڑا کر لے گئی باد خزانی — چمن مین بوئے گل کا کاروان تھا
حرم مین دیر مین کیا کیا نہ ڈہونڈہا — نہین معلوم وہ دلبر کہان تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین
عیان ہر سو ترا راز نہان تھا

مثالِ آئینہ تھا مین سراپا
نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا
سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا

جسوقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا
رنج فراق جو تھا فراموش ہوگیا

خطِ سیاہ زیبِ بناگوش ہوگیا
جلوہ تمہارے حُسن کا روپوش ہوگیا

دنیائے دون پرست کے درپے ہو اک نہ آ
جسکو مین دیکھتا ہون بلانوش ہوگیا

سُنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی
بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا

بوسے شبِ وصال جو اس زلف کے لئے
ہنسکر کہا کہ تو تو بلانوش ہوگیا

جُبہ پہنکے گنبدِ دستار باندہ کے
کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا

دل سے ہمارے داغِ محبت نہین مٹا
یعنے چراغ زیست کا خاموش ہوگیا

کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین
بیہوشی مین کمال مجھے ہوش ہوگیا

دل پر ہے رعب یار کی تیغ نگاہ کا
آئینہ جو ہر و نسے زرہ پوش ہوگیا

قصرِ جنان و حور ہے پھر کس کے واسطے
میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا

تکلیف ہجر کی جو اُٹھاتا ہون رات دن
شاید مین دل سے اُسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کھلکے تم آئے تھے منتقی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیرِ جفا کا وہی نشانہ ہوا
بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا

غمِ فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا
شبِ وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا

غبارِ دشت ہوا خیمہ خاکسار و نکا
بلند دُودِ جگر ہو کے شامیانہ ہوا

حواس و ہوش گئے اپنے عہدِ پیری مین
سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا

زوالِ حُسنِ صنم آیا منڈ گئی کاکل
وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا

خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن
عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا

حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اُسکا
کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہان عاشقانہ صادق کا
سُنا ہے خلد کو مدت ہوئی روانہ ہوا
ہوئی نہ قدر سخنہائے خشک و تر کی مری
حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا
ذلیل ہو گئی آنکھون مین مسندِ شاہی
سر فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا
سنا ہے دیوِ غمِ ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتہی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اوٹھا یا بار نہ دیونے سر پر تیری الفت کا
جہان مین ہو گیا شہرہ نہایت میری ہمت کا
ہمیشہ خاکساری پر تیری کوچہ کی مرتا ہون
نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا
کھلی ہے آنکھہ تیری دست و پا چلتے ہین او غافل
ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت ہمت کا
خیالِ زلفِ جانانہ نہین سر شسکو نکی ہو طغیانی
نہایت ابر چھایا ہے برستا مینہ ہو شدت کا
بہار آئی ہو گلشن مین جنون کا ہاتھہ ہو بل پر
گریبان پر ہمارے وقت آیا ہے مصیبت کا
مکان تھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سے
نشان تک نام کو باقی نہین ہے انکی تربت کا
عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا
بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا
نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرطِ الفت سے
ہوا ہے چاک دامن اے زلیخا تیری عصمت کا
جدا گانہ نہین شکلین زمانیکے مرقع مین
طلسمِ زندگانی کھیل ہو اک اُسکی قدرت کا
خطِ جانان ہی لایا ہو پیامِ وصل بھی قاصد
مین سمجھا وحی اُتری یا فرشتہ آیا رحمت کا
نہ برسے گا اگر تربت پہ عاصیکی تو زاہد
بتا پھر کس لئے پیدا ہوا ہے ابر رحمت کا
عیان ہو جاتا ہے نور اُس مہ خوبی کا کیا کہنا
ہمارا داغِ دل شعلہ ہو اک شمعِ ہدایت کا
تمھاری شربتِ دیدار کا پیاسا ہون اے پیارے
نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا نانِ نعمت کا
صفاتِ دیدہ و دل منتہی کی کیا بیان ہوئے
وہ چشمہ ہو محبت کا یہ تیلہ ہو مروت کا

منصور و کوہکن سے گئے افسانہ رہگیا
دنیا مین نامِ ہمتِ مردانہ رہگیا
جو حسن تھا گیا خطِ جانانہ رہگیا
جا کے ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا
داغِ دلی رہا نہ رہا عالمِ شباب
جنسِ گران بہا گئی بیعانہ رہگیا

چھلک چھلک گئے کرم سے ترے رندِ تشنا
مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا

شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری
ساقی سے ہاتھ بھرتے یہ پیمانہ رہگیا

وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا
جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا

دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا
جائے عجب ہے بُت گئے بتخانہ رہگیا

جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا
خاموش شمع ہوگئی ویرانہ رہگیا

دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش نتھی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا
بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا

ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا
ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا

دیا ہے مجکو اگر عشق یار تھوڑا سا
عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا

جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ نتھی ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کوچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا
ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا

صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا
آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا

پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل
سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا

فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا
ولولہ عہد جوانی کا مجھے یاد آیا

عہد طفلی تھا ستم قہر ہوا اسکا شباب
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

پھر گیا آنکھون مین شب عمر گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پُردرد لائیگا پھر کیا
کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا

کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا
کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا

چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھن کے
کسی کو خوابِ اجل سے جگائیگا پھر کیا

مری طرف سے صبا اُس سوار سے کہنا
اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھے گا حال کیا میرا | جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا ہے
کیا ہے وعدۂ دیدار مجکو حیرت ہے | ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تنِ خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصرِ فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغِ شمع کا پروانہ ہوگیا | بندہ بھی حسنِ یار کا دیوانہ ہوگیا
دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا | جو خانۂ خدا تھا پریخانہ ہوگیا
خالی نہین ہوا صفِ دندان سے منھ مرا | لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا
خالی پڑا ہے تختِ شہنشاہِ ہند کا | جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا
ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین | جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا
پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین | کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

بولا پیامِ وصل مرا سن کے حیلہ جو
افسوس منتہی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ اسمین کھٹکا ہی تیری جیکا | کیا ارادہ جو دلگی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا
نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میرے دلبر | فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا
نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکونسے منھہ کو دہویا | یہ بحرِ غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا
کھے کوئی شمع رو سے جاکر نہ ہونا دیکھہ آپسے تو باہر | کبھی نہ بزمِ جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کٹیکا
کیا جو ہر کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوحِ دلپر | جہان ہے اعجازِ حسنِ دلبر وہان کہان سحر سامریکا
جہامین آیا ہی موسمِ گل چہک رہی ہین تمام بلبل | رخِ صنم کے حضور بالکل گلِ چمن کا ہی رنگ پھیکا
نہ ہوگا مائل جو اس حسین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا | نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا ہے
نہیں ہے سچا ہمارا کہنا سمجھ کے اس بات پر بھہر کنا | دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا
نہ ہوتا اے دل کسیکا مائل نہ کرنا تو عقل اپنی زایل | کیا ہی تجکو خدا نے عاقل نہ تنا دشمن تو اپنی جیکا

خدا نے دکھلائے وصل کی شب بر آیا مدت مین اپنا مطلب
امید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشیکا

دیر و حرم جہان تھے بس ستانہ ہوگیا
جو گھر خدا کا تھا وہ صنم خانہ ہوگیا

تھا جو پہلو مین اپنے وہ گل تھی خار آنکھون مین ہتھنۂ دل
رہا پریشان برنگ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے ہین گلشن مین لالہ وگل بھرے ہین گویا کہ ساغر دل
چھکر رہے ہین تمام بلبل مزہ ہے ان روز دل ہی کشی کا

ذرا نہ تھی کہ سے نسبت فقط ہی یہ دل خدا کی قدرت
اٹھائے بار غم محبت کہان تھا یہ کام آدمی کا

یہ زہد مشرب کو مار رہا ہی جہان سے وہ سدھار رہا ہی
ہر اک حسین کو سنوار رہا ہے یہ عشق دشمن ہی متقی کا

کسی کو دینا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اسکا حاصل
اگر ہے دانا نہ ہو نا بیدل ہی سب کو پیغام منتقی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خطِ تقدیر کا جواب
ہر بات ہے مری اسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ
ہی تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانعِ ازل تری صنعت کے مین نثار
ابتک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہِ شرر فشان یہ ذرا دل نہ بجھ لیو
برقِ غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارا ہے کس کا کون ہے ایسا جہان مین
لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھکر مجھے حیرت سی ہو گئی
تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کہتا ہے فصل گل مین یہ دیوانہ عشق کا
ان زلف یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوحِ جبین پر ہر ایک کے
سمجھین جو دیوین آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھکہ لکھدیا تھا مجھے روز ابتدا
رکھتا ہون پاس مین خطِ تقدیر کا جواب

کہتے ہین جسکو موت زمانہ ہین زاہدا
خوابِ عدم کی ہی یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہون وصف خطِ رخِ یار کا رقم
لکھتا ہون آج حاشیۂ میر کا جواب

روزِ جزا مجھے یہی حیرت ہے منتقی
دیگا تو کون کون سی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کا رہائی عندلیب
گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر
دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ غنچہ مین رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار
بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

چلیمون کو ہے زرِ گل دید کو روئے چمن
راحتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

کھہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم باد بہار
چتر گل تیار رہوتا ہے برائے عندلیب

اپنے عاشق کا نہین معشوق کو ہرگز خیال
دل بن گل کے مین نہین پاتا ہون جائے عندلیب

چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان
مین سمجھتا ہون اُسے دولتسرائے عندلیب

ایک تو مدہوش کرتی ہے مجھے باد بہار
دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب

عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو
آشیان صیاد کے پہلو مین چھائے عندلیب

ملتی جلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگو سے یار سے
ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دور کر
دور کر بہر خدا یہ ہین بلائے عندلیب

دیکھکر کنج قفس کو یہ کہا صیاد سے
حیف ہو صد حیف ہو خالی ہو جائے عندلیب

ہر گھڑی کرتا رہے وصف رخ رنگین یار
عطر گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب

کون بیٹھی بزم مین گر قلقل مینا نہ ہو
دل لگی کیا ہو چمن مین بے صدائے عندلیب

جوہر ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہون منتقی
گو نہین ظاہر مین ہے خوش رو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب
ہمرہ باد بہاری ہو ہوائے عندلیب

آشیان مین فرش برگ گل بچھائے عندلیب
جسقدر چاہے زر گل کو اوڑائے عندلیب

خون دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب
جوش گل مین ابکی ایسا رنگ لائے عندلیب

ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائینگے
تا کجا اثبات گل تاکے بقائے عندلیب

بزم عشرت مین نہ جاؤن خواہش دل گر نہ ہو
کب قدم رکھون چمن مین بے رضائے عندلیب

جور گلچین رحمت صیاد و خوف باغبان
آفتین کیا کیا ہین اندرون برائے عندلیب

کون عاشق ایکا ہے دلسے کسی ہو اسکی چاہ
کون ہو ذی حق زر گل کا سوائے عندلیب

جوش گل چلتا ہوا راہی ہوئی باد بہار
آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب

گل گئے آئے اسے عشق دلی جو ہی سو ہے
کس زبان سے مین کرون وصف وفائے عندلیب

بے اثر ہے کارگر کیا ہو دل صیاد مین
اندنون تیر ہوائی ہے نوائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش
تا فلک پہونچی گی جسدم ہائے ہائے عندلیب

باغبان حیران ہے جلتا نہین گل کا چراغ — اندنون ایسی بندہی ہے کچھ ہوائے عندلیب

خسرو گل نے بلا یا لے اوڑا صیاد ہے — ابتدا وہ تھی ہوئی یہ انتہائے عندلیب

وہ رخ رنگین سے گلشن مین اگر اولٹین نقاب — رنگ گل اوڑتا پھرے ہر سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جو اک جوش گل مین منتھی
یار بیٹھے جائے گل گل ہو بجائے عندلیب

جہان مین ہوئیگی ساقی بہت خراب شراب — جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب

نکال خم سے کوئی رشک آفتاب شراب — بہار آئی ہے لا ساقیا شراب شراب

خیال دل مین مرے مست ناز کا جو رہا — تمام رات مین بکتا رہا شراب شراب

بہار زیست ہے معشوق یار گر ہوسے — کہ جس طرح سے کہ ہے رونق شباب شراب

سجائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی — اوٹھائے خانہ دل سے مرے حجاب شراب

جو دیکھا روئے عرق ناک میرے ساقی کا — ہوی ہے مارے خجالت کے آب آب شراب

دل برشتہ و خون دل و جگر میرے — یہی ہین رند خرابات کے کباب شراب

ہے اندنون تنک ظرف قابل عشرت — طلب کرین نہ کبھی کاسہ حباب شراب

کرینگے کاتب اعمال کیا رقم اسکو — ہمارے صرف مین رہتی ہے بے حساب شراب

کمال تجھسے مین منت پذیر ہون ساقی — عطا وہ کر کہ جو پیتے ہین شیخ و شاب شراب

کمال مبطل ایمان ہے عشق نا لایق — کرے کہین تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے متھی عطا فرمائے
جہان مین عیش کے سامان ہین کباب شراب

آن مین جل تھل بھری پل مین بھری دریا سحاب — دامن مژگان ترکے روبرو ہے کیا سحاب

گیسوئے شب رنگ چھوڑی جبکہ رخ پر یار نے — دل ہمارا باغ کی جانب سے لو اوٹھا سحاب

بال بکھری دن کو دیکھی ہین بت سفاک کے — رات بھر کالی بلا مجھکو نظر آیا سحاب

باغ ہے سبزہ ہری ہے ساقی گلفام ہے — ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آ سحاب

میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو — چھاگلین پانی کی کیا بھر بھر کے آیا سحاب

نالہ گرم اپنا جب دم سرد و شہائی اہو فلک
خشک ہو جائے برنگ دامنِ صحرا سحاب

ہی دم گریہ تصورِ چشم و گردن کا مجھے
یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب

بال بھیگی دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے
رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب

گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو
می ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب

گیسوئے شبرنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے
مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے مفلس منعمی ہمرا ہے دریا دلی
دلکا اُجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع میخوار ہین گلزار مین اب
بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب

گھر ہے غیرونکا دلِ یار مین اب
کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب

چھا گیا رخ پہ تمھارے خطِ سبز
آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب

خون چٹا کر وہ مرا رکھتے ہین
کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب

بند ہے آنکھ تری عاشق کی
کچھ نہین مردم بیمار مین اب

آتے جاتے ہین جوانانِ چمن
رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب

سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی
کونسی شے نہین سرکار مین اب

خال سرمہ کا بنا کر رخ پر
فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب

درگذر حلقۂ گیسو سے دلا
رکھہ نہ او تنگی دہنِ مار مین اب

حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح
شیر بھر دون دہن مار مین اب

دم نہین مارتے مرغانِ چمن
باغبان کون ہے گلزار مین اب

دہنِ زخم مرا چھڑکے کا
ہے نمک لالِ شکر بار مین اب

دیکھئے کون ہو منظورِ نظر
تیغ ہے دستِ جفاکار مین اب

فصلِ گل ہے ترے دیوانونکی
دھوم ہے کوچہ و بازار مین اب

کیسی سفاک سے پیدا کی ہے
چال تلوار کی رفتار مین اب

باندھی جب موئے کمر مین جانا
بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزۂ خط کا پیارے
منتقی لکھ خط گلزار میں اب

ہے سحر وصلت کی نکلا آفتاب — ساقیا جلد اٹھ سے پھر آیا آفتاب
جانتا ہوں اسکا سایا آفتاب — جسکے گھر سے پھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہوں اس سینہ زخلق — جام سے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روز وصل — شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام سے اکثر جوانی میں اوڑائی — دوپہر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سے عیان — زخم کے گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اسکے در کی کر قبول — جسکے کوچے میں ہو ذرہ آفتاب
جام سے آنکھ بے سوان ہی لڑی — آج ہم نے دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہے آنکھ — حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا تک جوانی میں ہوا — دوپہر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے — چتر زرین لیکے آیا آفتاب
اس عرق آلودہ رخ کے شرم سے — ہو گیا پانی سے پتلا آفتاب

کام آئیگی مری روشن دلی
منتقی جب ہو گا میلا آفتاب

ردیف بائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشک قمر آپ ہی آپ — چھٹنے لگتے ہیں مرے زخم جگر آپ سے آپ
دید بازی کا پڑا ہے مجھے جب سے چسکا — جا ہی پڑتی ہے حسینوں پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے کہ اسے کیا کہتے ہیں — پاؤں پر اسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
سات پردوں میں چھپے یار تو کیا ہوتا ہے — تاڑ لیتے ہیں اسے اہل نظر آپ سے آپ
بے سکھائے نہیں آتی کوئی شے اے دل زار — قتل عاشق نگر آیا ہے اسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری میں کرے یہ دل زار — بول اٹھتا ہے ہر اک مرغ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانہ ویران مین ہمارے شب و روز — آہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپسے آپ
ہون وہ دیوانہ کہ جسوقت بہار آتی ہے — ہو ہی جاتی ہے میرے دلکو خبر آپسے آپ
جبکہ چلتا ہے تیرا تیر نگہ او ظالم — ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپسے آپ
کشش دل مری لائیگی تو کھونگا اس سے — آج آئے کدہر رشک قمر آپسے آپ
مے گلرنگ وہ جب پیتا ہے وان غیر کے ساتھ — جوش کھاتا ہے یہان خون جگر آپسے آپ
ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے — پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدۂ تر آپسے آپ
منتہی جسکو ہے کچہ لطف سخن دنیا مین — آہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپسے آپ

ردیف تای فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوان محبت — ہر اک ہے یہان میہمان محبت
کھلا آہ دل سے نشان محبت — یقین ہوگیا ہے گمان محبت
چھلکین تا کجا عاشقان محبت — کہین جل نہ جائے خاندان محبت
پڑھا کرتا ہون قصہ قیس و لیلے — سنا کرتا ہون داستان محبت
نہین دار پر تجھکو منصور کھینچا — کیا یار نے امتحان محبت
نہین نغمہ کرتے ہین مرغان گلشن — پڑھا کرتے ہین داستان محبت
بہت جنس دل کی ملے مجکو گاہک — نہ پایا مگر قدردان محبت
صنم قیس و منصور و وامق تو گذرے — ہمارا بھی ہو امتحان محبت
کہین کر چکے قتل عشاق ظالم — کہین ہو چکے امتحان محبت
مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے اسکی — چبھی دلمین ہے یہ سنان محبت
مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین — لٹے راہ مین کاروان محبت

فرشتہ نہ پہونچا وہان یار پہونچا
ذرا منتہی دیکھہ شان محبت

آتی ہے یاد یار جو مجکو فضائے دشت — بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دشت
دیوانگان عشق کے خاطر ہے جائے دشت — پیدا کیا ہے انکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنونئے بیدل سے پوچھئے — ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت
ہموارہ منتشر ہے پریشان حال ہے — شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت
ہوتا ہے جب ہجوم گل و لالہ باغمین — آبادی کچھ نظر نہین آتا سوائے دشت
آلائش حیات سے رہتی ہے دُور دُور — کس درجہ پاک صاف نظر آئی جائے دشت
کھولے گلون کے کان نسیم بہار نے — ایکبار لے اوڑی مرے دلکو ہوائے دشت
مداد باد سے جو بگولہ ہوا بلند — ہم خاکسار سمجھے کہ ہی یہ ہمائے دشت
دیوانگان عشق کے جوش و خروش کو — کہتا ہے سُن کے یار یہ ہین خوش نوائے دشت
فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہی اندنون — کس طرح سے کھلیگا مجھے ماجرائے دشت
عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا — کسواسطے جہان مین ڈالی بنائے دشت
دنیائے دون کو چھوڑ کے یکبار قصد ہے — مانند قیس چلکے بنون بادشائے دشت
سودا اگر نہین کسی آہو خصال کا — پھرتی ہے میری آنکھونمین پھر کیون فضائے دشت
شاید کہ دلمین پھر مری وحشت نے گھر کیا — کچھ سوجھتا نہین مجھے ناصح سوائے دشت
ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشت دلی — سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہی ہوائے دشت
سودا مرے لئے ہے مین سودیکے واسطے — ہے دشت میرے واسطے مین ہون برائے دشت
انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا + — آخر سما گئی مرے سر مین ہوائے دشت
دیوانگان عشق کی مٹی عزیز ہو — ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت
وحشت مین کس لئے کہین آوارہ مین پھرون — پہلو مین ہے مرے دلِ ویران بجائے دشت

وحشت لئے پھری اُسے غربت مین مدتون
پائی نہ منتقی نے کبھی انتہائے دشت

کیا بگڑ کر مجھپہ جھپٹے پاسبانِ کوئے دوست — پھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگان کوئے دوست
ہین جدا گانہ جہانسے ساکنانِ کوئے دوست — ہین الگ سب سے زمین و آسمانِ کوئے دوست
صور پھنک جائے کہ ہو محشر قیامت آسکا — سر اٹھا سکیے نہین افتادگان کوئے دوست
طور پر موسیٰ ہے افلاک پر عیسیٰ رہے — جانتا ہون اُنکو مین افتادگانِ کوئے دوست

خون بہا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پڑے — قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوی دوست
بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر — دیکھتے ہرگز نہیں ہیں رہروانِ کوی دوست
چہچہے کرتے ہیں گلشن میں کھلے ہیں گل تمام — کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوی دوست
فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری — کیا بیاں ہووے کسی سے عز و شانِ کوی دوست
ذکرِ رضوان جسگھڑی آیا ہے میرے سامنے — میں یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوی دوست
بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکسارونکا ہجوم — بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوی دوست
رند کہتے ہیں جسے پیر خرابات اے فلک — جانتا ہوں اسکو میں اک نوجوانِ کوی دوست
کر رہے ہیں مسجدوں میں وصف جنت کا بیان — کہ رہے ہیں آج واعظ داستانِ کوی دوست
چلتے رہتے ہیں وہاں جام مے عشرت مدام — رنگ رہتا ہی ہمیشہ درمیانِ کوی دوست
دم نکلتا ہے تیرا اور دو جہاں پر زاہدا — رندِ مے آشام ہم ہیں عاشقانِ کوی دوست
بیچکر جان گر زمانہ کو راہِ عشق میں — جلد یا جنت کو سیدھا کاروانِ کوی دوست

حور و غلماں سے صبا کہیو پیامِ منتہی
جا ہماری بھی رہے اے ساکنانِ کوی دوست

معرکہ میں دیکھئے کرتی ہی بدخوئے دوست — سخت جانی ہے ادہر ناوک اودہر بازوے دوست
باغِ جنت کو نہ دیکھوں گر میں دیکھوں کوے دوست — جامِ جم ہرگز نہ لوں پاؤں اگر زانوے دوست
تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہیں دلِ سودا زدہ — رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہیں ابھی گیسوی دوست
جھانکتا ہے جسگھڑی برقے کی جالی سے مجھے — جانتا ہوں دام میں شاید پھنسے آہوی دوست
دیر میں لیجائے وہ چاہے حرم میں بھیجدے — دل نہیں قابو میں اپنے دلبہ ہی قابوی دوست
بھولتا دم بھر نہیں دیکھا ہے جب سے زاہدا — حافظ قرآں ہوں یعنے یاد ہے وہ روی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں مانند صبا میں دربدر — باغ عالم میں کہیں پاتا نہیں ہوں بوی دوست
نیم جاں کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہو گئے — خیر مانگو تا کمر پہونچے نہیں گیسوی دوست
فصل گل میں اسطرحکا ہوگیا سودا مجھے — دیکھتا ہوں صورت گل گاہ گاہی روی دوست
دیکھئے کیونکر بر آئے اپنا حرفِ مدعا — سخت ہیں اعمال اپنے اور نازک خوی دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جاکر نوجوان   یہ اثر رکھتی ہے زاہد سرزمینِ کوئے دوست

پیچلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہرِ عذاب
دیکھتا تھا منتھی پھرپھر کے ہردم سوئے دوست

تو سمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات   نقش ہے دلپہ مرے قبلۂ حاجات کی بات
یاد اب تک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات   اُسکی ہر بات ہے اے شیخ کرامات کی بات
جسکو کہتا ہے ہر اک قلقلِ مینا ساقی   اُسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات
دیجیے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین   کیجیے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات
نقد بوسہ کے طلب کرنے پہ کہتا ہو وہ شوخ   ہم حسینون مین اسے کہتے ہین خیرات کی بات
نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے   آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات
سرِ ممبر وہ بُرا کہتا ہے رندون کو کبھی   کون سنتا ہے یہان واعظِ بدذات کی بات
حرفِ فرقت کا مٹا دیجیے لوحِ دل سے   کیجیے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات
جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دلکی   کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات
وصفِ جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز   ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات
اُسکی کیا بات جسے دولتِ وصلت ہو نصیب   معتبر ہوتی ہے کیا صاحبِ اوقات کی بات
نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون   خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار بیہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتھی یاد ہے کچھ آپکو اُس رات کی بات

رنجِ فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات   زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات
صدمۂ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات   ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات
ماہرویون سے نہ رکھنا مرا پہلو خالی   یا آلہی نہ دکھانا مجھے اندہیاری رات
شبِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہے عذاب   قہر ہے عالمِ تنہائی کی اندہیاری رات
ذکرِ اغیار کیا گاہ دیا رنجِ فراق   خوب کی خوب کی تو نے مری غمخواری رات
روزِ وصلت کا تو نہیں نہیں کے گذر جاتا ہے   کٹتی ہے ہجر کی اے شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلکِ شعبدہ باز — یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات
رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے وہ — عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات
آیا جس وقت نقابِ رخِ روشن کا خیال — سر کو دیوار و نسے پٹکا مین کیا ساری رات
جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور — صبح جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات
وعدہ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس — کھل گئی او بتِ کافر تری مکاری رات
شدتِ درد جدائی کے سبب او ناصح — تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روز وصلت کا سبکتر ہے نہایت لیکن
منتہی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کہتے ہو تجکو رہا کیون نقصان آچکی رات — یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہان آچکی رات
جلوۂ حسن ہے ہر سو شبِ وصلت بھی ہے — نظر آتی ہے مجھے صبحِ جنان آچکی رات
پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر — وا ہوا آپکا کیا رازِ نہان آچکی رات
یار ساقی ہے مئے ناب کا ہے دور یہ دور — تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آچکی رات
آپ سے آپ وہ بگڑا شبِ وصلت مجھسے — ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آچکی رات
نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ — کیا کہین شیر دکارا ہے یہان آچکی رات
رعب ہے حسن کا یا ہے ملک الموت کا خوف — بند کسواسطے ہے تری زبان آچکی رات
ندیا تو ندیا صدمہ فرقت ورنہ — کوچ کر جائیگی یہ روحِ روان آچکی رات
شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ — خوب روشن کیا عاصی کا مکان آچکی رات
ماہ ہے باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے — مہربان تو بھی ہوا ہے پیرِ مغان آچکی رات
میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ — مین کہان یار کہان اور کہان آچکی رات
شادیِ وصل مین ہے دغدغۂ رنجِ فراق — ایک ہے حق مین مرے سود و زیان آچکی رات

مہربان یار سے شکوہ نکر وہی شبِ وصل
منتہی بند کر اپنی زبان آچکی رات

لکھون کیا فراقِ صنم کی حقیقت — بیان کیا کرون مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجودِ عدم کی حقیقت
جدا اگانہ ہے بیش و کم کی حقیقت

بسا جب سے نیرنگِ حسن اپنی دلمین
گری آنکھوں سے جامِ جم کی حقیقت

غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے
نہ ہے بیشِ دل بیش و کم کی حقیقت

دلِ پاک سے پر اثر آہ سے اب
کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت

ہوئی صحبتِ گلرخان جب میسر
نگہ مین نہ ٹھہری ارم کی حقیقت

رگِ ابر باریدہ دیکھے اگر تو
دلا وا ہو دستِ کرم کی حقیقت

پھرا کوچۂ عشق مین کون جا کر
کھلی کس کو مُلکِ عدم کی حقیقت

یہ دھو بیٹھے گی نامۂ بد عمل کو
کھلے گی کبھی چشمِ نم کی حقیقت

اُٹھا دیدہ و دل سے پردہ دوئی کا
سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت

نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا
گری دل سے جاہ حشم کی حقیقت

صفا حیر ہین سکۂ داغِ اُلفت
یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت

خدا جانے پیرِ خرابات کا حال
خدا جانے پیرِ اُمم کی حقیقت

مری آتشِ عشق کا حال لکھے
کہان منتہی یہ قلم کی حقیقت

ترے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت
تجھسے کہتا ہون یہی اُو چمن آرائے بہشت

شاید آ جائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت
اسلئے دن رات کھلے رہتے ہین در ہائے بہشت

کون ہے دلکو نہین عفوِ گنہ کی خواہش
کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت

کثرتِ دستِ کرم جب نظر آتی ہے مجھے
مین سمجھتا ہون اُسے موجۂ دریائے بہشت

کافرِ عشق ہو یا مردِ مسلمان زاہد
کون ہے قوم کو رکھتا نہین دعوائے بہشت

کوچۂ یارِ گل اندام اگر ہاتھ آئے
نہ رہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت

کوچۂ عشق مین جا عاشقِ صادق تو ہو
حورِ عین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت

ہو میسر جو ترے عارضِ گلرنگ کی دید
پھر نہ دیکھون طرفِ لالۂ حمرائے بہشت

چہچہے کرتا ہون جب سے مین ترے کوچے مین
لوگ کہتے ہین مجھے بلبلِ شیدائے بہشت

کوچۂ یار مین مدت سے پڑا ہوُن زاہد   خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت
دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی   ڈہونڈتا پھرتا ہے دن رات ہر اک جائے بہشت
وصل سے رہگیا محروم مین اُس گلُ رو کے   ہاتھ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت
لب شیرین کے تصور نے یہ جا کی اوسمین   دل مین پیدا ہوئی شیرینیٔ خرمائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اُسکو
منتقی گر تجھے تھوڑی سی ملے جائے بہشت

ردیف تائی فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ   حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ
کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ ۂ   کرین اس کشت کو دنیا کی خر چٹ ۂ
تمہارے حسن کی دولت کو پیارے   اوڑا لین گے عدو مفت بر چٹ
نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین   کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ ۂ
بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے   نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ
اگر ہوسا تھہ پردون وہ مہوش   نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ
قدم رکھتا ہے جیدم نازسے یار   نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ
تری تلوار کا ہے پیٹ خالی   جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ
اودہر نغمہ کیا بلبل نے آکر   ادہر غنچہ نے واکی ہنست زر چٹ
بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے   کریگا خون عاشق نیشتر چٹ
دہان گور نے لقمہ سمجھ کر   سر انسان کئے ہین کسقدر چٹ
جو ہین مردار خوار اس سرزمین کے   وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ
فرشتہ لکھہ رہے ہین پاس تیری   کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ
گرانی سے تری او حیدرآباد   سپاہی کر چکے تیغ و سپر چٹ
جو لا وارث نہال بارور ہو   کرین حارص مع برگ و ثمر چٹ
نہ رکھتا ایک کوڑی تک کفن کو

ملی جو منتھی تو اسکو کر چٹ

لڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ | بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر
بغیر از وصل دیدی جان شیرین | ہے ذکر کوہکن بھی مجکو
کبھی فرقت کا غم گہہ فکر رحلت | یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چ
اوٹھاتا دل نہ پھر بارِ محبت | نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر
یکایک آگئی اوسپر طبیعت | کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھ
یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے | یہ نادان کھا گیا ہے بیت
لگا کر دل کو آنکھین پھیرتا ہے | الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چو
جسے تاکا اوسے جینے سے مارا | غضب کی رکھتے ہین یہ خوش
شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے | نہایت اندلون ہے بار ور

ندے دل عہد پیری مین بتون کو
نہ کھا اے منتھی وقت سحر چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ملتِ شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث | گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے
دل زمانے کے حسینو نسے لگاتے ہو عبث | بیوفاؤن کے غم و رنج اوٹھا
صفتِ نقشِ قدم کوچہ دلدار مین ہون | بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھا
ہمکو معلوم ہو جیسا کہ مین تر دامن ہون | زاہد و نارِ جہنم سے ڈراتی ہو ع
قہر ہے بار محبت تمھین مال و زر کی | زہر ہے یہ غم دنیا اسے کھاتے
طاقتِ جست نہین قوتِ پرواز نہین | سوئے دیوار چمن مجکو اوڑاتے ہو
لکھتے ہو کاتبِ اعمال جو اعمال میرے | تہمتین مفت کی بندے کو لگاتے ہو
سنکے افسانۂ غم یار مرا کھتا ہے | جو کھانے کہ سنے ہے وہ سناتے
چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون | دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے
خاک انجام ہے اس نشو نما کا اے دوست | شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو

ہے

بارہا آیا گیا ہون چمن عالم مین | پھر مجھے ملک عدم کو لئے جاتے ہو عبث
بوجھہ یہ مین نے اٹھائین ہین جہان مین آکر | پھر مجھے بار محبت مین دباتے ہو عبث

منتھی زہر ہے اس مال جہان کی لذت
ایسے موذی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہگیا کھینچ کے تلوار ہوا کیا باعث | رک گیا یار جفا کار ہوا کیا باعث
کون مانع تھا تری جلوہ گری کا ای دوست | ہین کھڑے طالب دیدار ہوا کیا باعث
بزم مین رکھا ہے مینائے تہی کیون ساقی | آج گلشن مین نیا خار ہوا کیا باعث
لطف نظارہ ان آنکھون نے اوٹھائی میری | مفت مین دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث
نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا | نہ کھلا عالم اسرار ہوا کیا باعث
وصل شیرین نہ میسر ہوا تجھکو فرہاد | تو عبث دشمن کہسار ہوا کیا باعث
بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دل زار | صفت سایۂ دیوار ہوا کیا باعث
کشش دل مری گذرا مین کشش سے ایسی | یار آیا سر بازار ہوا کیا باعث
اوڑ گئی روح پھڑک کر قفس تن سے مری | چھٹ گیا مرغ گرفتار ہوا کیا باعث
طبع رنگین سے مری جوش جوانی کا مٹا | اوڑ گیا بلبل گلزار ہوا کیا باعث
رحم اے کاتب قدرت جو ہوا تھا سو ہوا | کیون کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث

منتھی ہاتھ سے اس ساقی دریا دل کے
سب چھکے تو نہین سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہوئے راز نہان الغیاث | قابل بخیہ نہین چاک گریبان الغیاث
بل بہت کرتی ہے دل سے زلف جانان الغیاث | کاٹنے کو دوڑتا ہے مار پیچان الغیاث
عاشق جانباز پر تیور چڑھاتا ہے وہ ترک | بیگنہ پر کھینچتا ہے تیغ بران الغیاث
کون پہونچے جز صنم میرے سخن کی داد کو | کون غیر از گل ہے بلبل کا زبان دان الغیاث
کھودیا ہے رعب بزم یار کا اغیار نے | دیو نے لوٹا ہے یہ ملک سلیمان الغیاث
وصل سے فرقت مین کیا مجکو ڈراتا ہے مسیح | زہر دیتا ہے بجائے قند درمان الغیاث

رنگ سمجھیں ہیں حسین خونِ شہیدان الغیاث
چٹکیون مین ہی اوڑا دین گے اُسے اکدن یہ بُت

منتظم ہے غیر بزمِ یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہی ملکِ سلیمان الغیاث

ردیف جیم عربی

یوں پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج
اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج

کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج
پوچھا کیا کھڑے در و دیوار کا مزاج

باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج
نازک ہی تندرست سے بیمار کا مزاج

مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج
گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج

سنتا نہین جو عاشقِ صادق کی اندنون
ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج

آئی ہے کیا بہارِ گلِ لالہ باغ مین
ہی آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج

سکے پڑے ہین اسکے جہانِ خراب مین
ہے جسکے ہاتھ درہم و دنیار کا مزاج

حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا
کیونکر ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج

اسکو ہوا ہے کس بتِ مغرور کا خیال
ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج

دو چار مول لیتے ہین سودائی زلفِ یار
جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریضِ عشق ہون مدت سے منتقی
پوچھا کبھی نہ اسنے گنہگار کا مزاج

عاشقِ شیدا کو ہے داغِ جگر کی احتیاج
جس طرح ہوئے سپاہی کو سپر کی احتیاج

بند آنکھیں ہو گئیں منھ مین ہوئی ساکت زبان
اکدم مین مٹ گئی ساری بشر کی احتیاج

اشک پر تاثیر میرے جلد تو پہنچا صبا
گوش کو معشوق کے ہو گی گہر کی احتیاج

جذبۂ عشقِ دلی جس شخص کا ہو پیشوا
ناصحو اسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج

حرص گھٹ سکتی نہین ایسے عنوان سے
کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے بزمِ عشق مین سر بے خطر
منتقی گر ہوئے تجکو اور سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوئی پیری جہان سے یار کر کوچ ‏ ‏ مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ
عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل ‏ ‏ چلا جاؤنگا یون ہین کوچ در کوچ
یہان سے دو قدم ملک عدم ہے ‏ ‏ کرونگا ایک دن یہ مختصر کوچ
نہ وامق ہے نہ ہے فرہاد و منصور ‏ ‏ جہان سے کر گئے اہل نظر کوچ
جوان بھی مرتے ہین بوڑھے بھی ایدل ‏ ‏ لگا رہتا ہے یہان شام و سحر کوچ
نہ آونگا عدم سے سوئے ہستی ‏ ‏ نہین کرنیکا پھر بار دگر کوچ
اوٹھا کر پردۂ غفلت ذرا دیکھ ‏ ‏ نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ
جو عاشق ہے تو مر مرنے سے پہلے ‏ ‏ ذرا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ
پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان ‏ ‏ عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ
قدم رکھنا سنبھل کر جانب عشق ‏ ‏ نکرنا بے محل او بیخبر کوچ
عدم کا راستہ مرکر ہوا طے ‏ ‏ عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ
بہت ملک عدم آباد ہوگا ‏ ‏ اودہر کو کر گئے ہین نامور کوچ
ہوئی پیری چلو دنیا سے دوستو ‏ ‏ مسافر کرتے ہین وقت سحر کوچ
عدم مین بن پڑے گی میری ایدل ‏ ‏ کہ ہیگا باعث فتح و ظفر کوچ
نشان منزل مقصود پایا ‏ ‏ کئے جب منتفی نے کوچ در کوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح ‏ ‏ دل سے گیا اختیار ناصح
ایک ایک کا ہزار ناصح ‏ ‏ اپنا نہین کوئی یار ناصح
یہ گوش برنگ گوش گل ہین ‏ ‏ چاہے جتنا پکار ناصح
شاید گل کی بہار پہونچی ‏ ‏ کچھ دل کو ہے اضطرار ناصح
اوڑ جائینگے صبر و طاقت و ہوش ‏ ‏ آئی باد بہار ناصح
الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل ‏ ‏ غم کا ہے کوہسار ناصح

تیری اوس حال میں سنو نہیں — دلبر جو ہو اختیار ناصح
اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا — بلبل نے کی پکار ناصح
کرتا ہے بدی تو ان بتوں کی — اللہ کی تجھکو مار ناصح
وہ کیف شباب ہی یہ جبکا — پیری بھی ہے اک خمار ناصح
صیاد وہ مرغ جان کا ہے — جسکا ہوں میں شکار ناصح

یہ کیفِ شباب منتفی کا
لایا ہے بڑا خمار ناصح

برسے تو ابر دیدۂ پرآب کیطرح — تڑپے تو برق اس دلِ بیتاب کیطرح
جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے — آیا کیا اک آن میں سیلاب کیطرح
ساقی سے جو بہار میں فرقت نصیب ہے — پیتا ہوں خون دل کو مئے ناب کیطرح
آرایش اس جہان کی ہی حسن عارضی — بھائی نہ مجھکو عالم اسباب کیطرح
ہے جستجو اسی بھی کسی بحر حسن کی — چکر میں ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح
چاہِ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا — دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح
اپنا بھی جن دنوں میں کہ عہدِ شباب تھا — جاتی تھی بزم یار میں نواب کیطرح
قاصد یہی ہے کوچۂ صفاک کا پتا — بہتا ہے خون خانۂ قصاب کیطرح

کھویا بہار عمر کو غفلت میں منتفی
گذرا جہان نظر میں تری خواب کیطرح

جگہ دی پہلو میں کیوں عشق کو جگر کیطرح — مگر میں باندھ کے رکھا عبث گہر کیطرح
نہ پوچھو عالم شوقِ دلی مرا ناصح — جہانکا قصد کیا جا پڑا نظر کیطرح
یقین ہے مجھے احوالِ مرگِ عاشق کو — وہ دل لگا کے سنیں فتح کی خبر کیطرح
مثالِ آبِ رواں ایک جا رہا نہ قرار — بسر ہوئی مری دنیا میں رہگذر کیطرح
مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی میں — چلا پھرا میں زمانہ میں رہگذر کیطرح
تعلقات زمانہ سے جھگڑی چھوٹا — لحد میں چین سے سویا میں رہگذر کیطرح

ہمیشہ درپئے دنیائے دون رہا یہ دل — عزیز عیب کو رکھا کیا ہنر کیطرح
مدام عالم ہستی مین حسرت و حرمان — رہی ہین پاس ہمارے دل و جگر کیطرح
دکھائے دیگا اُسے جسکی چشم بینا ہو — سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین اثر کیطرح
تمھارا موئے میان دلمین چبھ رہا ہو یار — کھٹک رہا ہے رگ جان مین نشتر کیطرح

یہ داغ عشق صنم منتہی ترے خاطر
رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زر فشان پنجہ خورشید سے ہے ہمت صبح — ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی دولت صبح
نور رخ سے ترے ملتی ہے بہت صورت صبح — اسلئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزت صبح
قلقل شیشہ مے زمزمہ مرغ چمن — یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیت صبح
ہے جوانی سے سوا نالہ پیری کا مزا — نوبت شام سے خوشتر ہے بہت نوبت صبح
بزم مین رند قدح خوار کی سُن او ساقی — جام دنیا مے گلرنگ کا ہو زینت صبح
سر کے بل نشہ مین گرتا طرف میخانہ — صحبت رند مے آشام مین ہو طلعت صبح
عجز پیری کا عجب کیا جو اُسے ہوئی پسند — صبح ہے مقبول خدا ہوتی ہو کیا طاعت صبح
روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون — شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی نسبت صبح
خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین — قہر انسان کی خاطر ہے دلا غفلت صبح

جلد آ ہجر کے دن منھ نہ دکھا وصل
منتہی اب کے ہی کھلکے کرو منت صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہوتے ہین رخسار یار سُرخ — جس طرح گل کھلاتی ہے باد بہار سُرخ
روتا ہون یاد مین لب لعلین یار کے — آنکھین نہ کسطرح ہون شب انتظار سُرخ
ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون — مہندی سے ہاتھ رہتے دست نگار سُرخ
لاکھون کے خون سر پہ ہین تیری چھری ہوئے — کیونکر نہو لباس ترا شہسوار سُرخ
خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے — دامن نہ کسطرح ہو مرا اسے نگار سُرخ

ردیف دال مہملہ

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند — کیا ہے عشق نے مجکو نظر بند
ہوئے طوقِ کمر کب ہاتھ میرے — ملا کسدن مجھے ایسا کمر بند
یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری — اب آنکھین دید سے دنیا کی کر بند
میرے دیوان کو گوردن نے پھاڑا — مرا کتّون نے توڑا ہے جگر بند
نہین کھلتا ہے مجپر راز اسکا — ہمیشہ رہتا ہے کیون اوسکا در بند
میرے دل مین ہر جا طفل حسین کی — میری مٹھی مین ہے اچھا گہر بند
نگاہ یار کے آگے ہے یون دل — حضور طفل جیسے مرغِ پر بند
مئے جوشِ جوانی سے یہ آنکھین — رہی ہین بستر درد پھر بند
نہ دے ضبطِ فغان کا حکم مجکو — نہ کر صیاد مجکو مرغِ پر بند
ہزارون یار صندوقِ لحد مین — کئے دستِ اجل نے نامور بند
کہین چھپتے نہین ہین اہلِ جوہر — کہین ہوتے نہین صاحب ہنر بند
تصور مین رخ و زلفِ صنم کے — یہ آنکھین رہتے ہین شام و سحر بند
نہ پھنستا دام الفت مین وہ رُہبا — نکرتا مصحفی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل مین محبت کی ہوا بند — اس کوزی مین کس شخص نے دریا کو کیا بند
خاموش نہ ہوتا لبِ توبہ کی طرف سے — لتہ کہا مان نہ کر راہِ خدا بند
منعم سے یہ دنیا ہے گدا در پے عقبا — وہ اشتر بد مست ہے یہ اسپ کرہا بند
شب دیکھ لیا صبح قیامت کا تماشا — جبدم کہ نقاب اُٹھتے ترسا کا کھلا بند
چھپتے نہین دل مین کبھی اسرار محبت — رہتی نہین مٹھی مین کبھی موج ہوا بند
ارمان ہے بت صبح شب وصل نہ ہو رنگ — اے مرغِ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند
کب سے دل مجنون مین ہے اُس زلف کا سودا — مدت سے ہے اس خانہ زندان مین بلا بند
منھ پھیرا جو دنیا سے تو عقبے نظر آئی — احوال کھلا غیب کا آنکھین ہوئین کیا بند

ہے ذکرِ صنم وجد مین کب آئے دلِ زار　　پتّا نہین ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

جبدن سے ہوا دستِ توکّل کا سہارا
اے منتہی اکدم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکان ہے مکانِ محمّد　　ہے بامِ فلک آستانِ محمّد
ہے فرمان حق کا بیانِ محمّد　　زبانِ خدا ہے زبانِ محمّد
بدل جو کہ ہے رازدانِ محمّد　　وہی ہین وہی وارثانِ محمّد
وہ معشوق بے شبہہ اللہ کے ہین　　جو ہین زاہدا عاشقانِ محمّد
خدا کا ہون بندہ خدا کی قسم ہے　　محمّد کا عاشق بجانِ محمّد
سعیدِ ازل کو ہے شمعِ ہدایت　　ہر اک عضو ہر استخوانِ محمّد
نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا　　خداوندِ عالم بہ شانِ محمّد
گیا کربلا ہو کے خلدِ برین کو　　جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمّد
قطعہ
جسے لوگ کہتے ہین معراج زاہد　　مین سمجھا اُسے عزو شانِ محمّد
حجابِ محبت ادہر کو تھا حائل　　ادہر کو تھا رازِ نہانِ محمّد
نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر　　ہوا جب کبھی امتحانِ محمّد
وہ جنت کے ہین اور جنت ہے انکی　　جہان تک کہ ہین دوستانِ محمّد
اُسے ملگیا قصرِ خلدِ برین کا　　جسے مل گیا آستانِ محمّد

نمایان جو یہ منتہی کہکشان ہے
فلک پر جبیں سائی ہے کانِ محمّد

کس کی ہوئی تجھکو چاہ قاصد　　بدلی ہے تری نگاہ قاصد
راہی ہوا جب عدم وہ مہوش　　ہو روئے سحر سیاہ قاصد
پتا جو کسی جگہہ پہ گھر کا　　تیرا ہوا اشتباہ قاصد
ماہِ کنعان سے ہے وہ خوشتر　　جسکے مجکو ہے چاہ قاصد
سنتا نہین وہ کسی کی خودسر　　اسمین ترا کیا گناہ قاصد

ٹھہرایا وصل بعد مُدت ۔ رقیبوں تا دیر گاہ قاصد
داغِ دل و نالۂ سحرگاہ ۔ عاشق کے ہیں دو گواہ قاصد
فقروں سے جو لائے اُس صنم کو ۔ کیا ہو تری واہ واہ قاصد
نقدِ دل ہے گرہ مین اپنی ۔ دونگا تجھے زادِ راہ قاصد
قاصد قاصد پکارتا ہون ۔ آتا ہے گاہ ماہ قاصد
شاید لایا پیام وصلت ۔ آتا ہے جو کج کلاہ قاصد
نامہ ناخوندہ اُسنے پھاڑا ۔ مارا گیا بے گناہ قاصد

پوچھے جو وہ حال منتہی کا
دکھلانا تو برگ کاہ قاصد

جاکر بپیشِ نگار قاصد ۔ رونا تو زار زار قاصد
دکھلا دے رُخِ نگار قاصد ۔ آئی گل کی بہار قاصد
میری سے کہی جو اُس سے جاکر ۔ ایسا نہین کوئی یار قاصد
سودا ہوا زلف دیکھکر کیا ۔ کرتا ہے جو مار مار قاصد
جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق ۔ در پر اُسکے پکار قاصد
ہے موت سے سخت تر زیادہ ۔ مجکو ترا انتظار قاصد
بلبل سے خوش بیان و خوشگو ۔ بھیجے مینے ہزار قاصد
جو ہو وے مناسب اُس سے کہنا ۔ تجکو دیا اختیار قاصد
اوس آئینہ رو صنم کو سمجھ کہہ ۔ مجھ سے تو ہین غبار قاصد
آیا نہ وہ ساقیِ گل اندام ۔ گذری یہ بھی بہار قاصد

اِس پیکِ نظر نے منتہی سے
بھیجے ہین بیشمار قاصد

سہل ہو جسمین کہ ہو وے اُسے دشوار پسند ۔ ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند
ماہ مرغوب ہے مہر خوش اطوار پسند ۔ جب سے اس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

U827

دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا صد حیف ۔ جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
عشق کا راز عیان کس لئے منصور کیا ۔ حق تو ہے تجکو ہوا آپ سر دار پسند
دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون ۔ اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند
قیصر روم کو ہو ظل ہما کی خواہش ۔ ہون گدا یار کا ہے سایہ دیوار پسند
کھینچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر ۔ ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند
دلکو بھائی ہے نقاب رخ رنگین صنم ۔ جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند
پُر اثر اشک کسی خوش نہین آتے ایدل ۔ کون کرتا نہین سچ ہے دُر شہوار پسند
مرد بے فیض سے رغبت نکرے کوئی بشر ۔ اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند

دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتہی ہم کو نہین آپ کے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجسے سوا میرے بعد ٭ رہ گئی دشت مین خالی مری جا میرے بعد
خار صحرائے جنون نے نہ اُٹھایا سر کو ٭ نہ پھر آکے کوئی آبلہ پا میرے بعد
بیگنہ قتل تو کرتے ہو کھے رکھتے ہین ٭ یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد
خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا ٭ عشق کا راز کسی پر نہ کھلا میرے بعد
یاد آئیگا یہ عاصی تمھین اُسدم صاحب ۔ یون کسی اور پہ جب ہو گی جفا میرے بعد
کھینچکر لائیگا اُس شوخ کو تربت پہ مری ۔ کام آئیگا مرا دست دعا میرے بعد
نہ رہیگا یہ ترے حسن کا پیارے شہرہ ۔ نہ رہی گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مرے دم تک مرے صفاک کی صفاکی ہے ۔ ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد
نکہت گل کی صفت اس چمن عالم مین ۔ ماری ماری پھریگی بوئی وفا میرے بعد

خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتہی خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغ مین بلبل کبھی نہ گھر صیاد ۔ اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد
نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اُسکی ۔ ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہین ہے قدر اُسے اپنی زلفِ پیچان کی
کمال دام سے رہتا ہے بیخبر صیاد

اوڑاوین نالوں سے مین ہوش بلبل وگل کے
خدا جو دیوے زبان مین کچھ اثر صیاد

نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغ دل کے لیئے
ہزار دام ہین یہ ایک منّتِ بر صیّاد

پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا
جلائے آتشِ گلبرگ تیرا گھر صیّاد

سرِ غرور اُسے دل مین عجز عاشق کے
زمین پہ صید ہے ہر آسمان پر صیّاد

کرونگا موسمِ گل مین مین زمزمے دلچسپ
دکھاؤنگا تجھے اگر و زمین ہنر صیّاد

نہ بھول موسمِ گل بر خزان کا بھی رکھہ دھیان
بنائے صانعِ قدرت نے خشک و تر صیّاد

وہ عندلیب ہون ہے منتقی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہر عمر بھر صیّاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیّاد
نہ پھر سنے گا تو بلبل کی داستان صیّاد

حرم مین تیغِ دغل دیر مین برہمن زور
نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیّاد

الٰہی بلبلِ بیدل کا تو ہی حافظ ہے
چمن کا آج ہوا ہنے لگا ہبان صیّاد

زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے
ہوا ہے بلبلِ خوش گو کا آسمان صیّاد

چمن مین لاکے بسایا ہے دام دار ونکو
ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیّاد

اسیر کرنے کی اسکے کسی نہین خواہش
اکیلا بلبلِ دل اور اک جہان صیّاد

مذاقِ نغمۂ بلبل سے آشنا نہ ہوا
ہوی ہے عمر تری مفت رائیگان صیّاد

ہمیشہ برگِ گلِ تر سے آشیان بھرتا
جو عندلیب کا ہوتا قدردان صیّاد

جو ہوئے خسرِ وگل منتقی سرِ انصاف
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیّاد

ڈوب کر نکلا رگ جان مین رنج نشتر سفید
ہو گیا فساد مجکو دیکھکر یکسر سفید

اسقدر پُر نور رہتا ہے رخ دلبر سفید
دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہِ انور سفید

تشنۂ دیدار ہین اسکے حسینانِ جہان
یا الٰہی جلد تر ہو روئے آبِ زر سفید

چہرۂ گلرنگ جانان کی عجائب ہے بہار
دیدۂ بد مین ہو یا رب صورتِ مرمر سفید

سایہ پرور رہون غمِ جانان کا کب سے الٰہی — صبحِ صادق کی طرح منھ ہو دمِ محشر سفید
شخص ظاہر بین کا بد باطن کا یہ احوال ہے — گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر در سفید
شدتِ گریہ نہین بے وجہ میری زاہدا — ہوگا اس سے نامۂ اعمال کا دفتر سفید
عارضِ گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار — کیا عجب ہو جائے روئے لالۂ احمر سفید
دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ — اِسسے بہتر کوئی دنیا مین نہین ہے گھر سفید
بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا کیا — رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید
غور سے دیکھے اگر روئے صبیحِ یار کو — منھ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نہین کم منتقی
شکلِ ماہِ چاردہ گو ہو گیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد — جہنم مین پڑین اغیارِ احمد
پڑھا ہے آیہ لولاک ہمنے — سُنا ہے برسون ہی اخبارِ احمد
نہ جاؤن گا درِ خلدِ برین تک — رہون گا مین پسِ دیوارِ احمد
مجھے ظلِ ہما سے ہے فزون تر — الٰہی سایۂ دیوارِ احمد
سُنا ہے مینے وسعتِ کربلا مین — تمامی کٹ گیا گلزارِ احمد
فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے — عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد
نہ ہفت اقلیم کی لون پادشاہی — ملے گر دولتِ دیدارِ احمد
طلب کرتے رہے امت کی بخشش — رہے جبتک رہا یہ کارِ احمد
پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت — نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد
رہین گے حشر تک قدمون سے لپٹے — رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد
نہ کھاوین گے غمِ روزِ قیامت — جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد
نکالو میم احمد کا اگر تم — کھلے اُسدم تمھین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالے جانتا ہون
سُنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شب وصال دل زار کا گھمنڈ
ایسا نہ ہوگا بلبل گلزار کا گھمنڈ

ساقی ہے یار ہے شب ماہ تمام ہے
زیبا ہے آج طالع بیدار کا گھمنڈ

حسن دو روزہ پر ہے اُسے اسقدر غرور
اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ

کعبہ کنشت ایک ہے حق بین کے سامنے
بیجا نہیں ہے کافر و دیندار کا گھمنڈ

پھولے نہیں سماتے ہیں جوش بہار میں
مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ

اے شاہ تجکو ظل ہما کا غرور ہے
ہمکو ہے اُسکے سایہ دیوار کا گھمنڈ

تیرے سر غرور پہ ہووے جو بار عشق
مٹجائے شیخ گنبد دستار کا گھمنڈ

اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہو
جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ

سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو
گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ

شاہون کو کبر سایہ بال ہما پہ ہو
ہے منتقی کو سایہ دیوار کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ
بھیجدون اس دل شیدا کو برائے تعویذ

کشش عشق اگر دل نے مرے کی پیدا
باندھ دون گا تیرے بازو پہ بجائے تعویذ

مرشین دور رہون اغیار تری صحبت سے
اسلئے ہمنے تہ خاک دبائے تعویذ

دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا آخر
ہمنے اکثر اُسے ڈھونڈھ کے پلائے تعویذ

دست نقاش ازل حیف کی جاہے تونے
سیکڑون خاک مین لکھ لکھ کے ملائے تعویذ

فخر مطلب نہ ہوا ایک بھی نقش دل یار
ہمنے ہر روز بہت لکھ کے مٹائے تعویذ

جگر و دل نہیں اوس بت کی کئے نذر مگر
ہمنے پتھر کے تلے جاکے دبائے تعویذ

کرکے مفتون جگر و دل نہیں بھیجے تجکو
ہمنے دریاے محبت مین بہائے تعویذ

جلوہ حسن ہوا وہ رُخ روشن کا بلند
غزل
چاند سورج ترے سر کے نظر آے تعویذ

طرفہ تر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ
بے پڑھے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ

لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ
صورت کاغذ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ | قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ
صاف سمجھا بُتِ عیّار نے دہوکا کھایا | جسکو گہڑے یار نے بھیجا مجھے سادا کاغذ
رازِ دل یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیان | مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ
حالِ اُلفت جو سُنا کاتبِ قدرت نے مرا | دفترِ عمر سے عاصی کے نکالا کاغذ
عمر بھر کاتبِ اعمال نے لکھا تھا جسے | بات مین دیدۂ تر نے وہی دہویا کاغذ
حُسنِ نیرنگِ صنم کی جو ہین کھینچے تصویر | ہوگیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ
صفتِ فندقِ پا تھی جو رقم کچھ اُسمین | چٹکیون مین مرا اُس گل نے اوڑایا کاغذ
اشکباری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال | ہوگیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ
شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال | اُسنے چوما کبھی آنکھون سے لگایا کاغذ
حال لکھنے کے لئے یار کے دیوانون کا | چاہئے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ
ایکدن کاتبِ قدرت سے کہونگا چلکر | کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

منتہی یار جسے کہتے ہین فردِ قسمت
ساتھہ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ | ہے اس گدائے دہر کی نانِ نمک لذیذ
قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو | چٹکی بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ
اس دیرِ بے ثبات مین دانا کے واسطے | نانِ جوین مزی کی ہے آب و نمک لذیذ
اے دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہنوز | خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ
خواہش سے میری باغِ جہان مین ہر ایک شی | سیب ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ
اہلِ کرم کو ہووے سرِ انکسار بھی | ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ
دل آتشِ فراق سے پیدا کرے اثر | ہو لطف یہ کباب اگر جائے بک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا منتہی کبھی
ممکن ہوی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

رای مہملہ

مبتلا ہوا بت کا دل بہت صفا ہو کر — سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر
آبرو اگر چاہے رہ یہان صفا ہو کر — ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر
بارہا ترے در تک آکے پھر گیا قاتل — بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر
زخم بھی ہوئے آلے جان کے پڑے لالے — کھائے آہون کے پھالے دل نے مبتلا ہو کر
قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت — بد دعا لگی مجکو یار کی دعا ہو کر
یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے یہ کہہ کر — جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر
خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن — قید مین پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر
یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن — رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر
گر صفا ہے دل ترا جام جم کی حاجت کیا — دیکھہ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر
مین مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو — وا گیا در معنی صورت آشنا ہو کر
بحر عشق مین ای دل رہ حباب کی صورت — کام ہے ترا ملنا ذات مین فنا ہو کر
جبکہ یار سے چھٹا حال دل ہوا پتلا — خاک مین ملا پتا شاخ سے جدا ہو کر
می بھی ہو چکی ایدل دام بھی نہین باقی — چند روز مسجد مین بیٹھہ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمھین منظور
منتہی تمھین کچھہ اوڑ چلو ہوا ہو کر

مجھ سے بیکس کا بھلا ہوتا ہے سامان کیونکر — دیکھون طے کرتا ہے خالق یہ بیابان کیونکر
پھاڑ ڈالون مین نقاب رخ جانان کیونکر — پھینکدون کھود کے دیوار گلستان کیونکر
باغبان یار نہ ہو طاقت پرواز افسوس — دیکھئے جلکے بہار چمنستان کیونکر
بل یہ ہے دست جنون زور پہ ہے فصل بہار — بچ رہیگا مرے ہاتھون سے گریبان کیونکر
کس طرح خال سیہ ہو گیا پیدا اس پر — کھا گیا داغ ترا سیب زنخدان کیونکر
دیکھہ کر اس دل پر داغ کو بولا وہ شوخ — آدمی زاد ہوا سرو چراغان کیونکر
چھوڑ کر نعمت فردوس کو ای صاحب من — آپ دنیائے دنی کے ہوئے مہمان کیونکر
رغبت بوس و کنار آپ کو زنہار نہین — یار نکلین گے ہمارے کھوار مان کیونکر
کس طرح شربت دیدار میسر ہو گا — دور ہوئیگی ہماری تپ ہجران کیونکر

نقد دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی　　اور کرتا ہے کسی پر کوئی احسان کیونکر
عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر شب کو　　کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر
کس طرح ترک کرون دل سے ہوائے دنیا　　پھینک دون پھاڑ کے مین دامنِ عصیان کیونکر
وصف کرتے ہین تری خالِ سیہ کا عاشق　　کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر
ہو وےگی اُس بُتِ کافر سے صفائی کسطرح　　یا خدا ہو وےگی مشکل مری آسان کیونکر
ہو گیا قبضۂ اغیار مین جا تا کسطرح　　دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر
دلکو خوش کیون نہ کرے تذکرۂ صبحِ وصال　　گل نسیمِ سحر سے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتہی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پر　　لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پر
جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر　　اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر
لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر　　آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر
برق کا عالم ہے جیتون پر نگاہِ یار پر　　آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر
پھر کھنچا سُرمہ کا ڈورا تو نگاہِ یار پر　　خیر ہو وے باڑہ پھر رکھی گئی تلوار پر
چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رخِ دلدار پر　　شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پر
بارِ اُلفت جب نہ اوٹھا شش جہت مین ایک سے　　بوجھ یہ رکھا گیا بندہ کے جسمِ زار پر
کوئی سرکش اُسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور　　باندھنو باندھے ہے مین کیا کیا یار کی دستار پر
زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر　　چاہئے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر
آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی　　یہ خبر ہے دور کی آتی ہے ہردم تار پر
چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے　　رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پر
رو ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حُسن کو　　اوس پڑ جائیگی تیرے تختۂ گلزار پر
یار تِل بھر جو کہ ہے نورِ مروت سے تہی　　آنکھہ وہ منہہ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل بھیجا ہے اُسے

منتھی

مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

مُوئے مژہ سے ہے کہین باریک تر کمر　　کرتی ہے مجھسے کارِ سرِ نیشتر کمر
بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان　　زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر
گُم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو　　موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر
سترِ خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہو
اے منتھی خموش رہو دیکھکر کمر
بھار آئی ہے بلبل لوٹتے ہین گلگو دامان پر　　خوشی دستِ جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر
جہان نیرنگِ حسنِ یار کا جلوہ ہے او زاہد　　مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو دردِ ہجر جا کر　　کہتا ہے کہ ضبط کی دوا کر
پیا مجھے عاشق جتا کر　　مارا مجھے یار نے لگا کر
مسند کیسی کہان کا قالین　　اس یار کے دل مین اپنی جا کر
چلنے ہوئے مجکو دیکھے مٹی　　راہی ہوئے خاک مین ملا کر
پھر دیکھ جمال یارِ سیمین　　آئینہ دل کو تو صفا کر
کہدے کوئی صانعِ ازل سے　　مجکو نہ بگاڑ تو بنا کر
بوسہ دو بار زلف کا یار　　مرجاؤن کا ورنہ زہر کھا کر
کہتا ہے مسیح تجکو عالم　　دردِ فرقت کی کچھ دوا کر
گو یہان نہین وہ نظر مین آیا　　دیکھون کا عدم مین اُسکو جا کر
چونکے نہ عدم کے سونے والے　　شانہ مین تھکا ہلا ہلا کر
رخصت کیا جامہ گلی سے　　بھیجا مجھے خاک مین ملا کر
شبنم کی طرح مجھے رولایا　　غنچے کی طرح سے مسکرا کر
دنیائے دنی سے تجھے بھی ہمنے　　چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر — سمجھو ن گا عدم مین انسے جا کر
گو رے سبقت جو چاہے لیجائے — سر کو رہِ یار مین فدا کر
بیٹھے ہین منتظر عدم کے — سرمایۂ عمر کو لٹا کر
قاتل نے شکل زخمِ تازہ — رلوایا خون مجھے ہنسا کر

پیری مین بتون سے خواہشِ وصل
اے منتہی اب خدا خدا کر

یہی مقبول تو میری دعا کر — جوانی ایک بار ی پھر عطا کر
قدم پر اسکے رکھ دے سر جھکا کر — نماز پیچگانہ یون ادا کر
کیا جب عرض حالِ دردِ فرقت — کہا منھ پھیر کر اُسنے لجا کر
نظر تا آئے تجکو صورتِ یار — صفا آئینہ سے دلکو صفا کر
تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر — کبھی میری بھی حاجت کو روا کر
وہ ایسا کو نسا تھا سحر پرداز — لے آیا جو یہان مجکو لگا کر
غم فرقت ہو یا ہو شادیِ وصل — دلا ہر حال مین شکر خدا کر
جوانی سے لیکے کیون پیری عطا کی — لگا ڈرا کس لئے مجکو ہنسا کر
خفا ہو کر بگڑ کر ہل گیا یار — چراغ زیست ٹھرا جھلملا کر
پسندِ یار ہونگے گر مرے اشک — ملین گے چشمہ کوثر مین جا کر

اگر جویا ہے یارِ باوفا کا
خدا را منتہی اپنی دوا کر

تم سو و پھیل پھیل کے سارے پلنگ پر — ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر
دیکھا کیا مین ذرّہ افشان کو تا سحر — گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر
ہو گا یقین تختِ سلیمان کا بیگمان — آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر
تیرے فروغِ حسن کے باعث سے ماہ وش — گل تکیہ بن گئے تھے ستارے پلنگ پر
دلکو یقین تختۂ سنبل کا ہو گیا — پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کم سن ہے چھپ کے غیر سے آیا ہے رات کو — سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر
ایسے ہی نالے اس دل پر داغ نے کئے — گویا ہزار شیر ڈکارے پلنگ پر
کیا حال ہوگا اسد امیدوار کا — جب وہ کہیں گے آؤ ہمارے پلنگ پر
بوسے لئے ہیں عارض عالی دماغ کے — توڑے ہیں آسمان کے تارے پلنگ پر
فقرے ہنسی کے چلتا ہوں شب بھر کھلے کھلے — کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر
رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات **منتقی**
ایسی ہی اسنے پاؤں پسارے پلنگ پر

رہ الفت کی چال ہے کچھ اور — اس روش کا مآل ہے کچھ اور
یار کی بول چال ہے کچھ اور — عندلیبوں کا قال ہے کچھ اور
زلف پر خم میں جو پھنسا اسکی — بخدا اسکا حال ہے کچھ اور
موسم گل ہے جوش سودا ہے — اندنوں اپنا حال ہے کچھ اور
کر نہ اظہار عشق اے دل زار — اس سخن کا مآل ہے کچھ اور
قامت یار باغ ہستی میں — باغبان وہ نہال ہے کچھ اور
یار کی گر روش ہے ہمسے جدا — اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور
مہر و مہ سے کبھی ندوں تشبیہ — وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور
حال منصور سے کھلا یہ حال — عاشقی کا کمال ہے کچھ اور
قاصد یار جب سے آیا ہے
منتقی تو نڈھال ہے کچھ اور

کوئی کہئے صانع ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جاکر
بگاڑا کیا مینے تیرا پیارے بگاڑا مجکو عبث بنا کر
بشر سے تھے کیا جبر زندگی تھی یہ بات پوچھوں میں کس سے جاکر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمیں اندر چھپا چھپا کر
یہی تقاضائے شوق دل ہے تو کہیئے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دینِ تیغِ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر
یہ قول ہے رند مشربان کا جو مرکے کہتے ہین جاویدان کا

فروغ چاہے جو دو جہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر
ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے پھر جانہین ثنانا

ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اُٹھا اُٹھا کر
کہا جو پیری مین رازِ الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت

بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر
جہان مین آیا ہے موسم گل بھرے ہین ہر سمت شیشۂ مُل

مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا ہے کا
جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی

کہون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر
تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جالسازی

جو تو ہی فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر
لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سا ہمنے اونہین پکارا

عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر
اودہر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اُس سے پیغام کہیو میرا

جو تیرا بیمار منتظر تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھا ہے کس لئے اموالِ دنیا پر
چڑہاتا آستین منعم ہے کیون دستِ تمنا پر

چُنی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے
یقین ہے چاندنی دیکھوگے کیا جا جا کی دریا پر

شراب لالہ گون جب سے بھری ہے اسمین ہر ساعت
مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر

خزان نے دامن گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا
چمن مین نوچی ہین صیادنے بلبل کے کیا کیا پر

بہارِ گل ہے زورون پر جنون بھر کر رہا ہے دل
چڑہائے پھر ہوئے دیوانونکی دامانِ صحرا پر

نہ ڈر تھا روز محشر کا نخواہش تھی کسی شی کی
لے آیا آبِ وانہ حیف ہے کسجا سے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدنگ گذار اُس مار جانیکے
رہین گے باغ رضوان مین حکومت ہوگی رضوان پر

نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے
نہ پھونچا ہاتھ اپنا آجتک عقد ثریا پر

اُسے بھکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے
خدا کا قہر ٹوٹیگا کسیدن میری اعدا پر

دل آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے
عیان ہے راز حسن یار لیکن چشم مینا پر

ولہ

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہو کر
رتبہ اعلی کا نہ حاصل ہوا ادنا ہو کر

دل صفا خیر ہوا یار کا شیدا ہو کر
قطرہ بنتا ہے گہر واصلِ دریا ہو کر

بگڑی اُس سے شبِ وصلت ہنوا بوس وکنار
تشنہ تر رہ گیا مین واصل دریا ہو کر

حالِ قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم
کچھ حاصل نہ ہوا مائلِ دنیا ہو کر

خاکساری تری کوچے کی پسند دل ہے
آرزو ہے کہ رہون نقشِ کفِ پا ہو کر

کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا ایدل
ہڈیان تو نہ چبانا سگِ دنیا ہو کر

حسنِ نیرنگِ صنم کا تجھے تا حال کھلے
غور سے دیکھ ذرا دیدۂ بینا ہو کر

گردشِ چشمِ صنم کا تو ہوا آوارہ
کیون دل زار مرے پس گیا دانا ہو کر

منتہی جلوۂ جانان نظر آوے اُسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو صفا ہو کر

عاشقِ زار کو قتل او ستم ایجاد نکر
کام کا جو کہ ہو بندہ اُسے آزاد نہ کر

تنگ فرقت سے جوانی مین نہ کر او ظالم
موسمِ گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر

مجکو محروم اٹھانا نہ درِ جانان سے
گلشنِ خلد برین گلشنِ شداد نہ کر

وصل کے بعد نہ ہو درد جدائی یارب
شادمان جو کہ ہوا ان اُسے ناشاد نکر

نقش کر صورتِ دلدار کو لوحِ دل پر
عجز مانی سے نہ کر منتِ بہزاد نہ کر

نہین جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتہی مان کہا منتِ حداد نہ کر

ردیف زائے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز — ہوا ہے پہلوئے گلزار سبز
وہ ہے اُس یار کا گلزار سبز — گلون پر ہین جہان تک خار سبز
تمھارے عشق گیسوے سیہ سے — نہین ہوویگا زہر مار سبز
رُخِ سادہ حسینون پر ہے غالب — گلون پر ہے گل بیخار سبز
شباب آیا اوسے اغیار ہین خوش — کھلے ہین گل ہوئے ہین خار سبز
حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح — نہ ہوگا خانۂ خمار سبز
یہ بُت باتون سے میری اوڑ چلا ہین — ہوا اسے ہوتے ہین اشجار سبز
کبھی اُس سبزۂ خطِ صنم سے — نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز
اٹھی قدر ہوا اہلِ سخن کی — رہین اشجار میوہ دار سبز
ہین آباد اسے دل اہلِ ہمت — رہین اشجار سایہ دار سبز
سُنے یارب نہ وہ اعدائے دون کی — زمانے کے نہ ہون بدکار سبز
بتون کی باغِ عالم مین ہوا ہے — ہوئے ہین صاحبِ زنار سبز
بہار آئے چمن مین جوشِ گل ہو — رہین یارب ترے میخوار سبز
پئے عشاق مہ کی چاندنی سے — ہے اُسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبز حسنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتقی ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس — در کھلا تو مین ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس
حلقۂ زلف کے نزدیک ہے وہ روئے صبیح — قدحِ شیر دھرا ہے دہنِ مار کے پاس
حالِ فرقت جو کبھی اُس سے کہا رو رو کر — رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس
دُور بین چشم ہے جسکی اُسے ہوگی معلوم — وہ نزاکت جو ہے اے دل کمرِ یار کے پاس
حال کھلتا نہین کچھ دل کی گرفتاری کا — پوچھئے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس
گرمیِ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو — ہو کے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس
بیوفا یار کے نزدیک نہ پھٹکے زنہار — اس سے بہتر ہے جو بیٹھے کسی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہین سمجھا جاتا
اسکو لے چلئے کسی عالم ہوشیار کے پاس

منتقی بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے
جھو پڑا ڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیون زلف فتنہ زا کی تلاش
یہ کیا سمائی ہے دل مین کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خواب تک
تمام عمر رہی یار با وفا کی تلاش

گئی نہ دیر مین بھی جستجو حرم کی کبھی
بتون کے عشق مین بیٹھے یہان رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائیگا وصلت کا دن شفا ہوگی
عبث ہے اس دل بیمار کو دوا کی تلاش

نہین ہے اور کوئی فکر منتقی مجکو
جہان کی سجر مین لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیش مینا بزم مین پیمانہ رقص
یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کونسی زہرہ جبین رشک پری کی ہے فتن
کر رہا ہے ایک مدت سے دل دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچہ گیسو اُسے آیا شباب
اب دل صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغر مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار
ہے مئی اُلفت چڑھی کرتا ہو مین مستانہ رقص

دیکھکر بولا برہمن بتکدہ مین محو مست
آج کرتا ہے یہ کافر کیا ہی استادانہ رقص

وجد مین یہ دل ہے چشم یار نگران ہے کمال
بزم مین کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا ہے ہر طرف عشاق کے
ہنسکے پھر کہنے لگا ہے یہ مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آ آکے وجد و شوق مین
مین یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہین مرغان باغ
کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

گھومتا ہے آج زاہد وجد مین ہین شیخ و شاب
کس کی خاطر کر رہے ہین عاقل و فرزانہ رقص

دیکھ لے گے جسگھڑی وہ نور حسن یار کو
شمع محفل مین کریگی صورت پروانہ رقص

شاخ گل جسدم ہلاتی ہے صبا گلزار مین
مین سمجھتا ہون کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم مین جام سبو کا دور ہے
کر رہے ہین ساقیا پھر ساکن میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طواف خانۂ پیرِ مغان — یاد رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص
آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتقی — کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا عارض — تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض
اُس بھبوکے کو ہوا جب نشۂ صبحِ وصال — گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض
گر گیا دل سے مرے مہرِ فلک ماہِ منیر — جسگھڑی یار کا روشن نظر آیا عارض
ماہ ہے داغ بدل مہرِ فلک جلتا ہے — دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض
مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر — سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض
سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن — ایسا رنگین یدِ قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائے مہملہ

کیونکر کرون نہ قامتِ دلبر سے ارتباط — کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط
سودے کو کیا بڑا ہے مرے سر سے ارتباط — لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط
دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط — قمری کو ہو گیا ہے صنوبر سے ارتباط
سنتا ہے منعمون کی بہت ہی وہ لالچے — شاید ہے اندنون ہین اُسی زر سے ارتباط
ہوئیگی میرے اشکِ موثر کی آبرو — ہوئے جو گوشِ یار کو گوہر سے ارتباط
کچھہ دہیان اندنون مین ہے ابروے یار کا — شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط
دنیا کے مالدار سے عاشق کو کیا غرض — ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط
اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر — جو کچھہ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط
اُلفت ہے اندنون بتِ سفاک سے مجھے — رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط
دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے — کیا ہو زنِ خبیس کو شوہر سے ارتباط
کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز — ہوتا ہے ممسکون کو بہت زر سے ارتباط
وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے — جسکو ہے کچھہ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے کوئے توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے منتہی کو مقدر سے ارتباط

وصل مین ہے قدم یار سے ربط — سر کو ہے ہجر مین دیوار سے ربط
تجکو جام مئے گلنار سے ربط — مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط
سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال — آجکل ہے گل بیخار سے ربط
حلقۂ دام بلا ہین دونون — دل نہ رکھ سبحۂ زنار سے ربط
زمزمے کرتا ہون بلبل کے پسند — ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط
عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل — اسلئے ہے گل گلزار سے ربط
بیٹھے ہین سر کو جھکائے عاشق — ہے جو سفاک کو تلوار سے ربط
حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف — کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط
اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد — ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط
دہن یار پہ دل ہے مائل — ہے مجھے عالم اسرار سے ربط
مفلسون کی نہین سنتا ظالم — جب سے ہے درہم و دینار سے ربط
زلف ہے مصحف رخ کے نزدیک — ہے عجب کافر دیندار سے ربط
دل کو چشم خماری مرغوب — ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصدو لگا مین کرون منھ میٹھا
ہو جو اُس لعل شکر بار سے ربط

ردیف ظای معجمہ

ہے آپ کو ضرور دل زار کا لحاظ — کیسے مسیح ہو نہین بیمار کا لحاظ
عاشق ہین ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ مین — دل مین رہیگا بلبل گلزار کا لحاظ
دم بھر رہا ہے دل مرا حسن ملیح کا — تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ
نالون نے آسمان کو ملا دیتے خاک مین — ہوتا نہ اپنے دل مین اگر یار کا لحاظ
آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن مین لے لیا — پیش نظر رہا دُر شہوار کا لحاظ

حدِ ادب کی جا ہی یہ وہ بارگاہ ہے — شکوی کا حرف لب پہ نہ آئے شبِ فراق
کیونکر نہ رکھون عشق کی سرکار کا لحاظ — اے منتہی ضرور ہے اُس یار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

کل کی شب اک بزم مین مطرب تہی خوش آہنگ و شمع
آج وہان ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے انگلی جوہر آئینہ پر بولا وہ بت
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا مین دست ساقی گلفام تھا
شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دون مین فرق نور و نار ہے
کس طرح مین ایک سمجھون وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سر بازار عریان بزم مین یہ بے حجاب
ایک پانی کے گھڑے ہین عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہین دل نے پیش روے یار
شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھ کر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ
ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل اورنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت اس طرح تہا ناگوار
عالم تنہائی مین جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اسے گردون دون
ہے ہماری بھی بغل مین یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہین شیشے کو شاعر شمع مینا منتہی
سخت حیران ہون یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مرے ہین وہ چار باغ
صدقے کرون جہان کے جن پر ہزار باغ

ہلتے نہین ہین شاخ گل و لالہ متصل
شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

نکھرا ہوا ہے یار چمن سے ہرا بھرا
کیسا ہی اندنون مین ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے صبحدم
یا رب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے
چھاتی یہ اپنی رکھتا ہے ہر دم فگار باغ

ہر اک چمن مین طرۂ شمشاد ہے بلند
رکھتا ہے اندنون مین سر افتخار باغ

رنگین اداؤن سے تری کیا مثال دون
یکسو تری ادائین ہین یکسو ہزار باغ

آنکھین کھلین گلون کی ہوائے بہار سے
خواب عدم سے یعنے ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہین جانب چمن
راز نہان کو کرنے لگا آشکار باغ

جس دم خیال اوس رخ رنگین کا آگیا
منہ سے نکل گیا مری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو
کافی ہے منتہی کو ترے رخ کا یار باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھ پر یہ چرخِ پیر صاف
ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف

فصلِ گل کی دہوم ہے او شاہِ حسن
حکم دے ہون خانۂ زنجیر صاف

چودہوین کا چاند کہتے ہین جسے
ہے جوانی کی تری تصویر صاف

دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا
ہے اُسی گلرو کی یہ تصویر صاف

ناوکِ مژگان جسے کہتے ہین لوگ
ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف

لوگ کہتے ہین جسے ماہِ تمام
ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

ولہ

دیکھے گا کب وہ عالمِ ایجاد کیطرف
دیکھا ہے جسنے حسنِ خداداد کیطرف

کھینچا اس آب و دانہ نے صیاد کیطرف
تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف

گلشن مین عکسِ قامتِ جانان کو دیکھکر
دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف

آئینہ دیکھکر صنمِ بے مثال نے
دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف

زاہد کو اپنے کنجِ عبادت پہ ناز ہے
اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف

ناصح سواے نالہ و افغان و آہ کے
ہوئے گا کون عاشقِ ناشاد کیطرف

حورِ جنان بغل مین سمجھتے ہین رند پاک
کرتے ہین دہیان جب تری امداد کیطرف

گر جانتا کہ یار ہین نا آشنا تمام
آتا کبھی نہ عالمِ ایجاد کیطرف

دل خط و خالِ قاتلِ عالم پہ لوٹ ہے
ہم دیکھتے ہین جوہرِ فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین براے زلف
کالے کی کینچلی سے بناؤن قباے زلف

ہوشیار یار مصحفِ رخ تک نہ آئے زلف
حدِ ادب سے دیکھہ کہین بڑہ نجائے زلف

اے یار زیرِ پا کہین بڑھکر نہ آئے زلف
بگڑی شرابیون کی کہین بن نجائے زلف

مقراض سے سوا مرے منہہ مین زبان ہے
معلوم ہو جو بڑھکے ذرا دم ملائے زلف

اندہیر کے سوا نہین کچھہ سوجھتا اونہین
نا آشنا جہان کے ہین آشناے زلف

وہ باندھے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ
وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دیکھیں ہیں ایسے پیچ بہت سے جہان کی — ایسی لگی ہوئی ہے بہت سے ہوائے زلف
یارب یہ کون گنج کے قربت ضرور ہے — اسواسطے ہے پاس ہی رنجکے جائے زلف
ہیں اسکے دام میں دل پر داغ سیکڑوں — ہر روز چاہئے کہ نیا گل کھلائے زلف
دل سے نکل رہی ہے جو یہ آہ پیچدار — یعنے میانِ نی میں کرون گا تمنائے زلف
دیکھے بہارِ سنبل تر گر یہ باغ میں — زنجیر تمہارے سر کی قسم لوٹ جائے زلف
چھاتی پہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہے آج — شاید کہ دل ہوا ہے مرا مبتلائے زلف
طرار بنکے یہ جو اگر چرخ پر چڑھے
دُودِ دلی سے مرے کہاں اوڑ کر جائے زلف

پھر بہار گل گئی شاید گلستان کی طرف — کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف
دیکھتا ہے دل مرا یون روئے جانان کیطرف — دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف
ہاتھ دوڑے موسمِ گل میں گریبان کیطرف — پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان کیطرف
گل شگفتہ دیکھکر گلشن میں یار سے [illegible] — پھروں ہی دیکھتا ہے میری زخم خندان کیطرف
موسمِ گل کیا ہوا چکر میں ہے دستِ جنون — سوئے داماں گاہے گاہے گریبان کیطرف
اس دلِ پر داغ میں کثرت ہے جیسی آہ کی — دیکھتا ہے غور سے شیر نیستان کیطرف
زمزمے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہے — لیجلو اکدن اسے مرغِ خوش الحان کیطرف
کیا کسی کے روئے رنگیں کا مجھے ہوتا ہے عشق — دل کھنچا جاتا ہے کیون از خود گلستان کیطرف
کیا خوشی ہوتا ہے ظالم کرکے کارِ ناصواب — دیکھکر ہنستا ہے میرے زخمِ خندان کیطرف
اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے [illegible] میری — ڈھونڈھئے چلکر اسے ملکِ سلیمان کیطرف
حلقہ ہائے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا — جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف
محو ہوتا دل سے انکے حضرتِ یوسف کا داغ — ایکدن جاتا اگر تو پیرِ کنعان کیطرف
خاک بھی پایا نہیں یاران رفتہ کا پتا — بارہا بندہ گیا گورِ غریبان کیطرف
دیکھ اپنے گیسوئے پر پیچ کی جانب صنم — دیکھتا کیا ہے مرے حال پریشان کیطرف
وامق و فرہاد و مجنون منتشی کے ساتھ تھا

یہ سطری دوڑے ہوئے جاتے تھے زندان کیطرف

جھگڑی تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف | پھر عشاق ہوا خانہ زنجیر معاف
وہ جنون مانگتا ہون خسرو گل سے چلکر | عمر بھر جس سے کہ ہو زحمت زنجیر معاف
دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا | پھر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف
کونسی شی وہ نہین حکم مین تیرے دلبر | رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف
تیرے لکھنے سے اُٹھاتا ہون مین ایذا ناحق | نہ کروگا بخدا کاتب تقدیر معاف
غیر مرضی تری کچھ منہ سے جو نکلا میرے | کیجیو اُسکو تو اے بانئے تقریر معاف
سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا | تجکو اے دستہ مژگان کئے سو تیر معاف
عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دم زیست | نہ ہوئی پر نہ ہوئی یہ مری تقصیر معاف

نقد طاعت ہے ترے پاس نہ ہو دولت عجز
منتھی ہوئے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یون اگر ہے دو طرف | حق تو یہ ہے ایک ڈر ہے دو طرف
گیسو و ابرو یہ وہ خود لوٹ ہے | یار کی مد نظر ہے دو طرف
سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہے | بلبل بے بال و پر ہے دو طرف
جسکو کہتے ہین کف جود و کرم | روکنے کو یہ سپر ہے دو طرف
جاؤن کعبے کو و یا مین سوئے دیر | آج کل قصد سفر ہے دو طرف
شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا | مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دو طرف
دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال | اندنون اپنا گذر ہے دو طرف
گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان | یار کی مد نظر ہے دو طرف
خوف عالم اسکو اُسکو خوف جان | قتل عاشق ایک ڈر ہے دو طرف
گاہ عاشق پر گاہی غیر پر | یار یکتا کی نظر ہے دو طرف
دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر | یار کی تیغ نظر ہے دو طرف

جھکتا ہے کعبے پر گاہی دیر پر

منتقی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف ‏ ‏ گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف
کر دلا اُس سے انتہا کا خوف ‏ ‏ جس شقی کو نہ ہو خدا کا خوف
ہوگی اکروز پرسشِ اقرار ‏ ‏ اس خبر مین ہے مُبتدا کا خوف
جی مین یہ ہے پکارتے پھرئے ‏ ‏ ان بتون کو نہین خدا کا خوف
ٹھہری نظر و سنتے ترچھی چتون سے ‏ ‏ دہشتِ جور ہے جفا کا خوف
ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو ‏ ‏ جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف
پیش عاشق ہے قہر ذکرِ صنم ‏ ‏ جیسے بیمار کو ہوا کا خوف
جب سے دیکھا ہے مارِ گیسوئے یار ‏ ‏ دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف
نہین لیتا ہون جذب دلسے کام ‏ ‏ یار کرتا ہون مین خدا کا خوف
استخوان گر ہین دعوتِ سگِ یار ‏ ‏ دلپہ چھایا ہے پر ہما کا خوف
تھی جوانی مین دہشتِ پیری ‏ ‏ ابتدا مین تھا انتہا کا خوف
دشمن صعب سے نہ ڈر ایسا ‏ ‏ کر غریبون کے بد دعا کا خوف
گور کا روزِ حشر کا ناصح ‏ ‏ دل کو رہتا ہے جابجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈری لیکن
منتقی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف ‏ ‏ یار جو ہے تری نظر کا خوف
قہر چتون غضب ہے تیغِ نگاہ ‏ ‏ یار رکھون کدہر کدہر کا خوف
ڈر ہے دنیا کا دہشتِ عقبے ‏ ‏ مجکو تو ہے ادہر اودہر کا خوف
نام ہے اپنا عاشق جانباز ‏ ‏ ڈر کسی کہتے ہین کدہر کا خوف
کوچہ تیغ زن مین عاشق کو ‏ ‏ پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف
مرضی یار سے ہے کام مجھے ‏ ‏ خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف
گھورتے ہین عدوئے بد طینت ‏ ‏ تمکو پیارے نہین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے　　دلکو رہتا ہے نامہ بر کا خوف
بڑھ چلین گیسوے رسا جو ترے　　یار رکھہ تو ذرا کمر کا خوف
لب شیرین سے دلکو دہشت ہے　　اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف
بھیگ جاے نہ دامن عصمت　　رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف
منتھی بخشے اُسنے جُرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جُدا ہے عشق　　ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق
دشمن رند و پارسا ہے عشق　　ایک کافر ہے یہ بلا ہے عشق
آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق　　ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق
مجھہ سے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق　　مرض الموت کی بنا ہے عشق
گہہ انا الحق کبھی انا لیلےٰ　　کہتے ہین جسکا بے ریا ہے عشق
عاشقون کا ہے دشمن جا سے نے　　ان حسینونکا مبتلا ہے عشق
عہد طفلی سے ہون فدائے صنم　　میرا چھٹپن کا آشنا ہے عشق
نان نعمت جو ڈھونڈتے ہین یہان　　واسطے اُنکے بدمزا ہے عشق
اہل بینش کے واسطے اے دل　　صاف اک جلوۂ خدا ہے عشق
اس جہان خراب کے اندر　　سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق
زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب　　یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق
ہجر حسن صنم کا حال نہ پوچھ　　اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق
وہ حسین بر خلاف رہتا ہے　　اندرون ہمسے کچھ خفا ہے عشق
مارا خسرو کو جان شیرین نے　　ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق
بھیجتا ہے پیام وصل حسین　　اندرون ہم سے پچلا ہے عشق
جس سے رغبت نہ ہو حسینون کو

منتھی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یون تو ہین بسیار معشوق
گر اُس سا کہان ہے یار معشوق

تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق
ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق

چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر
نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق

جوانے مین سمجہتے تھے مجھے گل
گر اب جانتے ہین خار معشوق

نہین سنتا ہون قتل عاشق زار
کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق

بہار آئی ہے پھر اہلِ جنون کا
ہوا ہے لالہ وکہسار معشوق

گیا جوش جوانی آئی پیری
کہان ہے یار خوش اطوار معشوق

اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے
نظر آئین در و دیوار معشوق

رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین
ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق

رہا جبتک زر و زور جوانی
لگی ہی رہتے تھے دوچار معشوق

جوانی منتھی جبتک تھی اپنی
کیا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذر جنون کون سا دیوانہ عشق
کس سے دیکھین ہوا سجدۂ شکرانہ عشق

بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانہ عشق
صرف لذت رہا کرتے ہین پیمانہ عشق

شور و شر حشر کا جسدن کہ ہوا عالم مین
مین یہ سمجھا کہین بگڑا کوئی دیوانہ عشق

پیشوا منزلِ مقصود کا ہے پیر مغان
ساغر مے ہے چراغ رہ کاشانہ عشق

یہ وہ دل ہے کہ جہان بزم تبا نکا ہے خیال
یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پریخانہ عشق

گوش زد ہوتے ہی اوصافِ صنم دم نکلا
آ گئی نیند مجھے سنتے ہی افسانہ عشق

یارب حسن جوانی نے کرم فرمایا
مئی اُلفت سے لبالب ہوا پیمانہ عشق

دلِ بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی
نہ اُگے آب بقا سے جو بچے دانہ عشق

شاد و آباد رہین رندِ خرابات مدام
مے عشرت سے لبالب رہے خمخانہ عشق

ڈر ہے نالہ نہ کرے ہجر مین دل گھبرا کر
خوف یہ ہے کہ چھلک جائے نہ پیمانہ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے ۔ مفت برباد ہوئی ہمت مردانہ عشق
داغ سودا ہے مداوائے دل اہل نیاز ۔ سنگ طفلاں ہے علاج سر دیوانہ عشق
شمع رو یار کا جسدن سے ہے سودا دلکو ۔ بزم زنداں میں لقب ہے مرا پروانہ عشق
منتہی ہے یہ سمجھتا ہوں مذاق کونین ۔ منھ لگا ہے مرے جسدن سے کہ پیمانہ عشق

نشا یداس دل میں اثر کر گئی آہ عاشق ۔ آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہ عاشق
دل میں اس شوخ کی ہوتی نہیں پرواہ عاشق ۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے گناہ عاشق
نخوت و کبر ادا سے اسکو سر عجز و نیاز ۔ ہے الگ جادہ معشوق سے راہ عاشق
مصر سے دیکھا زلیخا نے نہ کنعان کو ۔ ناصحا دور بھی پہنچتی ہے نگاہ عاشق
داغ سودا و سر عجز جسے کہتے ہیں ۔ یہ دو عادل نظر آتے ہیں گواہ عاشق
تیغ سے تیز اگر ہے نگہ یار رہے ۔ تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہ عاشق
غم و اندوہ و الم حسرت و حرمان افسوس ۔ ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہ عاشق
جلوہ حسن رخ یار کرے گا روشن ۔ گیسوئے یار سا ہے روز سیاہ عاشق
کشش عشق و دل زار ہے رہبر جسکے ۔ عقل پہنچے نہ جہاں پر وہ ہے راہ عاشق
پیروی تو نے نہ کی حضرت منصور کی یار ۔ منتہی تو نہ چلا حیف ہے راہ عاشق

ردیف کاف

چڑھی رہتا ہے مری داؤں پہ یار ایک نہ ایک ۔ ہاتھ آجاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک
مرہی مٹتا ہے تیرے کوچہ میں یار ایک نہ ایک ۔ اٹھتا رہتا ہے ترے در سے غبار ایک نہ ایک
داغ ابھرتے ہیں کبھی زخم جگر کھلتے ہیں ۔ رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک
قتل عشاق ترے کوچے میں ہوتے ہیں مدام ۔ بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک
اشک خوں روتا ہوں گاہی گہے لخت دل زار ۔ اٹھتا ہی رہتا ہے اسدل سے شرار ایک نہ ایک
اس سے کہتے ہیں مجھے لوگ سکندر طالع ۔ رہتا ہے آئینہ رو مجھسے دوچار ایک نہ ایک

نالۂ دل ہے کبھی گاہ ہے آہ و افغان
کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک ایک

چھینتا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم
لُٹتا رہتا ہے یہان اپنا دیار ایک نہ ایک

صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر
آہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک

نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان اے یار ہے
اُٹھتی ہے تیرے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک

فکر دنیا ہے کبھی دہشتِ عقبےٰ گاہی
رہتا ہے سینہ پہ عاصی کے غبار ایک نہ ایک

کبھی غماز ترے پاس ہو گا ہے اغیار
گل کے نزدیک رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک

روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر
نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک

منتفی ہوئے کہ ہو وامق و فرہاد حزین
ہو ہی رہتا ہے ترا عاشق زار ایک نہ ایک

کون لایا عالم ایجاد تک
کس نے پہنچایا مجھے جلاد تک

کون تیری دید کا مائل نہین
دل سے لے آئینۂ فولاد تک

تا صحو مجکو تلاشِ یار مین
لائی قسمت عالم ایجاد تک

ہون وہ لاغر صید باغِ دہر مین
رُخ نہین کرتا ادھر صیاد تک

جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم
یہ فقط ہے یار کی امداد تک

شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور
کھل نہین سکتے لبِ فریاد تک

فکر و ملت مین بتانِ ہند کی
بھول جاتا ہون خدا کی یاد تک

اُسکا مین طالب ہون جسکے حکم سے
موم ہو وے کوہ سے فولاد تک

ہمت عالی کا اپنی ہون غلام
جو نہین تکلیف دی اُستاد تک

روح کے باعث فروغ حسن ہے
روشنی ہے خانۂ آباد تک

کون تیری دید کا طالب نہین
مہر و مہ سے کور مادر زاد تک

ہون وہ مجنون ناتوان اس دہر مین
پوچھتے مجکو نہین فصاد تک ؛

سخت جانی گر کرون اپنی رقم
ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک ؛

گیسوے پر پیچ کا لکھون جو وصف
بل اُٹھائے خامۂ فولاد تک

منت وزاری کی بھی حد ہو چکی — کر چکے ہم نالہ و فریاد تک

منتہی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلادی مے جو بیچون ساقی سرشار تک — منکشف ہوجائے جتنے عالم اسرار تک
کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو — دیکھکر جسکو ہین آئے گردش دوار تک
گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہے برخلاف — آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک
کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار — کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک
اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی — ہو گئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک
اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف — جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک
قیس کے ذرا دکے ماتم سے ابتک دہر مین — خاک بر سر دشت مین روتے ہین سب کہسار تک
اس شراب ناب سے مجکو چھکا دو ساقیا — یار جس سے رہتے ہین بیہوش یہان ہوشیار تک
دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا — جا نہین سکتا وہان بیدل سے لے اسوار تک
جان پر کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی — ناصحو اکثر پیا ہے مینے زہر مار تک
تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بد کی بازگشت — منھ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک
حلقۂ دام محبت مین اسیکے ہین پھنسے — صاحب صبحہ سے لیکر صاحب زنار تک
حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح — کب پیالہ شیر کا پہونچا وہان مار تک
وا تو ہو وین عقدہ ہائے گیسوئے عنبر فشان — دوڑتے آئین گے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بہکایا ہے یہان دم دیکے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہوگا مجھے یار نیک خو کبتک — مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک
پھرونگا صورت خورشید کو بکو کبتک — رہے گی یار مجھے تیری جستجو کبتک
چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک — اڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک
رہیگا یار مرے نوجوان تو کبتک — وہ ہار رہیگا یہ آئینہ روبرو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل یہی روانی ہے
بچا رہیگا مرا کو چہ گلو کبتک

بہار دیکھئے کب تک چمن مین آئیگی
دکھائیگے مجھے شیشہ و سبو کبتک

شراب سرخ کے ساغر لڑینگے کب گل سے
بھیگا شیشہ ساقی ترا لہو کب تک

کرون مین تا بکجا احتیاطِ چار عنصر
دعا خیر کرون بہرِ چار رکبتک

بہار آئیگی پیرِ مغان چمن مین کب
نصیب ہوگی مجھے بیعتِ سبو کبتک

وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے
پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتک

بھینگے صورتِ خاشاک رنج و غم دلسے
بغل مین آئے گا وہ بحر آبرو کبتک

کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل
دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتک

حرم مین ڈھونڈھون تجھے یا کہ دیر کے اندر
کہان کہان مین کرون تیری جستجو کبتک

وصال یار کی صورت نظر نہین آتی
پڑھون نماز کرون شیخ یون وضو کبتک

بہار آئے گی دستِ جنون کا ہوگا زور
رہیگا جامہ تن قابلِ رفو کبتک

نشان و نام مٹائے گا عشق گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتک

ردیف لام

آیا مگر کسی پہ ہے بے اختیار دل
پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل

ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل
جاتا اسی طرح سے ہر اک بار بار دل

یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین
صیاد ہے وہ ہے کہ ہے جسکا شکار دل

شداد کو بہشت دے قارون کو گنجِ زر
مجکو عطا کرا ہے پھر پروردگار دل

دیکھے کسی حسین کو رہے اپنے حال پر
اسباب مین ہے کس کو تیرا اعتبار دل

کھا کھا کے داغِ عشق حسینون کے اندنون
پھولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل

بیہوش جو کہ ہے مئے سر جوشِ یار سے
خمخانہ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل

نیرنگِ حسنِ یار کے کھا کھا کے داغ عشق
دکھلا رہا ہے مجکو عجائب بہار دل

دیکھا ہے جب سے اُس بتِ مہوش کو بزم مین
جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوش و خروش لیکے میرا اوڑ گیا شباب   ہر سمت تو جہان مین یہ جا کر پکار دل
مانندِ برگِ کاہ ہے روزِ وصال مین   فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل
معلوم ہو نہ اہی کدورت سے زینہار   کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل

بھایا ہے جب سے وہ بتِ خورشید وش اسکو
رہتا ہے شکلِ صبح مرا بیقرار دل

سب سے بدتر ہے زمانہ مین گرفتاری دل   ہو وے یارب نہ کسی شخص کو بیماری دل
وہ مسیحا نہین کرتا کبھی غمخواری دل   کس طرح دور ہو یارب مری بیماری دل
ایک مدت سے حسینون کی ہون صحبت سے بری   ایک مدت سے مین کرتا ہون خبرداری دل
کوئی بے زر کی نہین کرتا ہے خاطر داری   کوئی بیکس کی نہین کرتا ہے غمخواری دل
نہ تو نالان ہے نہ افغان ہے نہ ہے جوش و خروش   اندنون رہتے ہے کس مرتبہ بیکاری دل
مبتلا اسکو حسینونکا نہ ہرگز کرنا   مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواری دل
یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی   ناز تہا تجھکو مجھے خوب وفاداری دل
زہر کھا جائے گا کاٹی کہین ڈوب مرے   ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاری دل
ابھی تو نین کے جھگڑے سے رلگے پاؤن   گر کرے دست جنون آکے مددگاری دل
زیست مین حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری   اس سے بہتر ہے نہین ہرگز کوئی ہوشیاری دل
موسم گل مین یہ کیا کیا نہین گذرا مجھسے   مینے کیا کیا نہین جھیلی ہے خطاکاری دل

منتہی یار خزان جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداری دل

دور رہین اس گل کے ہے بیکار گل   یار سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل
آتے ہین گلشن مین سو سو بار گل   ہین ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل
مارے مارے پھرتے ہین ہر سو حسین   بکتے پھرتے ہین سر بازار گل
پانی شبنم نے جو آیا رات بھر   شب رہا شاید بہت بیمار گل
بیچ مین ہین جنکے مرغانِ چمن   رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بوسے رخ کے لیتا ہون دو چار روز
توڑتا ہر وقت ہون دو چار گل

خیر ہو وے عندلیبِ باغ کی
ہے جو شکلِ دیدۂ خونبار گل

چلتے ہی بادِ خزان کے عندلیب
باغ سے کیون ہو گیے بیزار گل

آن کے لپٹا رات مجھ سے وہ حسین
شب رہا میرے گلے کا ہار گل

اسقدر ہے اسکو کس کا انتظار
ہے جو شکل دیدار بیدار گل

کس جگہ بے خیر ہے کوئی حسین
ہمنے دیکھا ہی نہین بے خار گل

دھجیان کیون کر ہوا جامہ ترا
کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل

اس قناعت کا تری دیوانہ ہون
ہے وہی جامہ وہی دستار گل

داغِ عشق یار دل پر ہے سو ہے
آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی بادِ بہاری منتقی
سینہ گلزار پہ ہے بارِ گل

جو ہنسکے دے کبھی وہ گل جوابِ خندۂ گل
ہو خشک آتش غیرت سے آبِ خندۂ گل

جو زیرِ لب کبھی خندہ کیا ہے اُس نے
ہوا ہے مجھ پہ ہویدا حجابِ خندۂ گل

کیا ہے غنچہ کو گل باغ مین نہین جا کر
صبا نے بند تھی کھولی کتابِ خندۂ گل

دکھاؤن زخم دلِ داغدار گلشن مین
جو عندلیب کو دون مین جوابِ خندۂ گل

ہر ایک بزم مین تعریف ہے ہنسی کی تری
ہر اک چمن مین کھلی ہے کتابِ خندۂ گل

نظر پڑا جو کوئی یارِ خندہ رو مجکو
کہا یہ دل نے یہی ہے جوابِ خندۂ گل

دکھا نا برقِ تبسم اسے گل خوبی
جو عندلیب کہے لا جوابِ خندۂ گل

کبھی ہنسا جو ہے وہ نوجوان گلشن مین
گرا ہے آنکھ سے میری شبابِ خندۂ گل

بہار آئی ہے بلبل غزل سرا ہین تمام
کھلا ہے دفترِ گل یا کتابِ خندۂ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دل زار
چمن مین خوب بنا ہے کبابِ خندۂ گل

خالق کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل
میری طرح سے کہتے پھرو ہائے ہائے دل

طُرفہ ترانہ نون مین یہ ہے ماجرائے دل — دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل
سنتا نہین کسی کی بہی فرمان روئے دل — نا آشنا جہان کا ہی آشنائے دل
پہلو مین دیکہتا ہون جو خالی ہی جائے دل — بے اختیار منہہ سے نکلتا ہے ہائے دل

دیکہا کرے جمال مبارک کو یار کے — پیدا جو مثلِ آئینہ ہو وے صفائے دل
جو مین اُٹہاتا مین تری تیغِ نگاہ کی — پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل
نالہ بہی بے اثر ہے نہ قاصد نہ شفیق و یار — ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل
زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی — آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج — عنابِ لب ہین آپ کے پیارے دوائے دل
اُسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گہمنڈ — مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل

جا سے حرم کو جاے وہ یا دیر کیطرف — راضی ہین ہم اُسی مین کہ جو ہی رضائے دل
ملتا نہین حسین موافق مزاج کے — پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانیکا منفقی
ہوشیار یار ہا تجھ سے جا نہ پائے دل

ولہ

کئے برس مین ہوئی ہین وہ پیار کی قابل — بہت دنون مین ہوئی ہین تسکار کے قابل
نصیبِ دل بہی تو ہو داغِ عشق کہانیکو — زمین بہی تو ملے لالہ زار کے قابل
کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے — جنون خام نہ ہو وے بہار کے قابل
کبہی حرم مین کبہی بتکدیکو جاتا ہون — زمین ڈہونڈہ رہا ہون مزار کے قابل
جسد کو چہوڑ کے جو روح چل بسی شاید — نہ تہا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابہی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقرو نپہ ہے بہت بتِ بیر آج کل — کیسی ہوا یہ ہے میری تقریر آج کل
پہلو مین ہے مرے بتِ بے پیر آجکل — جگر مین ہے بہت فلکِ پیر آج کل

رہتے ہین دست یار مین جو تیر آج کل
ہر جا ہین انتظار مین خنجر آج کل

سکھلا رہا ہون دل کو محبت کے رنگ ڈھنگ
کرتا ہون مین مکان کی تعمیر آج کل

آہِ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم
چلتے ہین کس طرف کو مرے تیر آجکل

گیسو گلی مین رہتے ہین اُس مہ کے رات بھر
کس درجہ بل پہ ہے مری تقدیر آجکل

زاری سے زر سے زور سے لاتا ہون یار کو
لیکن جو بن پڑی مری تدبیر آجکل

مدت کے بعد ٹھہری ہے وصلت کی یار سے
ہے لطف ہاتھ آئے جو اکثر آجکل

آئی بہار کہتے ہین دیوانگان عشق
آباد ہو وین خانۂ زنجیر آجکل

دل سے کرونگا یاد مین اُس خوش جمال کو
کھینچونگا اپنی لوح پہ تصویر آجکل

معشوق سیم بر سے جو صحبت ہر اندنون
مٹی کے مول بکتی ہے اکثیر آجکل

قابو مین کس کے ہوگئے بولو تو **منتقی**
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشق یارِ جانِ جان ہے دل
دوست ہے اپنا مہربان ہے دل

جسکے سینے مین لوٹتے ہین حسین
بازعِ عالم مین وہ مکان ہے دل

پس گیا آج بارِ اُلفت سے
مین سمجھتا تھا پہلوان ہے دل

جب سے ہے جوشِ گل گلستان مین
قابلِ سنگ کو دکان ہے دل

ہے خوشی مین حباب سے ہلکا
رنج مین کوہ سے گران ہے دل

بار الفت اُٹھا لیا سر پر
پیر ہون مین مگر جوان ہے دل

فکر ہے یارِ باوفا کی اُسے
آج عنقا کا آشیان ہے دل

جان کے ساتھ جسم رہتا ہے
جس جگہہ یار ہے وہان ہے دل

منتقی دیکھہ بھال کر جانا
حضرتِ عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ ہین آب ہین ہوا ہین ہم
کچھہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

عاشقِ گیسوئے دوتا ہین ہم
اپنی خاطر برے بلا ہین ہم

یار کو ہے کمال ہم سے ربط
جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم

خار ہین دشت و بر ہین لیکن
گلشن خلد مین صبا ہین ہم

دم نکلتا ہے دختر رز پہ
بزم رندان مین پارسا ہین ہم

بے سبب دہر مین نہین آئے
کسی صاحب کے مُدعا ہین ہم

اُنکے عناب لب یہ کہتے ہین
مرض عشق کی دوا ہین ہم

خوف سے اِن بتون کے ہین خاموش
گویا ناقوس بے صدا ہین ہم

ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا
کیا عجب گر کہین خدا ہین ہم

تو جین کعبہ کرین پرستش دیر
یار تیرے ہی آشنا ہین ہم

زاہد اس بحر عشق کے اندر
زورق دل کے ناخدا ہین ہم

دل جگر دیکھ کر اوسے بولے
ایسے معشوق پر فدا ہین ہم

غیر حالت ہے ہو نہین کچھ غم
اُس شہ حسن کی گدا ہین ہم

سرکشی مثل شیشہ کرتی ہین
یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے
زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دلی اپنا
منتصی غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہے رفتگان سے ہم
شاید بنے تھے گرد پس کاروان ہم

کوسے ہین اس گھڑی مین بگڑ آسمان سے ہم
لقمہ بنے ہین گور کا آکر کہان سے ہم

گذری ہے عمر اس چمن روزگار مین
واقف ہین خوب باروش باغبان سے ہم

جام شراب و کنج خرابات چاہئے
باز آئے زاہدا تری حور جنان سے ہم

پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان
سمجھین گے ایک روز زمین آسمان سے ہم

تو بھی تو آ ذرا در دولت تک اپنے یار
آئے ہین تیرے واسطے پیاسے کہان سے ہم

مرغان بوستان دکن تم نہ بھولنا
بچھڑے ہوئے ہین بلبل ہندوستان سے ہم

فرقت نے تیری پیر تو دسالہ کر دیا
صحبت مین تیری آئے تھے ورنہ جوان سے ہم

کیا کٹ گئے ہین عدو سُخنِ آبدار سے | لیتے ہین کام تیغ کا اپنی زبانسے ہم
دو دن کے آشنا نظر آتے جہان نہین | اس سے ہوا ثبوت کہ ہین مہمانسے ہم
اظہارِ عشق نے اُنھین مغرور کر دیا | مارے پڑے ہین آپ ہی اپنی زبان سے ہم
مہندی نہ چھوٹ جائیگی پاؤنکی آپکے | در تک تو آ تو آئے ہین دیکھو کہانسے ہم
نکلا نہین قدم ترے حکم حصار سے | باہر نہین ہوے ہین ترے امتحانسے ہم
اُمیدِ خلد بیمِ جہنم مین کٹ گئی | خالی کہین نہین رہے وہم و گمانسے ہم

سودا رہا فقط خط و رخسارِ یار کا
آگہ بہار سے ہین نہ واقف خزان سے ہم

کل جو ترے روبرو کرتے تھے وا ہر بار چشم | آج آنکھو کھولنا کیون ہوگیا دشوار چشم
کیا وصالِ یار کا مژدہ مجھے ہوگا نصیب | سوئے گلشن دوڑتی ہے ہر گھڑی ہر بار چشم
زلف کے سودے مین شب بھر پلکنکی باندہی ہے زہ | عابدون کی طرح تھی اپنی بھی شب بیدار چشم
رات بھر جو وا رہی ہے انتظارِ یار مین | جانتا ہون اُسکو شکلِ طالعِ بیدار چشم

خندۂ جامِ مے گلرنگ و وصلِ یار مین
خوش نما شیشے کے جوشِ گل مین ہی خونبار چشم

رسائے دلِ شیدا ذرا نہین معلوم | ابھی جناب کو بوئے وفا نہین معلوم
عبث وہ کہتے ہین کرکے جفا نہین معلوم | وہ کون ہے جسے اپنی خطا نہین معلوم
کہا یہ آسنے مرا سنکے حرفِ مطلب کو | مقدرات کا لکھا ترا نہین معلوم
شبِ فراق کی ایذا جو اُنکو لکھتا ہون | وہ ہنسکے کہتے ہین یہ ہمکو کیا نہین معلوم
طریقِ عشق مین پست و بلند کی ہے یہ مشق | ذرا بھی عالمِ ارض و سما نہین معلوم
جو صدمہ شبِ فرقت کہا تو کہتے ہین | جناب کو ابھی رسمِ وفا نہین معلوم
دکھاکے خالِ لب اپنا وہ یار کہتا ہے | یہی ہے حبِّ شفا تمکو کیا نہین معلوم
مری طرف ہے تمھاری نگاہ دزدیدہ | خوشی ہو مجھ سے دیا ہو خفا نہین معلوم
خبر جنون کی کہتی ہین آہِ سرد اپنی | گلون کا حال تجھے کیا صبا نہین معلوم

نہ زردی رخِ عاشق پہ جائے صاحب — مگر تمھین صفتِ کبریا نہین معلوم
نہ بتکدی مین نہ کعبے مین دیر مین ہی وہ — ہوا ہے کس کا یہ دل مبتلا نہین معلوم
طلب کرو دل و جان اور سر بغیر وصال — جو منتھی کو ہی تمھین انتھا نہین معلوم

ردیف نون

زیبِ رخ اپنی وہ پھر زلفِ سیاہ فام کرین — خوب عشاق نظارا سحر و شام کرین
قتلِ عشاق کا قاتل نہ سر انجام کرین — خود نہ بدنام ہون انکو بھی نہ بدنام کرین
ایک بوسہ لبِ لعلین کا عنایت ہووے — ہم کوئی کام اگر قابلِ انعام کرین
کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو پیارے — ہم بھی حمام کرین آپ بھی حمام کرین
حلقہ زلف مین دیکھے رخِ رنگین صنم — جا بھیٔے مرغِ چمن خواہشِ گلدام کرین
التفات اور سوا اور بہ سری ضد سے کرے — غیر سو کام اگر قابلِ الزام کرین
آزمالیوین پھر اک روز مقدر اپنا — ایکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کرین

منتھی کو کلمہ پیرِ خرابات پڑھائین
کافرِ عشق کو یون داخلِ اسلام کرین

نہ کیا خوب کیا یار نے شب باتین ہین — جو کہا وہ تجھے وہ بولتے عیاشی ہین
سقف ہی سقفِ فلک فرشِ زمین بستر ہے — خانۂ گور مین کیا حاجتِ فراش ہمین
شبِ فرقت کی سیاہی نہ ڈراتی ہمکو — داغ دیتا جو فلک وصفت کا کاش ہمین
نقش ہے نقشۂ رخِ یار کا لوحِ دل پہ — آج نقاش ہر اک کہتا ہے نقاش ہمین
سدِّ رہ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہین — دیکھ سکتے نھین دشمن کبھی تب باش ہمین
کسی مرغوب تھا دنیا مین لباسِ نخوت — ندیا خوب کیا تو نے فلک تاش ہمین
ہر گھڑی رہتا ہے اک شکوۂ جانان لب پہ — ہر گھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمین
فرقتِ یار مین یہ عمر بسر اپنی ہوئی — نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمین
عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا — نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمین
فردِ تقدیر مین تحریر نہ تھا عشق کا حال — کیون یہ ابنائے جہان کہتے ہین شاباش ہمین

نقد دل پاس وہ ہم رکھتے ہین اللہ اللہ
منتھی جانتے ہین مفلس و قلاش ہمین

مریدان مغان کو شیخ جی گمراہ کہتے ہین
مگر یہ رند مشرب بندۂ اللہ کہتے ہین

لٹا کر نقد دین و دل جو بیٹھے ہین ترے در پر
گدائے دہر انکو سب محمد شاہ کہتے ہین

خبر راز محبت سے جو رکھتے ہین زمانی مین
دل شیدا جو رکھتے ہین دل آگاہ کہتے ہین

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردون ہے
مغان اہل ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہین

جسے پہلے پہل صحبت ہوی ہو دختر رز سے
تمامی میکشان دہر اسے نوشاہ کہتے ہین

اثر پیدا کریگی جسگھڑی اس یار کے دلمین
سر محفل کہونگا جب کہ اسکو آہ کہتے ہین

طریق عشق مین کہنا نہ سن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیڈرک دل اسکو سیدھی راہ کہتے ہین

پیا ہے جس گھڑی ساغر مے عشرت کے چلتے ہیں
یہ مے آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہین

سنا ہو وصلت جانان کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتین کسی کی ہین اسی افواہ کہتے ہین

عیان ہوتا ہی دلبر راز عشق یار کا ہر دم
خرابات مغان کو ہم کرامت گاہ کہتے ہین

کشش نے رشتہ الفت کے کھینچا ماہ کنعان کو
زلیخا لی چلی کنعان سے اسکو چاہ کہتے ہین

سنا کر منتھی کو یون لگا پیر مغان کہنے
قدم جب عشق مین رکھتے ہین بسم اللہ کہتے ہین

یار جو ملک عدم سے ادہر آجاتے ہین
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہین

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر مین وہ آجاتے ہین
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہین

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہین
جو گھڑی عاشق شیدا کی بھلا جاتے ہین

آکے وہ باتین جو کرتے ہین کدورت آمیز
خاک مین عاشق بیدل کو ملا جاتے ہین

شب فرقت مین جھپکتی ہین جو آنکھین میری
غش عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہین

تاڑ لیتے ہین مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم مین پا جاتے ہین

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہی ہجوم
آب شمشیر سے وہ پیاس بجھاتے ہین

خواب مین ہوتا ہون آدہ سے جو کبھی بوس و کنار
بخت خفتہ مرے چٹ مجکو جگا جاتے ہین

وعدہ وصل کیا کرتے ہیں ہر روز نئے — راہیں ہر وقت نئی آکے دکھا جاتے ہیں
سوجتا کچھ نہیں خبر یار دل زار کوئی — حضرت عشق جو نظروں میں سما جاتے ہیں
ہاتھ آتی ہے انہیں منزل عشق جانان — غم کو چٹ کرتے ہیں غصے کو جو کھا جاتے ہیں
نزع کے وقت وہ بالیں پہ ہر اک عاشق کی — آتے ہیں شربت دیدار پلا جاتے ہیں

منتقی جذبہ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہیں

تپ ہجر دل کو گوارا نہیں — جو آئی ہے اپنی تو چارا نہیں
ہوی پیری مے سے کنارا نہیں — ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہیں
ہمیں ضبط و افغان کا یارا نہیں — اسے اسکا سننا گوارا نہیں
اگر درد فرقت کا چارا نہیں — ہمیں زندگی بھی گوارا نہیں
جسے نیک و بد سے کنارا نہیں — ہم اسکے نہیں وہ ہمارا نہیں
ہمیشہ رہا ضبط آہ و فغان — کب اس نفس کو ہمنے مارا نہیں
پھسایا ہے تقدیر نے دل وہان — فرشتے کا جس جا گذارا نہیں
بدن کے یہ جتنے ہیں اعضا دلا — کچھ کی تو کوئی ہمارا نہیں
اذان دے گئے ناقوس کو پھونک کر — تجھے ہر طرح کب پکارا نہیں
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا — کہیں نام کو بھی کنارا نہیں
نہیں کوئی شئی یار سے بھی عزیز — ہمیں نقد جان تک بھی پیارا نہیں
جہان پردہ پردہ نشیں یار ہے — فرشتے کا اس جا گذارا نہیں
یہ لایا کشش سے کبھی دل اسے — کبھی اسنے یہ مال مارا نہیں
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پاؤن — کبھی ہاتھ کو پھر پسارا نہیں
فغان کی گھے گاہ نالہ کیا — تجھے ہمنے کس دن پکارا نہیں

جسے چاہا دل ہمنے اسکو دیا
ترا اسمین ناصح اجارا نہیں

ناصح بھی بیٹے مرے قاتل کے گھر کے ہین
بزری خطون کے ٹکڑے پُرزے نامہ بر کے ہین

مدّتسے اشکِ عشقین گھر کے نہ در کے ہین
یہ حوصلے ہمارے ہی دلکے جگر کے ہین

اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے صحن باغین
ٹکڑے یہ عندلیب کے دلکے جگر کے ہین

میرا گلا کہان یہ کہان خنجر آپ کا
یہ حسن اتفاق قضا و قدر کے ہین

دیکھا جو ہمنے گورِ غریبان کو غور سے
ثابت ہوا نشان یہ ہر اک رہگذر کے ہین

تازیست جائیگی نہ کبھی عشق بازیان
یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین

دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار
خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین

لو اُس حسن سے چشم مروت کے ہو امید
تشنہ دل و جگر مرے آبِ گہر کے ہین

دکھلاکے مجکو خنجر و شمشیرِ آبدار
بولا کہ یہ علاج ترے دردِ سر کے ہین

عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر
قادر نہ خیر پر ہین نہ مختار شر کے ہین

دیوینگے کس کو باغین یہ منہ بھرا بیان
غنچے گلون کے جتنے ہین سب مشت زر کے ہین

عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا
شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین

یکجا ایک ہی ہے عاشق و معشوق پر عدا
یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

وله

اوسکا بندِ نقاب وا تو نہین
درِ باغ ارم کھلا تو نہین

ہجر محشر سے کچھ جدا تو نہین
اوس خبر کی یہ مبتدا تو نہین

ہمسے اوس بت کا دل صفا تو نہین
آئینہ اوسکا آئینہ تو نہین

تیرے عناب لب جو ہین پیارے
دردِ دل کی مرے دوا تو نہین

کرتا ہون ذکر بیوفائے یار
خلوت و بزم مین ہوا تو نہین

کہتے ہین خال ہے تہِ گیسو
اب زحل زیر سنبلا تو نہین

منزلین عشق کی بہت طے کین
تنگ رہے مین کہین رہا تو نہین

سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی
اور صاحب کا ادعا تو نہین

چھیڑ کی ہے خطِ سبز پرافشان
کوڑیالہ کہین کھلا تو نہین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام
مست ساقی کی چشم وا تو نہین

چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف
صبر عاشق کہین پڑا تو نہین

بار فرقت سے آپکے صاحب
آج تک مین کبھی دبا تو نہین

جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے
اُسکی اوتری ہوی قبا تو نہیں

جسکو کہتے ہین لوگ مار سیاہ
یار کا گیسوئے رسا تو نہین

طلب وصل پر بگڑتے ہو
پیار کی بات بد دعا تو نہین

عقل کے گل چراغ ہوتے ہین
کہین اوسکی بندھی ہوا تو نہین

ہر طرف بو اوڑی ہے کاکل کی
اُس گلی مین گئی صبا تو نہین

قیصر روم جسکو کہتے ہین
تری در کا کہین گدا تو نہین

تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے
منتہی کی کچھ انتہا تو نہین

ہے پسینہ منھہ پہ یا ہے روئے روشن آب مین
یا نظر آتا ہے مجکو مہ کا خرمن آب مین

جب سے یہ ماہ فلک ہے پرتو افگن آب مین
لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین

واہ ری دیوانگی اللہ ری خود رفتگی
جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین

کون پردہ نشین آئیگا بہر غسل آج
کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین

آئینہ دیکھا جا کر اُسنے مستی کی دہری
ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین

ڈوب جاؤن مین جو بہر عشق حسن یار مین
پھینکدینا مرا لعشہ بعد مردن آب مین

روئے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین
مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین

وصف لکھا ہے بہت مین نے شراب ناب کا
طبع کا دوڑا میرا خوب توسن آب مین

چشم اشک آلودہ میری دیکھہ کر کہتی ہین لوگ
مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین

پانی پانی ہو گی خجلت سے رگ ابر سیاہ
توڑ کر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین

جہان تے گذری ہے برسون ہمکو خاک میکدہ
ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

مدتوں لکھا ہے وصف مے قلم نے ساقیا
خوب ہی دوڑا ہے برسوں اپنا توسن آب مین

سلک دندان صنم پر ایسی آب و تاب ہے
موتیوں کی جسطرح ڈوبی ہو تمرن آب مین

کونسا ڈوبا ہے مضطر کرکے نالہ بحر مین
ہر طلاطم موج مین ہے شور و شیون آب مین

کب گران مایہ سبک وضعون سے ہووین ہم کنا
مل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین

غرق بحر حسن دل پر ہوگیا ہے منتقی
چاہیئے اوسکا بناوین یار مدفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹتے ہین
اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین

کوچہ یار سے پھرا نہ کوئی
کب عدم کے گئے پلٹتے ہیں

در بدر پھرتے ہین جو مہر و ماہ
خوان نعمت کے گویا بٹتے ہین

نہ کیا وعدہ وصال وفا
آپ کھکر سخن سے پلٹتے ہین

میرے رونے سے کب دل اوسکا بھرا
کہین شبنم سے چاہ پٹتے ہین

یا صنم کہتے ہین کبھی یا رب
ہر طرح ہم تجھے کو رٹتے ہین

نخل باغ جہان کے ادنا اسفل
جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین

جھوٹ کہہ کر مکرتے ہین موذی
سانپ ہین کاٹ کر پلٹتے ہین

فصل گل مین جنون کے ہاتون سے
صورت گل لباس پھٹتے ہین

اہل عقبا سے یہ سگ دنیا
جھوٹ بن بن کے کیا چمٹتے ہین

قدم رکھیو سنبھل کر حضرت دل عشقبازی مین
گذر کنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہبازی مین

بنائے کون تیرے گیسوئے پر پیچ کو ظالم
جہان مین کیا غرض تھہرو جو ہو جانسازی مین

پڑا ہر زند مے آشام کو کھکر سر منبر
لگا یا سے کا دھبہ زاہدون نے جانمازی مین

بنا کر گیسوئے پر پیچ تیرے او پرے بیکر
جہان مین کس لئے مشہور ہووین جانسازی مین

مگر آلایش دنیا کو دھویا جائے تن سے
گنا جاتا ہے زاہد اتنا تو کیا پاکبازی مین

جلا کر زاہدوں کو میکشوں کو شاد کرتی ہین — گرا کر مسجدوں کو میکدے آباد کرتے ہین
شب فرقت مین جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہین — ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہین
کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے عاشق ہین — ہمارے حق مین کیئے آپ کیا ارشاد کرتے ہین
اشارے ابروئے خمدار کے او قاتل عالم — دل عاشق پہ کار خنجر فولاد کرتے ہین
سنا ہے یار قتل بسم اللہ کرتا ہے — مگر ردے برائے اندون آزاد کرتے ہین
کمر باندھی ہے قتل عاشقان پر یار نے کسکر — نیا شہر خموشان آج کل آباد کرتے ہین
چمن مین فصل گل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو — مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہین
بہار گل ہے زوروں پر جنون نے سر اوٹھایا ہے — گھروں مین اپنے خوشیان آجکل فساد کرتے ہین
شب فرقت کی صدمون مین صنم کا دھیان آتا ہے — مصیبت جبکے پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہین
الہی تو ہی ہے اہل جنون کا حافظ و ناصر — جوانان چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہین
خوشی رہتے ہین غیروں سے وہ تڑپاتے ہین عاشقکو — جسے ناشاد کرنا ہے اوسی کو شاد کرتے ہین

شہیدان صنم مین اوسکا ذکر خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے مصحفی یاد کرتے ہین

چھوٹی اُس سن مین ہم سے جائے چمن — کچھ ہمین یاد ماجرائے چمن
یاد جب آگئی فضائے چمن — مرغ دل نے کہا کہ ہائے چمن
بگڑی ہی جدم ذرا ہوائے چمن — اوڑ گئے مرغ خوش نوائے چمن
ہمصفیروں سے میرے کہیو صبا — کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن
اُوس پڑتی تھی روز ہر گل پہ — طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن
خون گل کے ہو عدو کو نصیب — دست صیاد ہے بلائے چمن
چار دن ہے بہار گل بلبل — دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن
چشم خونبار کا خدا حافظ — رنگ لائی ہے پھر ہوائے چمن
کیا ہوئی کثرت گل و لالہ — کیا ہوئے مرغ خوش نوائے چمن
کثرت گل جہان تھی خار ہین وہان — ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے — سمجھوں ایک پھول کو بجائے چمن
زر سے چننے بھرا ہے ساغر گل — پر کرے کاسہ گدائے چمن
دیدہ گل کو چشم نرگس کو — سوجھتا کچھ نہین سوائے چمن
منتھی تیغ جب خزان کی کھنچے
کٹ گئے گل مثلِ فدائے چمن

نقشِ دل بت کا نام کرتے ہین — گھر کو بیت الحرام کرتے ہین
نیک و بد سے کلام کرتے ہین — خاطر خاص و عام کرتے ہین
جو کہ اُس بت کو رام کرتے ہین — بخدا وہ ہی کام کرتے ہین
کون کافر فراق مین سویا — مجھ پہ غش اتہام کرتے ہین
اے صنم تنگی دہن مین ترے — شعرا کیون کلام کرتے ہین
باوفا یار ڈھونڈھتے ہین جو یار — پختہ سودائے خام کرتے ہین
زاہد اُس بت کا پڑھتے ہین کلمہ — برہمن رام رام کرتے ہین
ہم نہ بھاگین گے نفس سرکش سے — حرکت یہ غلام کرتے ہین
دیر و کعبے مین ڈھونڈھتے ہین اسی — فکر سودائے خام کرتے ہین
آج دل دیتے ہین سرِ محفل — آج لو ہم بھی نام کرتے ہین
کون ہے منتِ خاک کے اندر — کس سے اب انتقام کرتے ہین
وصف لکھتے ہیں مصحفِ رخ کا
منتھی نیک کام کرتے ہین

غم پھٹکتا نہین ارباب صفا کے گھر مین — موت کو دخل نہین ہے شہدا کے گھر مین
جز صفائے نہین اربابِ صفا کے گھر مین — فقر و فاقہ رہا محبوب خدا کے گھر مین
سوزش عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے — دشت کو بھاگتا ہون آگ لگا کے گھر مین
اُس شہ حسن کو ایک یہی لکھ بھیجون گا — یاد تہ آئے ہین اکثر فقرا کے گھر مین
خاکسارون پہ کرم کرتے ہین ادنی اعلی — رزقِ مزدور ہے ہر شاہ و گدا کے گھر مین

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف
جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر مین

آپ مین نے کیا اظہار محبت اوسنے
آپ مین کو دیڑا جاکے قضا کے گھر مین

بزم مین یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال
دخل شیطان کا پاتا ہون خدا کے گھر مین

کوچہ یار مین جسدن میرا بستر ہوگا
بوریا جاکے بچھاؤنگا خدا کے گھر مین

بارش اشک نے کب سے مرا دم مارا ہے
آپ تو بیٹھے رہے چھاؤن نے چھاکے گھر مین

عشق سے اس دل شیدا کو نہین پھیرا ہے
منتقی لائے ہو روٹھے کو منا کے گھر مین

عبث ہندو و مسلمان دیر و کعبہ پر جھگڑتے ہین
یہان وان راہ وہ چلتے ہین جسمین پھیر پڑتے ہین

سخن وصف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہین
بنا ہے گر کہین منھ سے ہمارے پھول جھڑتے ہین

جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق مٹتا ہے
یہ دورا ختم ہوتا ہے یہ قصے سب نبڑتے ہین

صداقت ہی سے دل ملتا ہے اس محبوب عالم کا
نگینے کو جواہر کے ترے کندن سے جڑتے ہین

فغان و آہ نے دل سے گرایا مجھکو دلبر کے
ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہین

بنایا مفلسے مین وضع کو خوش جوانی نے
لٹا ہر تہنے ہین باطن مین جاڑ لیسے اکڑتے ہین

ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے
غضب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے ادھڑتے ہین

دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے جنونکا
غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اوجڑتے ہین

گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا
تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤن پڑتے ہین

ہمارے عاشقانہ شعر شہرہ ہوا کرتے لکھنے
سنا تو منتقی بھی ابتو باتین خوب گھڑتے ہین

جو کہ نالے نہین ملتا ہے وہ پتھر مین ہون
جسکا گاہک نہین دنیا مین وہ گوہر مین ہون

قدر دان جسکا نہین ہے وہ سخن ور مین ہون
بار ہو جسکو نہین ممکن ہے وہ خنجر مین ہون

دل مین جا اسکی ہے گو صدمے سے لاغر مین ہون
بال کیطرح اس آئینہ کے اندر مین ہون

لطف اسے جرح ستمگار کہ گھبراتا ہون
رحم اس جور و جفا کا نہین خوگر مین ہون

وہ زبان ہون کہ سراسر ترا وصف جسمین
آبداری مین جو ڈوبا ہے وہ خنجر مین ہون

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا
آپ کے واسطے یوسف کا برادر مین ہون

جلوہ مجکو بھی دکھا دے صفت موسیٰ طور
وہ پیمبر ہے تو فرزند پیمبر مین ہون

یہ صدا آتی ہے بروقت شکست دلسے
جسکو پھوٹا ہوا کہتے ہین مقدر مین ہون

طالب وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہین
یہان کسی حال مین تجھسے نہین باہر مین ہون

داغ سودا یہی کہتا ہے مرا ہجر کے دن
شکل خورشید قیامت ترے سر پر مین ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکان دلدار
جو تباہی مین پڑا ہے وہ کبوتر مین ہون

شیفتہ ہو کے پریوش کا یہ دل کہتا ہے
بھر گیا ہے جو ہوا مین وہ کبوتر مین ہون

صفت آمد و رفت نفس اے جوش جنون
گھر کے اندر ہون کبھی جامے سے باہر مین ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشک قبول
بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر مین ہون

خفقان ہوتا ہے جسدم شب تنہائی مین
موت کہتی ہے نہ گھبرا ترے سر پر مین ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا
ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر مین ہون

آئینہ ہوتا ہے ٹٹے ترے رخکے جسدم
جانتا ہون کہ بس سد سکندر مین ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت مین
منتہی آئینۂ عشق کا جوہر مین ہون

کھینچتا ہے دمبدم تیغ دو پیکر اندنون
کھیلتی ہے موت لو کس کس کے سر پر اندنون

آئینہ مین منھ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے
روبرو ہے یار ہے سد سکندر اندنون

ہے مجھے خوش رو حسینون کی آجکل دل سے تلاش
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر سو تیز خنجر اندنون

ہے کشش پر جذب دل پہلو مین اپنے یار ہے
مارے مارے پھرتے ہین کیا کیا پیمبر اندنون

کوچۂ سفاک کا قاصد بتا بس ہے یہی
اوڑتے پھرتے ہین وہان بال کبوتر اندنون

کیون بتان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش
پڑ گئے ہین عقل پر کیا اسکی پتھر اندنون

آمد و رفت نفس کیطرح جذب عشق سے
گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندنون

سرکشی کی ہے چمن مین قامت دلدار سے
چھانٹے جاتے ہین وہان سرو صنوبر اندنون

غمزے کرتا ہے بہار حسن کھو کر پھر رہی
چل رہے ہین دلربا میرے کند خنجر اندنون

عارض و رخ کا تصور دل مین رہتا ہے مدام	آنکھ پڑتی ہی نہین شمس و قمر پر اندنون
اُن لب و دندان کا اک مدت سے ہے دلکو خیال	دوڑتی ہین نت نہین لعل و گہر پر اندنون
صورت نقش قدم افتادگان خاک ہون	خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندنون
صدمۂ فرقت سے لب پہ آہ ہے نالہ کبھی	گاہ دل پر چوٹ ہے گاہی جگر پر اندنون
وصف اُس بحر لطافت کا جو ہے ورد زبان	منھہ کے اندر ہے ہمارے نغمۂ تر اندنون
کیا ہوا کے گھوڑے پر اسوار ہے وہ پر غرور	تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندنون

بھیجتا ہون خط شوقیہ مین اُسکو اسقدر
منتہی ملتا نہین مجکو پیمبر اندنون

قرار و قول کا کچھ اُسکے اعتبار نہین	جو ایکبار کہے ہان ہزار بار نہین
صبا چمن مین نہین ہے ابھی ہزار نہین	عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگار نہین
ہنوز ہوش نہین اُسکو ہوشیار نہین	وہ صید وہ ہے کہ جو قابل شکار نہین
بلند آہ ابھی طفل دل نہین کرتا	ابھی وہ گود مین پلتا ہے شہسوار نہین
جہان مین پنجۂ دست جنون ترے ہاتھون	برنگ جامۂ گل کبتک دل فگار نہین
عدم سے آیا ہون ایکدن عدم کو جاؤنگا	سرائے ہستی فانی مرا دیار نہین
سرائے ہستی فانی مین دل نہ گھبرانا	ترا مقام نہین ہے ترا دیار نہین
مسافران عدم کی خبر نہین معلوم	دیار کونسا ہے کونسا دیار نہین
وہ عندلیب ہون مین گلستان عالم مین	کہ ایک گل کی نظر مین بھی خار خار نہین
بلند نام نہین چاہتے زمانے مین	نشان قبر سے بندیکو افتخار نہین

جہان مین گو نہین فرزند **منتہی** رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہین

اُن انکھڑیون مین ابھی نشۂ شراب نہین	ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہین
بغل مین یار نہین ساقیا شراب نہین	جہان مین مجھ سے زیادہ کوئی خراب نہین
ہوائے سنگ حوادث سے دخل کیا ٹوٹے	یہ دل ہے مردونکا کچھ کاسۂ حباب نہین

محبت مے و معشوق اسکو ہے زیبا
سفید بال ہین موسم خضاب نہین

صدائے قلقل مینا مجھے نہین آتی
مرے سوال کا شیشے مین کچھ جواب نہین

نہ دیکھ دل تو کبھی چشم بے مروت کو
وہ جام منھ نہ لگا گر شراب ناب نہین

پسند طبع نہین تنگ چشمی جانان
ہزار شکر کہ مین مورد عذاب نہین

دکھا کے آئینہ اُس شوخ کو کہا ہم نے
تو بے مثال نہین یار لا جواب نہین

ولہ

ہے شباب صنم بہار کے دن
عاشقون کے یہ ہین شکار کے دن

دیکھ لے تنگ چشمی جانان
یاد کر صدمۂ فشار کے دن

توبہ کی ہے قمار عشق سے آج
گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن

صبح جنت سے کم نہین ہرگز
سمجھا مجکو وصل یار کے دن

مُنڈ گئی زلف اُس پری وش کی
کٹ گئے اپنے انتشار کے دن

گیارہ بارہ برس کا ہے سن وسال
اُنکے جوبن کے ہین بہار کے دن

یہ درم احتراز ہم پہ کھلا
تھے بہت سخت انتظار کے دن

وحشت دل ہے اپنی زورون پر
شاید آپہنچے پھر بہار کے دن

خواہش دخت رز ہے آئے بہار
پھر پھرے رند بادہ خوار کے دن

گذرا جوش شباب کا عالم
چل بسے اپنے افتخار کے دن

رنگ لائی ہے پھر بہار چمن
پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن

عفو ہوگا نہ جُرم اہل نفاق
نہ پھرین گے گناہگار کے دن

پیری آئی شباب چل نکلا
منتقی یاد کر مزار کے دن

بزم عالم مین بہت ہمنے مارے ہاتھ پاؤن
تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن

بحر الفت مین بہت سے ہمنے مارے ہاتھ پاؤن
لگ ہی مانند خس آخر کنارے ہاتھ پاؤن

عالم پیری ترا دونو جہان مین ہو برا
موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھ پاؤن

عاشق ہوئے کمر کی لے خبر او بے خبر — سوکھکر تنکا ہوئے ہین اُنکے سارے ہاتھ پا
میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بد مزاج — وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھ
بحر ہستی مین ملا ہمکو نہ مقصد حیف — موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھ پاؤ
وقت ذبح بولا قاتل عاشق ناشاد سے — ٹکڑے کر ڈالا کبھی تونے جو مارے ہاتھ پا
کھیل رہتا ہے توکل پر مری اوقات کا — چلتے پھرتے ہین ہمارے بے سہارے ہاتھ
تیکھی تیکھی اونکی چتون بانکی بانکی انکی چال — بھولی بھولی انکی صورت پیارے پیارے ہاتھ پا

غیر نادانی اسے کہتے ہین کیا روز جزا
منتہی اپنے کئے کو خود لگا رہا ہاتھ پاون

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینہ تل مین — پتا نہ معنی کا پاتا ہون شخص مہمل مین
یہ چشم کہتے ہے اسکی ابھی پل مین — کہو تو پہاڑ کے تھگلی لگاؤن بادل مین
خیال زلف صنم سے ہے دل مرا مملو — بھرا ہوا ہے لبالب یہ مشک بوتل مین
پڑا ہون درد کشون مین بین تیرہ بختی سے — اندھیری رات کے اندر پھنسا ہون دلدل مین
گذر ہے دل ویران مین اپنے نالے کا — گرج رہا ہے مگر شیر آج جنگل مین
ہمین ہے زلف سیہ کار روئے روشن پر — دھوان سا دیکھتا ہون مین فروغ مشعل مین
پسند اس دل صد چاک کو ہے ساعد یار — لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخ صندل مین
لطیف روح سا ہوتا نہین ہے جسم کبھی — سوار کا نہین دیکھا وقار پیدل مین
نشان خط کا نہین اسکے روی روشن پر — دھوئین کا نام نہ تھا طور کی بھی مشعل مین
خیال گرمی رخسار یار ہے دل مین — دبی ہے آتش گل آج اپنی منقل مین
دو دسے دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر — سلائی نیل کی پھیرون مین چشم احول مین
مری زبان مین عالم ہے تیغ بران کا — تری نگاہ کی شوخی ہے صاف چنچل مین
گراہین دیتے ہو کس کے اتنے کیون پیارے — مگر بندھا ہے دلی دل تمہارے آنچل مین

ہمیشہ دائم و شاداب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتہی ہے گداگرم اپنے کمل مین

ہمارے دل کو تسلی نہیں قیام نہیں — فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین
رخ حبیب پہ خط ستیہ کا نام نہین — یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین
ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے — نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین
ہوائے دہر مخالف سے بجھ نہین سکتا — یہ داغ دل ہے ہمارا چراغ بام نہین
نہ حکم کر کسی اغیار سے شہ خوبی — تمہاری خدمت عالی کو کیا غلام نہین
ابھی نہین دل نالان اسیر کاکل یار — ابھی یہ مرغ خوش الحان اسیر دام ہنوز
خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا — کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین
جدا جدا ہین زمانے مین عاشق فاسق — جنون پختہ ہے اپنا جنون خام نہین
بہ رنگ ابلق ایام دشت عالم مین — سمند ناز کے منہ کو ذرا لگام نہین
کرے گی عود جوانی نہ عہد پیری مین — یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین
شہید تیغ تبسم کا ہون مگر ناصح — جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین
گداز طبع کی خاطر ہے شاعری کی رمز — یہ بہر خاص ہے اے دل یہ بہر عام نہین
انیس دختر رز ہے رفیق ساغر ہے — ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین
رموز عشق سے جنکو نہین ہے آگاہی — اثر پذیر ہمارا انہین کلام نہین
کسی کے برق نگہ کی جگہ نہین دل مین — کسی کی تیغ ابھی قابل نیام نہین
نہین ہے اشک مسلسل ہین اپنا لخت جگر — ہماری سبحۂ صد دانہ مین امام نہین
حلال دختر رز ہے نکاح ہے منعم — حرام اسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشم مروت نگہ مین دست کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتقی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغ دودم دیکھتے ہین — یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین
کہین ہم جو نقش قدم دیکھتے ہین — وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین
جو تحریر لوح و قلم دیکھتے ہین — وہی لوح دلبر رقم دیکھتے ہین
کسی سے جو وصل صنم دیکھتے ہین — خدا کی خدا سے کو ہم دیکھتے ہین

نگاہین تری یاد آتے ہین پیارے / کسی دم جو تیغِ دو دم دیکھتے ہین
جو شیدائے چشمِ مخمر ہین ساقی / وہ کب جانبِ جامِ جم دیکھتے ہین
کوئی شے نہین ایک صورت پہ رہتی / برابر حدوث و قدم دیکھتے ہین
کمر کا تری دھیان آتا ہے جسدم / بہت بار سوئے عدم دیکھتے ہین
بھر آتا ہے دل اپنا کچھ یاد کر کے / کسی کی جو ہم چشمِ نم دیکھتے ہین
کہ ہر بت کہان کے حسین زمانہ / ہر اک شکل مین تجکو ہم دیکھتے ہین
لگے رہتے ہین سوئے در اپنی آنکھین / یہ کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہین
ہوا و ہوس تیرے ہاتون نے انسان / زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہین

زمانے مین یون تو بہت سے ہین خوش گو
مگر منتہی سا بھی کم دیکھتے ہین

بتون کے وہ جور و ستم دیکھتے ہین / نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہین
جو پھر پھر کے ہم دمبدم دیکھتے ہین / تری راہِ فضل و کرم دیکھتے ہین
صفا صورتِ آئینہ دل ہے کس کا / بہت اس زمانے مین کم دیکھتے ہین
مگر ڈھونڈتا ہے جوانی کو شاید / بہت پشت گردون جو خم دیکھتے ہین
بے سیم و زر اس جہان مین ہر اک کو / برنگِ ندیم و ندم دیکھتے ہین
وصالِ صنم یاد آتا ہے ہمکو / کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہین
گدا سے اُسے شاہ تک چاہتے ہین / ترا جسپہ لطف و کرم دیکھتے ہین
ہر اک آشنا دوست ظاہر کے تھے سب / وے دو دوست اک اپنا غم دیکھتے ہین
جنہین خاکساری کی دولت ہو حاصل / وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہین
ہر اک طائرِ دل کو باغِ جہان مین / گرفتارِ دامِ الم دیکھتے ہین
جنہین شوق ہے جنسِ وصلت کا انکی / وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہین
کھلی جب سے ہے بے ثباتی جہان کی / وجود اپنا نقشِ قدم دیکھتے ہین

کہو منتہی ساکنِ کربلا سے

جیئے تو تمھارے قدم دیکھتے ہین

ولہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین
شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین

جگر و دل جو مرے گو دیونکے پالے ہین
طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین

قیس سے وامق و منصور سے کہتی یہ صبا
ہم نے بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین

نرعین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے
ہے جوانی کی انھین نیند یہ متوالے ہین

دل مین جا جکی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین
آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین

کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے
شجر گل نہین ہر باغ مین جوالے ہین

فرقت یار مین ہے کون مرا یار و انیس
شب تنہائی ہے یا دل کے مرے نالے ہین

صفت گوہر دندان ہے سراسر اسمین
میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین

نغمۂ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر
بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین

سوجتی راہ محبت نہین تجکو ہرگز
پردے آنکھون کے نہین شیخ ترے جالے ہین

منتھی کرتے ہین وہ جور و ستم جا بیجا
جگر و دل بھی ہمنے اونھین ڈالے ہین

ہزار دل مین جسکے خریدار ہین
ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین

ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین
وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین

ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین
کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین

صبا سے سوا تیز رفتار ہین
ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین

نظر آئی ہے جب سے تصویر یار
ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین

غم و رنج و اندوہ و حرمان و یاس
ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین

طلب کر رہا ہے وہ دل بے وصال
وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین

گل باغ گلشن مین بے روئے یار
نظر مین مری صورت خار ہین

خزان آئی دست جنون چل بسا
یہ ہاتھ اندنون اپنے بیکار ہین

وفا وعدہ وصل کرتے نہین — بڑے آپ جھوٹون کے سردار ہین
بھرے دل مین ہین سکۂ داغ عشق — خزانے مین اپنے یہ دینار ہین
عدم مین گئے گہ میانِ وجود — گئے وار ہین ہم گئے پار ہین
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا — بلاؤن مین گویا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس درم امتحان — عدو کے لئے تیز تلوار ہین

زمانے سے ہین بے خبر منتہی
وہ اس مرتبہ نو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہنسکے ہٹتے ہین — زخم دلکے تمام پھٹتے ہین
وہین گور پر نہین ہوتے — یہ گڑھے ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہل سخن کی گھٹتے ہے — شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تندخو ہین کہ بات بات مین تاؤ — آستینون کو وہ اولٹتے ہین
جو ہین تیغ نگاہ کے کشتے — اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہد شباب گذرا ہے — چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہل دنیا بھی خوان نعمت سے — کیا مگس کیطرح چمٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز — اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے — کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگ حسن و عشق — مرد میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پہلی باتون کا گر کرونگا بیان — پھر کہوگے ہمین اولٹتے ہین
نہین افتادگان ہون چلین کہین — خاک کے فرش کب سمٹتے ہین

جو ہین دنیائے دون پرستی پر
منتہی دور اونسے ہٹتے ہین

مینا ہے مے ہے یار مرے غمگسار ہین

مجھپر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے در حبیب کے جو خاک رہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پر مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرور حسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

ریگ رواں رواں ہے شب روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروس گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہے جا بجا
شاہد چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گُل زمین پر
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جسپر کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہے
دم سے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خال سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مٹی کے مول نافۂ مشکِ تتار ہین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلکِ دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاکباز صنم کا یہ قول ہے
ہم غمگسار عشق ہین ہم میگسار ہین

دل میرا دور بین محبت ہے منتہی
آنکھوں کے سامنے شہدا کے مزار ہیں

دل و جگر مرے نازِ بتاں اوٹھاتے ہیں
ذرا سے بات پہ کوہِ گراں اوٹھاتے ہیں

خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے
وہ آج تیغ پئے امتحاں اوٹھاتے ہیں

دلا ضرور ہے پیری میں عشق سے پرہیز
یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجواں اوٹھاتے ہیں

صدا یہ زمزمۂ عندلیب سے آئی
مری زباں کا مزا خوش بیاں اوٹھاتے ہیں

سرِ سجود کبھی گہ بلند دستِ دعا
عبث یہ سر پہ زمیں آسماں اوٹھاتے ہیں

دمِ ملال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے
وہی ہیں مرد جو کوہ گراں اوٹھاتے ہیں

نہ پوچھ حال تو کچھ مجھ سے رقصِ بسمل کا
مزا کچھ اوسکا ترے نیم جاں اوٹھاتے ہیں

ولہ

ہوں نسلِ شاہ سے کہ امیر کبیر ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں ترے در کا فقیر ہوں

گو بینوا ہوں عشق کی دولت سے سیر ہوں
آنکھوں میں منعموں کی عبث میں حقیر ہوں

تھا یہ اشارا اُس نگہِ برقِ یار کا
عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہوں

مدت سے شوقِ کنجِ قناعت کا ہے مجھے
روزِ ازل سے عاشقِ نانِ شعیر ہوں

وارفتہ ہوں میں جادۂ کوئی طریق کا
سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہوں

تجھ سا حسیں نہ مجھ سا ہے عاشق جہان میں
تو لاجواب یار ہے میں بے نظیر ہوں

مدت سے ہوں میں شیفتۂ گیسوئے صنم
روزِ ازل سے دامِ بلا میں اسیر ہوں

جاؤں حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف
قدرت ہی کیا مری کہ میں عبدِ قدیر ہوں

کہتا ہے وقتِ گریہ مرا دامنِ مژہ
میں ابرِ زرفشاں ہوں میں ابرِ مطیر ہوں

دل میں ہے میرے داغِ محبت کا جلوہ گر
ماہِ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہوں

دیہیم و تخت و ملک نہ دینا وہ کیا مجھے
خود منتہی میں قابلِ فرشِ حصیر ہوں

کون اس دامِ محبت میں گرفتار نہیں
صاحبِ سبحہ نہیں صاحبِ زنار نہیں

ملتے کس وقت مجھے درہم و دینار نہین ابر رحمت مرا کس روز گہربار نہین

زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین

کون دنیاے دنی کے نہین رہتا درپے دام تدویر مین یہان کون گرفتار نہین

دلکو دنیاے دنی سے نہین رہتی رغبت بت ہرجائی سے رکھتا مین سروکار نہین

نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین

میری دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور کب یہ سودا مرا بکتا سر بازار نہین

کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین

طینت بد کے سوا کوئی نہین بدخصلت خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین

سائبان ہو مرے سر پر ترے دامن کا وہان سیکڑون کوس جہان سایۂ دیوار نہین

کثرت عالم امکان بجز واحد پاک
منتقی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہو دیگا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلّو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دست تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندھی ای نفس ترے مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دھیان نہین
دیکھ تو اے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنج جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

پئے جنون بخت ایدل موت زیست سے خوشتر ہے
شمع کے آگے رقص کنان تھا پروانہ
حسن نیرنگ اوس مہرو کا دل حزین مین رہتا ہے
چشم بینا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرا
نقش محبت کہین نپایا لوح دل پر انسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک

ولہ

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین — جو تحریر لوح و قلم جا
مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین — زمانیکی عشرت کو غم جان
نصیحت ترے واعظ بے حقیقت — وہ فقرے کہتے ہم اُسکو دم
ہراک شی مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ — اُسی کی قسم اُسکو ہم جا
تنفر ہے نعمت سے دنیا کی جنکو — وہی نوش دارو کو سم
حبیب خدا عاشق حق اتنا سلے — حدوث آپ کا ہم قدم جا
سوا ہے گذر جب سے دشت فنا مین — وجود اپنا نقش قدم جانتے
اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے — ترا بندہ بے درم جانتے
جو ہین محو نیرنگ حسن صنم کے — وہ صحرا کو باغ ارم جا
قدم جب سے رکھا ہے دار فنا مین — وجود و عدم کو ہم جانتے
قناعت کا جن کو مزا آگیا ہے — وہ جام گلی جام جم جا
ہراک دل مین ہے جلوہ اُس بت کا پیدا — ہراک گھر کو بیت الصنم جانت
حبابون کی مانند بحر جہان مین — وجود و عدم کو ہم جانتے
وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ — جسے لوگ میرا صنم جانتے
غم دوست کھانیکا جنکو مزا ہے — وہ شادی زمانیکی غم جانتے
مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپ کے ہم سے

میان منتھی تمکو ہم جانتے ہین

کھتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون
میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون

مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شب فرقت مین
اُس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون

وہ عالم رُویا مین مجکو نہ نظر آیا
اُس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ ہوویگا ہر اک کا حساب ایدل
اُس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

انکا رہی نفرت ہی وہان نام سے عاشق کو
یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون

وہان عفو کرم تیرا ہی جوش پہ ای پیاری
یہان جرم ہے عصیان ہی تقصیر ہے یا مین ہون

ہو وہی دل شیدا کو گر شوق شہادت کا
پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون

وحشت مین نظر آئی شب خواب مین وہ کاکل
اکدن در جانان کی زنجیر ہے یا مین ہون

جسروز کہ پوچھین گے محشر مین عمل میری
اُس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

وصف اُس گل رعنا کے ہین ورد زبان کس کے
گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہ نے کل برمایا دل عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر ہے یا مین ہون

جوُر افلاک بسکہ جھیلے ہین
ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین

گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری
گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین

اسپ تازی نظر نہین آتے
ٹٹو خرون سے بھرے طویلے ہین

کہتے ہین یہان جسے قمار عشق
کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین

جیتے ہین وہ قمار عشق مین یار
جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین

ٹھرے کب خنگ حسن مین یہ شیخ
ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین

پاس اپنے دوئی کا نام نہین
جب سے پیدا ہوئے اکیلے ہین

نہ دکھا ناصحا مین آنکھین نکسے
پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین

کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر
ایک مدت کے یہ جھمیلے ہین

دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا
ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پر اثر کے شدت ہے
صاف آبِ بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سنا منتہی اکیلے ہین

خنجرِ حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین
نفسِ امارہ کسی طرح سے مرتا ہی نہین

جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین
ڈوبا دریائے محبت کا اوبھرتا ہی نہین

شوخیِ حسن نے مغرور کیا یہ اسکو
نقدِ دل لیکے کسی کا وہ مکرتا ہی نہین

تا گلِ حسن سے دامان نگہ بھر جائے
سامنے سے وہ مرے شوخ گذرتا ہی نہین

پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے بُرا
قہرِ قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین

گوش زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا
داغ اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین

عشق کامل نہین جائیگا مرا تا دمِ مرگ
یہ وہ دریا ہے چڑھا جبکہ اوترتا ہی نہین

سیر ہوتا نہین دل دولتِ وصلت سے مرا
جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین

جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھارا ہے اُسے
پاؤن پورا وہ زمین پر کبھی دھرتا ہی نہین

منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار
دل تو کہنا کسی صورت مرا کرتا ہی نہین

طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے
جس سے کچھ کہتا ہون وہ کہتا ہے مرتا ہی نہین

منتہی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دھرتا ہی نہین

حسنِ شباب مٹ گیا تدبیر کیا کرون
افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون

پوچھا جو مجھ سے حشر مین کہدونگا برملا
عاجز گنہگار ہون تقریر کیا کرون

دنیائے دون کا شیخ طلبگار مین نہین
پھر لیکے تیرا جامۂ تزویر کیا کرون

عاصی گنہگار ہون مجرم ازل سے ہون
مین پھر کے زاہدا خطِ تقدیر کیا کرون

ہر لوحِ دل پہ نقش جو صورت نگار کی
مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون

عاشق مین اسکی زلفِ سیہ فام کا نہین
پھر دیکھ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون

جوشِ جنون ہوا نہ فصلِ بہار ہے
حدّاد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر
یہ ہے ضعیف صید مین نخچیر کیا کرون

وارفتہ مزاج ہون صحرا نورد ہون
مین ہون لیکے خانہ زنجیر کیا کرون

قابو مین گر نہ یار ہو پرہیز چاہیئے
قبضہ نہ ہوئے جسپہ وہ شمشیر کیا کرون

ہونا نہین ہے اسمین کم و بیش آج کل
پھر دیکھ کر نوشتہ تقدیر کیا کرون

مین جذبہ دلی سے اُسے کھینچ لاؤن گا
نقش درم سے اُسکو مین تسخیر کیا کرون

دنیائے دون کے واسطے عقبیٰ نہ لون دُون
تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے منتقی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان
لے لے گیا ہے اُسکو مقدر کہان کہان

گاہے کمر پہ رخچہ سر دوش پہ کبھی
دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان

کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم
کھائے ہین داغ دل پہ جگر پہ کہان کہان

دیر و حرم مین جلوہ جانان ہے اُسکا
روشن ہے ایک ہی یہ انور کہان کہان

مدت کے بعد مین جو گیا بزم یار مین
بولا وہ مجھ سے رک کے ستمگر کہان کہان

آئینہ ہر حسین کو دل سے پسند ہے
سکہ پڑا ہے ترا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر نہین
شاید شب فراق کو ممکن سحر نہین

نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین
جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین

زلف دراز یار کے مانند تا صحو +
طول شب فراق مگر مختصر نہین

نالے کئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے
معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین

معشوق ہے یہ نام کو بوئے وفا نہین
موجود ہے گہر مگر آب گہر نہین

جاوے نہ کوئی جانب معشوق بے وفا
جسجا نہ ہووے راہ وہان رہگذر نہین

اس جنگ حسن و عشق مین عشاق کے حضور
داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین

معدوم دوست دشمن انسان ہین بے شمار
بیداد گر بہت ہین کوئی داد گر نہین

دیکھا نہین ہے اُسنے ابھی روئے آئینہ | عاشق کے قتل پر ابھی باندھی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا | مجھہ مین یہ عیب ہو کہ مرے پاس زر نہین
کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتہی
افسوس قدر دان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوش گوار شیشے مین | عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دخترِ رز گلعذار شیشے مین | ہمارا بند ہے گویا نگار شیشے مین
نہین ہے جوشِ مئے خوش گوار شیشے مین | بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی | کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
یہ رند پاک جسے کہتے ہین مئے گلگون | بہار گل ہے پئے یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی | دکھائے دیتے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش میرے دل سے مٹ نہین سکتا | غضب ہے ہو گوئے کا فرنگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکھتا ہے | ہے صاف شکلِ دلِ بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا رازِ عشق کو ظاہر | دھری جو جب ہوئی آشکار شیشے مین
صدائے قلقلِ مینا کو سن کے وہ بولے | چھلک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دھیان مرے دل مین ضعف پیری کا | مئی شباب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دید سے جسکی قرار دل ساقی | پری ہے حور ہے کیا قصہ ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجھاتا ہے | یہ کیا ہے ساقیِ گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصلِ بہار مین ساقی | نہ ڈال دخترِ رز کا اچار شیشے مین
ہے نورِ حسنِ صنم منتہی میرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشقِ شیدا کا اُسدم دیدۂ تر خشک ہو | جسگھڑی ایجان جان سارا سمندر خشک ہو
اس لئے روتا ہون یادِ یار مین ہر دم | تا کسی صورت سے میرا دامنِ تر خشک ہو

سرِ

ان حسینوں کو کمال حسن سے آگہ کیا
یا الٰہی جلد تر دست سکندر خشک ہو

خار صحرا سے یہی کہیو تو اے باد صبا
جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو

گر رقم اُسمین کروں سوز فراق یار کو
جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو

پیش قدمی گر کرے اوسکی خرام ناز سے
خاک کا پیوند ہو پائے صنوبر خشک ہو

کام لوں مین اپنی آہ آتشیں سے جسگھڑی
جل بجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو

پرورش مین ہے تماشا قدرت اللہ کا
تپ چھڑے گر طفل کو تو خون مادر خشک ہو

مین وہ محروم ازل تشنہ ہوں سوز یار سے
جاؤں جنت مین تو آب حوض کوثر خشک ہو

توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کردیا
یا خدا وند جہان دست ستمگر خشک ہو

جام مے مین نے پیا ہے ساقی گلفام کا
آفتاب حشر سے کب یہ لب تر خشک ہو

یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی
بھڑکے آتش رشک کی خون برادر خشک ہو

میری آہ آتشین کی آنچ اگر اسمین لگے
صورت برگ خزان دامان صرصر خشک ہو

اشک آنکھوں مین اگر پیدا کرے حسن قبول
رشک سے چشم صدف مین آب گوہر خشک ہو

منتھی جب دل پسیجے اوس بت بیرحم کا
جسگھڑے دشت جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوش گل مین باغ کی ہر نہر بحر بادہ ہو
ساقیا دست کرم تیرا اگر آمادہ ہو

زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو
مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئی دلدادہ ہو

لقمۂ تر ہوئیگا اکدن وہان گور کا
ہو گدا زادہ کوئی اسمین ویا شہزادہ ہو

اس دل محزون مین ہووے نور ساقی جلوہ گر
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقد جان بھی یارے
ڈھونڈ کر لاؤ اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو

زخم گر دلبر لگے تیغ نگاہ یار کا
رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو

طاعت پردہ نشین پر جسگھڑی باندھوں کمر
پاش داماں کا ہر اک بیرے لئے سجادہ ہو

کون ہوتا ہے پسند یار اسمین دیکھئے
بچۂ زاہد ہو دے یا قلندر زادہ ہو

فصل گل آئی ہے تو بیرانسون کی لے خبر
اے جنون گر ہوش اپنی کام پر آمادہ ہو

نفس عادل ہی مرادیکھونگا مین روز حساب   ہی یقین فرد عمل مانند روئے سادہ ہو
گر کے آرایش کرون شہرہ بت گم نام کا   گلستان اسکو بناؤن جو زمین افتادہ ہو
جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے   شامیانہ خاکسارون کے لیئے استادہ ہو
کیون سپئے دنیا ہوا ہی دل کس لئے ہو بے ثبات   صورت نقش قدم کیون خاک پر افتادہ ہو

گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتھی
جا اسیر گیسوئے مشکین سید زادہ ہو

پھر نہان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو   ہوس دل سگ دنیا نہ بنانا مجکو
عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ   کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو
مئی و معشوق کرون ترک بہار گل مین   نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو
جب کبھی آتا ہے اس بحر لطافت کا خیال   خوش نہین آتی ہے سیر لب دریا مجکو
می و معشوق سے جبسے کہ توبہ کی ہے   شہر خوش آتا ہے اسدن سے نہ صحرا مجکو
آمد فصل بہاری ہے چمن مین شاید   لئے جاتا ہے کوئی جانب صحرا مجکو
باوفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو   سالہا سال رہا دعوے بیجا مجکو
بام پر قامت جانان جو نظر آجائے   پھر نہ ہوئے ہوس عالم بالا مجکو
باوفا یار میسر نہین ہوتا ہرگز   راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو
صورت آئینہ اے یار ترے جلوے نے   غرق حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو
گردش چشم وہ تیرے ہے کہ توبہ توبہ   ایک ہی دم مین کرینگے تہ و بالا مجکو
دم پہ بنجائیگی یاد آئی گی تقریر اسکے   نہ سنا بلبل گلزار ترانا مجکو
جا ستنے عشق کی ایسی ہی بلائے بد ہے   ایکدن گور کا کردے گی نوالا مجکو

خبر وصل سے ہے عاشق کے لیے شادی مرگ
منتھی تو نہ سنانا نہ سنانا مجکو

فغان و آہ سے پیدا کیا درد جدائی کو   غضب مین جان کو ڈالا جتا کر آشنائی کو
مٹایا پاس سوائے سے میرے آشنائے کو   بچھاؤن آپ کے عصمت کو اوڑھون پارسائی کو

نہ آیا بعدِ مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے / مین اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری ناآشنائیکو

نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بت پر ہوا قابو / کر بن گئے با گیا ہم ابخدا تیرے خدائیکو

کسی محفل مین جسدم ذکر شمع طور ہوتا ہے / دکھا دیتے ہین وہ جلد سر انگشت حنائیکو

فقیر بے نوا اُسکے در دولت کا ہے بندہ / غنیمت جانتے ہین شاہ تک جسکی گدائی کو

اثر پیدا کرے گی آہ اپنی یار کے دلمین / نشانے تک خدا پہنچائے گا تیر ہوائی کو

کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا ڈہر کا ہے / اُتارون جامۂ تن سے مین کیونکر اس دورنگیکو

گریبان ہاتھ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون / خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو

فلک وہ تفرقہ پرداز عالم ہے دلا سر پر / غنیمت جانتا ہون گو رکت اپنی رسائیکو

شکستہ دل مین ہر دم ہر گھڑی مین جانکے لالے / کرون کیا نوش دارو کو مین کیا لون مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کھویا مشیخت کو
ملایا خاک مین دستِ ہوس نے پیرزائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو ۂ / مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو ۂ

جب قابل دید دلربا ہو / اللہ کرے کہ باوفا ہو ۂ

بھیجا نہیں خط شوق کب سے / معلوم ہوا کہ تم خفا ہو ۂ

بے تابیٔ دل اگر دکھاؤن / کوئی نہ کسی کا مبتلا ہو ۂ ۂ

مرتا ہے زر پہ اہل دنیا / نامرد کو کیا خواہش طلا ہو ۂ

مٹی کر دے جو آپ کو تو / نظرون مین خاک کیمیا ہو

آئی ہے فصل گل چمن مین / اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو

کیسا مجھے دربدر پھرایا / اے خواہش دل ترا برا ہو

دکھلائے تو نے یار کی شکل / اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو

لپٹو نہ مجھے آکے ہجر کی شب / اے گیسوئے یار اگر بلا ہو

اے منتہی بزم یار کا حال
کیا جانئے بعد میرے کیا ہو

[illegible]

غیر ممکن ہے ہوس نعمت کی واسطے دور ہو
جائے تکیہ زیر زانو گو سرِ فغفور ہو

رو برو قاتل کے کرتے جاہ کا مذکور ہو
منھہ پہ کہتا ہے خوشامد حضرتِ دل شور ہو

بے کمال عشق سر پھوڑے چڑھے یا دار پر
دخل کیا فرہاد ہو مقدور کیا منصور ہو

ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے آپکی
ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو

فصل گل مین میکشی کی گر نہین دیتا صلاح
دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

گر جگھہ دل مین تمھاری یار کے باقی نہین
لب بلب ہو منتقی تو بھی نہایت دور ہو

جوبن بتِ سفاک کا ڈھل جائے تو جانو
کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو

دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو
سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو

شعلہ طپشِ عشق کا گو سر بہ فلک ہے
ساقی خم گردون یہ ابل جائے تو جانو

میخانہ سے میکش کہین نکلے تو یقین ہو
میخوارون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو

بھکایا ہے دل کو مری الفت نے نہایت
ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو

میری طپشِ عشق کی گرمی کے سبب سے
اکدن شمع طور پگھل جائے تو جانو

مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار
واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

فصل گل و مل ایکی کہین خیر سے گذرے
واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بغیر ہوئیگی کسی اور سے کچھ ساز نہو
حشر کو غیر کی جانب نگھہ ناز نہو

حسرتِ دید چمن وحشتِ دام صیاد
بو چھٹے اوس سے جسے طاقتِ پرواز نہو

باتون باتون مین نہ آجائے کہین دل آپکا
بیٹھے بٹھلائے طبیعت کہین ناساز نہو

ایک مدت سے فلک در پے ہے دماغ عاشق
اِسکے پردے مین کہین وہ بت طناز نہو

دوست جانی جو بنا ہے کہین دشمن نہ بنے
جو کہ دم ساز بنا ہے وہی غماز نہو

وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمین ذرا بوئے وفا
وہ بھی معشوق ہے جسمین کوئی انداز نہو

اثر آہ نہ اوڑ جائے شبِ فرقت مین
حرف مطلب کا الٰہی قلم انداز نہو

مال سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز — قایلِ سحر کبھی مایلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہو وے تو کرے کیا عاشق — سوت ہو صید کی گر قوت پرواز نہ ہو

منتھی تیر وہ مارون نہ ملے جسکا پتا
وہ کرون نالہ کہ جسمین کبھی آواز نہ ہو

آبِ روان ہو باغ ہو جامِ شراب ہو — اپنی بغل مین یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزم یار ہو جامِ شراب ہو — پھولا ہوا چمن مین گلِ آفتاب ہو
دریا چڑھے اس اشک مسلسل کا جسگھڑی — مین جانتا ہون گنبدِ گردون حباب ہو
سایہ فگن ہو دامن محبوب اُس گھڑی — جیدم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دُکھے نہ دل کسی کا جہانِ خراب مین — ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اُٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی — مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دلی مجھے وہان لیجائیگا ضرور — جیجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کھون — سیرِ جہان دلا تری آنکھون مین خواب ہو
دستِ طمع کو توڑکے مقصد کو کر حصول — دنیائے دون سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کرون مین دل سے نیستان جس گھڑی — زہرا تمھارا شیرِ زبان آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتون کا طلبگار تو دلا — ایسا نہ ہو ترا کہین خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منتھی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل بسا سوئے صنم یہ دلا شیدا دیکھو — پھر گیا مجھ سے مرے گودکا پالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو — دل کھنچا جاتا ہے پھر جانب صحرا دیکھو
زلف ہے رنگ قرین اور تماشا دیکھو — پاس کالے کے دہرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسنِ قبول — موتیونکا نہ لگا اشک تو والا دیکھو
اشک باری سے مٹا دودِ دلِ مضطر کا غبار — خفقان ہو وے تو موجِ لبِ دریا دیکھو
لُقمۂ لعنتِ دنیا تھا میسر جس کو — ہو گیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ موا جاتا ہر — دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو
آئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر — دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو
لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے — حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو
دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جانان — مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو
مے اُلفت سے جو اُس یار کے توبہ کی ہر — لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو
پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دل کی وسعت — اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو
جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زور رون پہ — کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو
وقفۂ زیست کھلے چشمِ حقیقت بین سے — جا کے جس وقت حبابِ لبِ دریا دیکھو

پھر مصدی کا دکھا کر وہ لگے یون کہنے
منتہی آ ہمارا یدِ بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک سا جسنے کہ اوڑایا مجکو — مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو
شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو — تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو
اُسنے جب موئے کمر اپنا دکھایا مجکو — عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو
گردشِ چشمِ صنم کا جو رہا آوارہ — نہ کبھی ابلقِ ایّام نے پایا مجکو
مارِ گیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جھجکا — ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو
ہوش جسدن سے ہوا چشمِ حقیقت بین کا — جسطرف دیکھا ادھر تو نظر آیا مجکو
عیش و عشرت کی ہوس نیست ہین کیا کیا نہوئی — نفسِ امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو
حسنِ نیرنگ ترا رنگ جو لایا بخدا — قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو
شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا — رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو
نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا — نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو
نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا — عوضِ آبِ بقا زہر پلایا مجکو
اوڑ گئی نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکھ لگی — اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو
بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی — گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اُٹھایا مجکو

روح کو میری ملا جسم گلی واہ نصیب
خاک مین صانعِ قدرت نے ملایا مجکو

جستجو نے تری اے شعلۂ حسن خوبی
دربدر صورتِ خورشید پھرایا مجکو

دیکھکر یار زمانے کے چلن کو بولا
منتقی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجکو

عشقِ بتان سے حضرتِ دل ناصبور ہو
معلوم یہ ہوا کہ بڑے بے شعور ہو

جبدم بہارِ گل کا جہان مین ظہور ہو
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبانسے دور ہو

عاشق نہ ہوجیے بتِ ہرجائی کے کبھی
کرئے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو

سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب
جسوقت اس جہان مین شورِ نشور ہو

آہِ شررفشان کو نہ پوچھے مرے کبھی
شاخِ چنار اسمین ہو یا نخلِ طور ہو

غیرون کے ہاتھ سے وہ حسین جام مے پیے
کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو

کیون بارِ عشقِ یار اُٹھاتے ہو تم دلا
شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو

جسوقت یار سے مین ہوا طالبِ وفا
ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو

شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی
عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو

ہون رند مجکو ناسخ و منسوخ ایک ہے
قرآن کا حکم ہووے کہ حکمِ زبور ہو

اظہارِ عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا
رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو

اسکے لیے ہے عشرتِ بزمِ وصالِ یار
اے دل مۓ شباب کا جسکو سرور ہو

ہے منتقی دعا مری خالق سے پیشِ حشر
ہو پاس یار جام شرابِ طہور ہو

دنیا مین یہی چور بناتا ہے عسس کو
اللہ کرے قطع کہین دستِ ہوس کو

دل دیتا ہون مین قامتِ دلدار کو اپنا
لٹکاتا ہو کہین نخلِ محبت مین قفس کو

جیساکہ یہ دل دامِ محبت مین پھنسا ہے
کم دیکھتا ہون مرغِ گرفتارِ قفس کو

نکلے ہین خط و خال لبِ یار کے نزدیک
اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو

دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو
اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخم دل شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا
خیاط ازل سے نہ سکا چاک قفس کو

رہتے تھے ہم آغوش جوانی مین بتون سے
اس پیری کے آتے ہی ترسنے لگے مس کو

کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا
توڑونگا نہ جب تک کہ مین اس تار نفس کو

بیماری اُلفت سے جو مین بچگیا ناصح
ٹلجاؤنگا اگلی کہین دو چار برس کو

دامن کا نشان ہی نہ گریبان کا پتا ہی
اے دست جنون مانتا ہون مین ترے بس کو

صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے
گلزار سے بہتر کہین سمجھون مین قفس کو

اے دل کبھی کھلنے کا نہین راز محبت
اس وحشت مین دوڑا نہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اُس طفل پریزاد کو نادان
کیون منتہی شعلے سے بھڑاتا ہی خس کو

برق کا رتبہ ملا ہی مست چشم یار کو
دی ہے شمشیر برہنہ مردم میخوار کو

یاد دندان مین دلا اشک روان نے رنگ کو
میری آنکھونے گرایا ثابت و سیار کو

تا صحرا اپنا سمند عمر کہتا ہے یہی
طے کرونگا ایکدم مین منزل دشوار کو

یہ مسلسل اشک گر پیدا کری حسن قبول
اپنی آنکھون پرسے وارون موتیون کے ہار کو

اشک پرتاثیر کو کیونکر نہ رکھون مین عزیز
دوست رکھتا ہے انسان طفل برخوردار کو

حلقۂ طاعت کا اُس محبوب کے دیوانہ ہون
سبحہ کو مانے کوئی پوجے کوئی زنار کو

پھاڑہی ڈالونگا مین اکدن نقاب روئے یار
پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو

تار باندھا ہے مرے اشک روان نے جسگھڑی
پانی پانی کردیا ہے ابر دریا بار کو

سیل دریائے محبت ہے مرے طبع روان
موج بحر حسن لکھون یار کی رفتار کو

مرگ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہی وہ شوخ
دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو

سوزش فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہون مدام
یون بغل مین پاتا ہون مرغ آتشخوار کو

دل مین جا دیتے ہو عشق گیسوی برہم کو
منتہی کیون پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو
عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

جنس دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت
مفت تب دین جو کہین ہمنے بڑی پائی ہو

صاف بن صورت آئینہ عزیز دل ہو
یار خود تجھین نظر آئے جو بینائی ہو

ناصحو فائدہ تمکو میرے سمجھانے سے
عاشقی کیجیئے اگر دعوۂ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتہی ایسا نہ ہو وے مری رسوائی ہو

نگہ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو
تیر کا تودۂ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو

شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو
یہ تو فرمایئے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو

مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آئے نہ آئے
پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو

پر لگا دیگا مرا شوق دل او ناصح
اوڑکے جاؤن گا مین دیوار سے در ہو کہ نہ ہو

آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین
ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو

ہے فروغ رخ روشن سے مرا دل روشن
اُسسے کچھ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو

مزرعۂ نظم سخن سلک جواہر ہے ہر اک
اس زمانے مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو

فتنہ کی جا ہی ضرورت ہے بتون کے دلمین
جگر سنگ مین فرماؤ شرر ہو کہ نہ ہو

آہ سے عاشق جانباز کی اشتباہ نہین
شیخ جی آپکا شملہ دم خر ہو کہ نہ ہو

رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون
بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو

اہل دنیا پئے دنیا ہے دنی جائے نہ جائے
بوم کا جنگل ویران مین گذر ہو کہ نہ ہو

رکھتا ہون کوچۂ قاتل مین قدم بڑھ بڑھ کے
اسکے پروا نہین کچھ دردش بہ سر ہو کہ نہ ہو

جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبۂ عشق
تن خاکی کو تری یار دو خر ہو کہ نہ ہو

شعر مین دست حنائی کی صفت لکھتا ہون
فکر رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو

راہ باریک ہے اسدرجہ ترے کوچے کی
آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتہی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب کبھو پا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمان پیر کو
آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بُتِ بے پیر کو — آفرین صد آفرین ہے صانعِ تقدیر کو
پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو — توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو
رام نقرون سے کیا اُس کافرِ بے پیر کو — آفرین صد آفرین کہنا مرے تقریر کو
دور سے دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام — کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو
نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین — مین دکھاؤنگا تمھارے چاند سے تصویر کو
صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے — مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو
زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال — چاہیئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو
بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا — روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو
خاکسار ایسے درِ جانان کے ہوئین سرفراز — کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو
خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب — حضرتِ آدم نے چھنوایا مری جاگیر کو
پھلے کیا کیا کی لگاوٹ پھانسنے کو دل مرا — کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتہی انسانِ بے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے باڑھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو — بھولے سے کبھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو
دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب — خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو
جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا — مُنھ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو
رندونکو نظر آئے رُخِ پیرِ خرابات — ارباب ہمم دیکھ لین اصحابِ کرم کو
تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے — ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو
کیا وامق و منصور ہوئے ملکے سرافراز — مین ڈھونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو
دھو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا — دکھلائینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو
دنیا کے عوض دین کو دین شاہِ زمانہ — زلفِ شبِ دیجور کرین زلفِ علم کو
دنیا کی ہوس کرتی ہے مضطر مجھے ورنہ — سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو
ہات آیا ہے جب دنسے مرے ملکِ قناعت — مستغنی ہون وہ داغ سمجھتا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ | مین خوب سمجھتا ہون حدوث اور قدم کو
جبدن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا | کشکول گدا جانتا ہون ساغرِ جم کو
منھ پھیرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
مین جانتا ہون منتہی پیاری ترے دم کو

قلقلِ مینا ہو بزم یار ہو | زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو
باغ ہووے مجھسا اک میخوار ہو | دورِ ساغر ہو بغل مین یار ہو
قوم کا نداف یا عطار ہو | ہے بڑا اشراف گر زردار ہو
پھر رہے پردہ دوئی کا کیا مجال | گرمئی وحدت سے تو سرشار ہو
دیکھین کس سے لاگ چلے رشکِ چمن | دیکھئے کس کے گلے کا ہار ہو
چٹ کیا فرہاد کو منصور کو | حضرتِ عشق ایک آدم خوار ہو
تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر | تیغ جی جینا تمھین دشوار ہو
جوہرِ ہمت دکھانا انگوٹھی | یا رجب پکھے ہوئے تلوار ہو
مردِ مفلس عشق بازی جب کرے | بیٹھے بٹھلاسے ذلیل و خوار ہو
اُسکے الجھن ہین خرابی کے دلا | جسکو اس دنیا مین ننگ و عار ہو
مرتے پھرتے ہو حسینون پر عبث | حضرتِ دل کیا ہے خوش کردار ہو
عشقبازون مین اُسے کوہی داغ | جسکے دلپر زخم دامن دار ہو
پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتہی بیٹھے ہوئے سے کا نہ

پھونک دی گر آتش گل خانہ صیاد کو | یہ گلشن ہو مبارک بلبلِ ناشاد کو
کس نے آرایش سکھائے اُس ستم ایجاد کو | ڈھونڈنے بیٹھے جا یا ظلم کی بنیاد کو
صاف آئینہ بنا خنجر بنا تیغین بنین | صانعِ قدرت نے کیا جوہر دئے فولاد کو
کون مجبورِ ازل کو شاد وصلت سے کرے | روشنی دی کون نابینائے مادر زاد کو

پر غلط ہین شاہ اہل کار ہین غافل تمام / کون بیکس کی زمانی مین سُنے فریاد کو
خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز / خوب دیکھا ہمنے تیرے عالم ایجاد کو
نفس امارہ کو اپنے قتل کرتا مین ہو / بیٹھہ راحت سے جہان مین مار کر جلاد کو
پہلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے / ہو مبارک مژدۂ خواب عدم فرہاد کو
خسرو گل آئے ہین باد بہاری پر سوار / نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو
ہو گئی پنہان بہار حسن اُس مغرور کی / کر دیا نظروں سے غائب گلشن شداد کو
ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال / اسلیئے تکلیف مین دیتا نہین اُستاد کو
کیا چمن مین پھر ہوا باد بہاری کا گذر / ڈہونڈتے ہین یار پیر یو اسطے فساد کو
نغمۂ بلبل اگر سننا ہے تجکو باغبان / چھوڑ اچھا نے ندینا باغ مین صیاد کو
نخل بند باغ عالم صانع روز ازل / آفرین صد آفرین کہیئے تیرے اُستاد کو

جام مے ہو یار ہو پہلو مین فرش خاک ہو
اور پھر کیا چاہیئے اس منتہی آزاد کو

آزمانا ہے مجھے کار رستم ایجاد کو / دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہر فولاد کو
صید وہ ہون صیدگاہ عالم ایجاد مین / ڈہونڈھتا پھرتا ہون ہر دم آپ مین صیاد کو
بے اُٹھائے رنج کب ہوتا ہی کوئی سرفراز / دی شہادت جان شیرین کے عوض فرہاد کو
زیب قد دیکھے جو گیسوئے اُس بُت پریچ کا / بار ہووے اپنا طرہ قامت شمشاد کو
کار زار جنگ حسن و عشق یہان درپیش ہے / ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو
داغ آتش خوردہ دل مین ہی مرے عشق کا / صورت خاشاک پھونکے کورہ حداد کو
پختہ مغزان جنون کے خون لینے کی ہی فکر / فصد کی حاجت ہوئے ہے اندنون فصاد کو
قتل کر کے عاشق دیوانہ بیجرم کو / کر دیا آزاد تو نے بندۂ آزاد کو
سبزۂ خط دیکھین گر نیرنگ حسن یار کا / عشوہ ارژنگ بھولے مانی و بہزاد کو
دو رہے گردون کا مین دل سے ہوا جو صفر کو / پھینک دو لنگا کھود کر مین ظلم کی بنیاد کو
عشق نے کیسا کیا قارون کو پیوند زمین / دیکھنے ہرگز ندی سیر ارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لئے جام شراب
ڈھونڈھتے ہین رند مے آشام سب زہاد کو

رند مے آشام کو ناحق یہ کہتا ہے برا
اندنون مستی چڑھی ہے کسقدر زہاد کو

اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کنارا کر گئے
جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو

دل نہین قابو مین اس سفاک کا ہمنے کیا
سر کیا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لئے کوئی توکل سے اٹھاتا ہی قدم
منتقی کیون بھولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرا پانی جگر لہو ہو
رستم گر اپنے رُو برو ہو

پوری مری دل کی آرزو ہو
اس منزل دل مین یار تو ہو

گریان وہ شان آبجو ہو
جس دل کو نہ تیری جستجو ہو

سمجھائے غرور حسن تیرا
آئینہ کبھی جو روبرو ہو

موسم مین گل کی آرزو ہو
ہم رند ہون بیعت سبو ہو

کیون مرغ سحر سحر کو بولا
ہو کند چھری ترا گلو ہو

نالہ کرون گر مین کھولکر دل
گلزار برنگ دشت ہو ہو

بھر کر دیا جام مے چمن مین
ساقی دنیا ہو اور تو ہو

دشمن ہے یار ناموافق
کیا ہی حسین خوبرو ہو

وے پیر مغان جو مے کا ساغر
رندون مین ہمارے آبرو ہو

مانند مہرو مہ شب و روز
دلکو میرے تیری جستجو ہو

ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار
دشمن کیا ہی زرد رو ہو

تو شاہ ہی مین گدا ہون پیارے
کیونکر مرے ترے گفتگو ہو

صد چاک ہے اپنا جامۂ تن
کس جا بخیہ کہان رفو ہو

بد کہتا ہے میکشون کو اے شیخ
برباد نہ تیری آبرو ہو

تو ہمکو پرایسے ہے زیادہ
معشوق ہے وہ جو تیغ خو ہو

گر دست حنائی اسکے دیکھے
حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتھی ابر ہو چمن ہو
معشوق ہو اور آبجو ہو

پہچین گے لعل بدخشان نہ تری لعلونکو — مہر و مہ سمجھو نہین جانین گے تری گالونکو
روندنا خوب نہین جانکے پامالونکو — لوگ اچھا نہین کہتے ہین بُری چالونکو
صدمۂ درد جدائی جو کچھ ہین وقف — گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مری نالونکو
کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم — گر دکردیگا وہ دنیا کے ہرم سالونکو
کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے — گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو
عشق کا بار نہ بندہ کرے کبھی اُٹھے گا — کام یہ دیجئے بیگار کے حمالونکو
بس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد — فلک اللہ بچالیے تری ڈھالونکو
بار گیسو ہمین رخ پر ترے لہراتے ہین — باغ مین پھرتے ہین صیّاد لئے جالونکو
عشق اُن گیسوون کا رکھتا ہی دلمین لیق — آستین مین تو عبث پالتا ہے کالونکو
واعظونسے نہین ملتا ہین سبب کبھی — جانتا مین نہین ان پیچ کے دلالونکو
جگر و دل کو مرے کس نے ہلایا یارب — کسنے پہچین کیا گو دیون کے پالونکو
جو کہ خود رفتہ ہی عشق سے رہتے ہین مدام — رند کہتے ہین دلا ایسے ہی متوالونکو
سنبلہ گردشِ گردون مین رہے تا بہ ابد — دیکھ لے اُسکے اگر سر کے کھلے بالونکو
رشک سے ہوئین ستارے صفتِ چشم خجل — دیکھ لیوین رُخِ محبوب کے گر خالونکو
بار گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی — نہ اُٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو
پھر عبث ورد بے دنیا سے دل ہوتا ہی — منتھی ہان کہا چھوڑ دے ان جالونکو

ہائے ہوز

عشقِ انسان ہی یا بلا ہے یہ — مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ
قتلِ عشاق پر نہ باندھ کمر — کام اچھا نہین بُرا ہے یہ
مری آہ و فغان کو سنکے کہا — درد فرقت کا مبتلا ہے یہ
نیک و بد جو کہ آپ کہتے ہین — نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گرد ہوس سے پاک ہے دل — آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد ہے جو وارفتہ — بخدا قید سے رہا ہے یہ
گردش دہر درپے دانا — صفت سنگ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھون — اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین — منتہی تیری انتہا ہے یہ

ولہ

دل نہین قابل جفا ہے یہ — طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین — عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھ مین لیکے دیکھ تو دل کو — آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غنچے ہنستے ہین — طرفہ یارو ماجرا ہے یہ
آب شمشیر قاتل دکھا کے کہا — مرض عشق کی دوا ہے یہ
قیصر روم کا نہ پوچھو حال — یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکر کہا — زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتل عشاق بے گناہ نہ کر — دیکھ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز — یاد رکھ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہوئیگا بھلا تیرا — ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہیئے — کس کی باندھی ہوئی ہوا ہے یہ
گل پژمردہ دیکھکر بولا — کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس — چمن عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھ — اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے یہ کہتا ہے — مرض عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاق صنم مین تڑپانا — عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سے صحبت ہے — رند کہتے ہیں پارسا ہے یہ
بھلا جان کر مجھے اپنا — بولا ہاں قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہیں مری سنیں تو کہا — دیکھ لو دامن صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہیں دردِ فرقتِ یار — میرا مدت کا آشنا ہے یہ
راز چھپتے نہیں مرے دل میں — صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی میں شکلِ موج و حباب — آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکینِ حسن زخمِ دل پہ مرے — ہے نمک پاش کیا مزا ہے یہ
منتہی دخترِ رز پہ مرتا ہے
بزمِ رندان میں پارسا ہے یہ

سودا ہے زلفِ یار کا یون اپنے سر کے ساتھ — داغِ جگر ہے جیسے ازل سے قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ قمر کے ساتھ — اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل میں مقیم ہے — سو آفتیں لگے ہوئے ہیں ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش — میرا چراغِ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسایہ یار ہوتا ہے ہمسایہ ضرور — رہتی دلگی میری دلکی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اڑتے ہیں پیری کے ہاتھ سے — افسوس چھوٹتے ہیں مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا — کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجیے جو پسند یار ہو یار کو — وہ آہ کھینچیے کہ نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجھسے یہ بار بار — خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہے داغِ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز — تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پہنچے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے — اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجکو اسنے منھ پر آئینہ — ہو گیا حق میں مرے سدِ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجھسے دلبر آئینہ — ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارضِ گلرنگ کا
دیکھتا ہے منھہ کو سو سو بار لیکر آئینہ

پھر پھرا آتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار
حال میرا اسپہ کرتا یون کبوتر آئینہ

سادہ لوحی اسکی کچھہ دلکو پسند آتی نہین
ہر کس و ناکس کے منھہ چڑھتا ہی دن بھر آئینہ

روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھہ پر نقاب
سخت حیران ہون چھپا کیون منھہ دکھا کر آئینہ

ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا
ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ

عکس افگن جب ہوا اسمین رخ رنگین یار
ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ

ہو گئے ایکبار خود سر دیکھکر ظالم حسین
کیا غضب ڈھایا بنا کر او سکندر آئینہ

جلوۂ حسن صنم آتا نہین دل مین مرے
میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ

کھو دیا اسکا فروغ حسن خط و خال نے
روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ

مانع نظارہ ہوتا ہی یہ اکثر سنگدل
توڑ ہی ڈالونگا مین اکدن منگا کر آئینہ

دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی
کیا ہی پچھتاتا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ

شیفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا
ہاتھہ سے چھٹتا نہین اس مہ کے دم بھر آئینہ

کونسے دل مین نہین جلوہ تمھارے حسن کا
ایکجا رہتا نہین رہتا ہی گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھہ اس سے ہرگز منتہی
حال دل روشن ہی میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہی میرے پیام وصل پر جانا نہ یہ
فصد لو اسکی ہوا ہی آجکل دیوانہ یہہ

پرسون ہی سے دل ہی شیدا نور حسن یار کا
مدتون سے ہی چراغ طور کا پروانہ یہہ

حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فرد عمل
وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہہ

انکو بخشش کا بھروسہ انکو طاعت کا گھمنڈ
عادتِ زاہد وہ ہے خصلتِ رندانہ یہہ

ساقی بدمست کی الفت کو دل بھی چاہیے
وہ مئے پرشور اسکے واسطے پیمانہ یہہ

خالِ روے یار کی دل مین جگہ ہو وے ضرور
ناصحا اس کشت کی خاطر ہی زیبا دانہ یہہ

بود و باشِ آدم خاکی بیان مین کیا کرون
ہی مگر باغ جہان مین سبزۂ بیگانہ یہہ

دور دورِ جام مینا کب سے ہی اس دہر مین
مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہہ

عاشقِ مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر
قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ

اس مسیحا کے رُخِ روشن کا دل شیدا ہوا
بنگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ

لے دل صد چاک کو میری جو ہووے کچھہ شعور
ایسی زلفون کے لئے زیبا ہی پیاری شانہ یہہ

مین کہان سچ ہی کہان ملک دکن کی سیر سبز
کھینچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ

ہو گیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید
بنگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ

تیغِ الفت سے نہ منھہ کو موڑنا او متقی
کہتے ہین ہم سے ہمارہو ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ
یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ

ہو ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ
سرو چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ

ہو جائیگا اکروز وہی شمع ہدایت
جس دل مین ہے داغِ سرِ سودائے مدینہ

یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے
ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ

بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی
سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یاد ہی روزِ ازل اُسنے کہا کیا کیا کچھہ
بر خلاف اُسکے یہان تونے کیا کیا کیا کچھہ

حور دی خلد دیا قصر دیا رہنے کو
مجھہ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھہ

سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے
رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھہ

گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار
سامنے آنکھون کے بندے کے ہوا کیا کیا کچھہ

تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل
ہمنے بازار سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھہ

آسمان مہر فلک روئے زمین عرشِ برین
بیشتر اس سے خدا نے ہوا کیا کیا کچھہ

بابِ فردوس و درِ روضۂ رضوان زاہد
بند ان آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھہ

نزع کے وقت مین پوچھون گا کسی منعم سے
ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھہ

وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا
اب سجھاتی ہی مجھے فکرِ رسا کیا کیا کچھہ

شدتِ رنج و الم صدمۂ دل سوزِ جگر
فرقتِ یار مین مجھپر نہ ہوا کیا کیا کچھہ

وبرکو پوجا حرم کو کئے گاہے سجدے
کرلیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ

جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہی اسکا
غور ہین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ

گوش پر جام کے منھہ رات کو رکھکر اپنا
کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ

داغ دل خون جگر آتش غم درد فراق
ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتھی زور بدن قوت دل چالاکی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقت سحر کیا فائدہ
کھینچنا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ

جب بہار گلشن عالم مین ہووی تازگی
مرغ دل پھاندے اگر بے بال پر کیا فائدہ

سایۂ زلف پر پرورش سے ہین باطن مین دور
ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ

میری گردش کے مقابل کس طرح ہون اے فلک
روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ

جان جائے عشق جانان مین تو کچھ نقصان نہین
شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ

عشق جسکے ساتھ ہو موت اسکو خوب ہے
نیک جب صحبت ہو کرنا سفر کیا فائدہ

بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا ہمیشہ
بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

لیگیا ہے خط مگر لیکر جواب یار کو
تا دم آخر نہ آیا نامہ بر کیا فائدہ

دل لگا اہل وفا سے تا کبھی نقصان نہو
بیوفا کی دوستی سے ای بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

ثبت عشاق دکھاوی تو شجاعت اپنی
کبھی قاصر نہین ہونیکی یہ ہمت اپنی

یار سمجھے تھے جسے ہو گیا اغیار افسوس
اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی

سامنا رہتاہے ہر وقت شب فرقت کا
شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی

دل وجان دینکو تیار ہین ہوجاتا ہو
اک زمانے سے نرالے ہے سخاوت اپنی

عشق بازی کی بری قدر حسینونکو نہین
مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی

خار صحرا کے دکھاتے ہے کہ گلشن کی بہار
دیکھئے لیکے کدہر جاتی ہے وحشت اپنی

صحبت غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر
کوئی انسان بھی بیان کرتا ہی ذلت اپنی

چاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی
ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی

جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا
اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی

ای بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن
دور پہونچی گی مریجان شکایت اپنی

بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہی
نکلی ہی جاتی ہی ہاتو سے طبیعت اپنی

نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا
منہہ نہ پستی کا کبھی دیکھی گی ہمت اپنی

خط کے آنے پہ سنوگے مرا حرفِ مطلب
آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی

ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا
ہی ہر اک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مداوای تب ہجر نہین
منتھی کون نہین چاہتا صحت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم سمجھے
پھلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے

صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب بیہم کر
دریا کو تم قطرہ سمجھے قطری کو مثل یم سمجھے

گردش مین جو گردون دیکھا جاتا عاشق ہی اُس مہ کا
خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے

جسدم کہ مسلم کو دیکھا جاتا ہے گذرگاہِ عاشق
جس جا پہ نقش حب پایا اُس یار کا نقش قدم سمجھے

عکس نیرنگی حسنِ صنم اسمین جو پڑا منہہ ہم
اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم سمجھے

ہم سے عاشق مفلس کی ہتی دلہن جا سو غیر کو دی
محرم کو نامحرم سمجھے نامحرم کو محرم سمجھے

لاشے کو مری اُٹھنے نہ دیا ناصح اسکا یہ باعث تھا
اُنکو جو گمان بد آیا یہ بھی میرا اک دم سمجھے

دریائے راز محبت کو سیلاب صفت ہر در کا کیا
جو خالق مالک ہی میرا تجھسے او چشم نم سمجھے

آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سی
صورت تیری او ماہ لقا ہم مثل نظر ہر دم سمجھے

جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی مین کیا
دو ہی سمجھ کر وہ ہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے

گر دور دیا بیکا ساقی چلو مین میری محفل مین
شائق تھے ہم اسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے

پابند ہوئی زفرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا
غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ محرم کو نسیم سمجھے

اے منتھی نام وصلت سے تیور انکے کیسے بگڑے
وہ عین خوشی کی باتو نسے بیزار ہوئے کیا غم سمجھے

عیسیٰ وقت سے لڑائی ہے — اے اجل کیا تری بن آئی ہے
سرمۂ چشم نے تیرے پیارے — کیا مجھے دور کی سجھائی ہے
مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو — چرخ کا کاسۂ گدائی ہے
شاہ مانگے خراج ہر جا سے — یہ بھی اک طور کی گدائی ہے
جسکو کہتے ہین یار تیغِ فراق — ہم سے مدت سے آشنائی ہے
چشم باطن سے دیکھ او ناداں — اُسکی ہر رنگ مین سمائی ہے
اُسکی تیغِ نگاہ ہے ترچھی — کسی عاشق کی موت آئی ہے
بھیجتا ہون اُسے پیام وصال — یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے
چھپکے آئیگا یار پردہ نشین — منزلِ دل مین گر صفائی ہے
ہمسے عاشق سے پردۂ عصمت — طرفہ صاحب کی پارسائی ہے
آتش گل سے بارہا ہم نے — بطِ مے بھون بھون کھائی ہے
قفس تن شا یا پیری نے — روح کو مژدۂ رہائی ہے
یار آتا ہی یار آتا ہے — کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے
ان بتون نے کھونگا حشر کے دن — بے اجل مارا ہے دوہائی ہے
سوتے ہین زیرِ خاک شاہ و گدا — بوریا ہے نہ چارپائی ہے
تھکے سوئے ہین رہروانِ عدم — کیسی غفلت کی نیند آئی ہے
تنگ دل کیون نہ ہون مین اہلِ سخن — قید بلبل کی خوش نوائی ہے
دیکھکر اُسکو آپ مین رہنا — یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتہی جانتے ہو پسے دنیا ہے
دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی — چڑھی ہے جو سر پر اُتر جائیگی
جدھر کو مری چشم تر جائیگی — اودھر کام دریا کا کر جائیگی
زمانیکی ایذا کا شکوہ نکر — گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلے گا تجھے عشق بازی کا حال — یہ حرص و ہوا جبکہ مرجائیگی
مرے جسم خاکی سے ہو کے جدا — یہ روح رواں پھر کدھر جائیگی
مرے نغمون سے عندلیب چمن — کہان اوڑ کے تو مشت پر جائیگی
توجہ تری اُو بت بیوفا — مرا کام آخر کو کر جائیگی
بہار چمن جبکہ ہوگی خزان — مری وحشت دل کدھر جائیگی
اگر جذبۂ دل یہ قابو رہا — شب وصل کی پھر ٹھہر جائیگی
کھنچی ہے جو تیغ محبت دلا — یہی ایکدن تیرے سر جائیگی
چڑھی ہو گی کچے گھڑے کی جسے — اُترتے اُترتے اُتر جائیگی
قمار محبت مین گر آہ کی — یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے اہل تقی
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالم ہستی کا یارب کچھ عجب انداز ہے — یہ نہین معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے
کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشق جانگدا — مرغ دل پہلو مین ہے یا طعمۂ شہباز ہے
دار فانی مین ہوا کہہ کے حق وہ خوشنما — عشقبازون مین مگر منصور بھی ممتاز ہے
راستی پر اہل دنیا کی نہ جا ہرگز دلا — زور کا پتلا ہے یہ عالم سراپا آز ہے
ہر کہین عاشق کہین معشوق اکجا رند پاک — ناز کا تیری ہر اکجا پر نیا انداز ہے
مہر و مہ گل تکیہ ہین جس یار عالی جاہ کے — چرخ اطلس بھی اسیکا فرش پا انداز ہے
گاہ باتین رنج کی کرتا ہے گاہی عیش کی — یہ نہین معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے
فقرے دیتا رہتا ہے وہم و گمان کے روز و شب — نفس امارہ مرے پہلو مین اک غماز ہے
بچ نہین سکتا ہے دل تیر نگہ سے ناصحو — دیدۂ جانان ہے یا کوئی قدر انداز ہے
سیر گل ہووے مبارک باغبان اُسکو مدام — جسکو گلزار جہان مین طاقت پرواز ہے
ڈرتا ہے دل مین اُنکے وسوسے کیا عزیز — خانۂ اللہ مین شیطان خلل انداز ہے
آہ نے مجکو کرایا دل سے اُس محبوب کے — فرد قسمت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

عجز میرا جبکہ قاصد سے سُنا اُسنے کہا
اُسکے باتون پر نجانا منتقی دغاباز ہے

دل تو طرفِ دیر و حرم کیون نگران ہے — معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے
رندانِ قدح خوار کی گویا رگِ جان ہے — موجِ مئے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے
منصور سے صادق کو سرِ دار پہ رکھا — نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے
ایدل نہ ذرا عشرتِ دنیا پہ خوشی ہو — یہ سود وہ ہے جسمین کہ آخر کو زیان ہے
تم ڈھونڈتی پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن — پہلو مین مرے روزِ ازل سے وہ نہان ہے
مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا — بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے
دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبطِ فغان کا — ظالم مرے قابو مین دلِ زار کہان ہے
دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت اُنکی — آنکھون مین بصارت مری قابو مین زبان ہے
میخانہ تو ہے رند خرابات کا مسکن — جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے
وہان صدمۂ محشر ہی یہان ہجر کا کھٹکا — راحت ترے بندیکو یہان ہی نہ وہان ہے
ابتک وہی سودا ہے سرِ زلف بتان کا — ہون پیر نود سالہ مگر طبع جوان ہے
اے بادِ صبا کہیو یہ مرغانِ چمن سے — گلشن مین پڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے
اے منتقی پھر تجکو سرافراز کری کون — ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثار روئے بتِ شوخ شنگ ہے — قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے
زیبائش جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے — تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے
مسکن جنونِ عشق کا صحرا ازل سی ہے — اس دشتِ ہولناک کا نندہ پلنگ ہے
دریائے فنِ عشق کا غواص ہون بڑا — اُس بحرِ بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے
کرکے خضاب پیتا ہے جامِ شرابِ سرخ — اے شیخ بیحیا تری ڈاڑھی پہ ننگ ہے
باتون مین کس طرح سے حسین جیتے ہین دل — حیران ہون بحال مری عقل دنگ ہے
دل مین ہے مین نے ہزار ارزو کو قتل — کہتے ہین مجکو یار بڑا خانہ جنگ ہے
چین جبین مین سب ہے بتِ بحرِ حسن کی — مین جانتا ہون موجِ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پر داغ کا کہون   چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی ہے چاندنی کی طپش روز حشر کی   بی یار یہ پلنگ مثالِ پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھہ بھال جو ہر سمت ناصحو   باقی مئے شباب کی ابتک اُمنگ ہے

مٹتی نہین ہے خواہش دل اُسکی منتھی
یہ نفس بیحیا ترے ہاتھونسے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے   پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے   کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پھلوین طبیعت ہی شاد   یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رویونکی رہتی ہے تلاش اسدل کو   کس کا یہ طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار منگا کر ہر دم   حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خطِ سبز آتا ہے رخ پر ترے او مایہ ناز   آئینہ مائلِ زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف ہین یہان کتنے زلیخا کردار   لکھنؤ مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے

منتھی منھ وہ لگا دی بت ہرجائیکو
زیست سے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغ رخ تری بالون کے سامنے   جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے   بیڈھنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ و فغان سے بند   خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جاتے ہو تم عبث پے اغیار شاہِ حسن   ہوتے نہین شریف رزالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے گئے   کہتو صبا یہ گیسوؤن والونکے سامنے
کرنا تو اُسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر   جانا نہ مرغِ دل کبھی جالون کے سامنے
چشمِ صنم کی دیدنے گم ہوش کر دئے   بھولا ہون جو کڑی ہین غزالونکے سامنے
پردہ نشینِ یار کا احوال کیا کہون   رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتان ہند پہ شیدا ہے دل مرا   مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

کہتے ہین جسکو اختیار منتہی
یہ ٹھیرتے نہین مرے چھالونکے سامنے

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے
کب گنبد گردون تہ و بالا نہین کرتے

کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے
کب دیدۂ تر صورت دریا نہین کرتے

بیمار محبت کا مداوا نہین کرتے
ہم جاؤ نہین اپنا مسیحا نہین کرتے

دل پاک رہے یار کدورت سے جہان کی
یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے

دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا
یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے

ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرت مجنون
بھولے سے بھی منھہ جانب صحرا نہین کرتے

ہو ضبط فغان مملکت عشق کے اندر
اس بات کا عاشق تو اجارا نہین کرتے

اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

دل لیکے سر زلف کا بوسہ نہین دیتے
اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہہ ہو جو مرے دل مین تمھاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عز و جلال کے
شیشے بھرے ہوئے ہین مے پرتگال کے

کیا کیا مزے اٹھائے ہین رنج و ملال کے
پہلو مین دل سا دشمن جان پال کے

دربان نہ ہو سد راہ در خوش جمال کے
کچھ پر بند ہی نہین مرے مرغ خیال کے

صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے
چھینٹے نہ دیجئے عرق انفعال کے

پہنچا ہے انکے ایک اشارے مین مرغ دل
حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے

غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان
یہ قمقمے بھرے ہین کسی نے گلال کے

اک شعبدہ ہے بزم جہان یار ساقیا
ساغر شراب سرخ کے شعلے ہین زال کے

شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروے یار کا
نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے

گلہای باغ دہر مین بوئے وفا نہین
پتلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آینہ — رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے
کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رندِ پاک — پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے
قائل ہین جسکے شیخ برہمن ہین معتقد — ہم شیفتہ ہین اُس صنمِ بے مثال کے
دنیائے دون پرست کے درپئے نہ ہو دلا — مارے ہوئے جوان ہین اسی پیرزال کے
دربان تو سدِّ راہ نہ ہو کوئے یار کا — کر بند راستے مرے پیکِ خیال کے
آیا پیام وصل یکایک جو یار کا — معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے
دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر — کیا دیدئے جواب ہمارے سوال کے

منعم جہان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرتا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے رُوح ہجر مین تن سے جدا ہوئی — قید قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی
دیوانہ کر گئی جب ادھر کی ہوا ہوئی — ہمکو شمیم کاکل پیچان بلا ہوئی
دیوانگان عشقکو دست جنون مین بھی — ہر شاخ بید سایۂ بالِ ہما ہوئی
وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی — وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی
آوارگان دشت کی مٹی خراب ہے — بھٹکی گئی اُدھر کو جدھر کی ہوا ہوئی
کثرت نے وصل یار کی دیوانہ کر دیا — اُتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی
ایذا اُٹھا فراق کی کس سے گلا کیا — راضی رہا اُسی پہ تری جو رضا ہوئی
فکرِ بلندِ عشق نے گم ہوش کر دئے — سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی
باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار — دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی
فرہاد بے ستون کے فسانے سے یہ کھلا — ڈھایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی
راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہمین — جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدھر تھے کدھر کی ہوا ہوئی

منتظر روح گنہگار کی ہے — دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے
چال ظالم وہی رفتار کی ہے

کھینچ لائے اسے جب دم چاہی
یہ کشش اپنے دل زار کی ہے

تیغ پر ہاتھ دھرا جب پوچھا
کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے

زاہدا عاشق مفلس کو فقط
آرزو دولت دیدار کی ہے

قفس تن میں پھڑکتا ہے دل
یہ روش مرغ گرفتار کی ہے

دہن زخم پہ اپنے قاتل
صاف پھبتی لب سوفار کی ہے

شاخ سنبل جسے کہتے ہیں یار
زلف وہ اپنی شب تار کی ہے

سخت جاں ہنستے ہیں منہ پر قاتل
بھاڑ کیسی تری تلوار کی ہے

دیکھ کر ہوتے ہیں چپ چپ ہمدم
اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے

حلقۂ گیسوئے پرخم میں ترے
ساری صورت دہن مار کی ہے

شربت وصل طلب کرتا ہے
کیسی عادت ترے بیمار کی ہے

رونق کوچۂ دلبر کے حضور
دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے

کثرت دولت دنیا منعم
پوٹ گویا کہ خس و خار کی ہے

بوسہ لب نہیں دیتے پیہم
بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے

خوبی زلف و رخ یار نہ پوچھ
آبرو کافر و دیندار کی ہے

منتہی ہے جو تڑپتی رگ جاں
فرقت اک صاحب زنار کی ہے

کہوں کیا تم سے حال جسم خاکی
مرے نظروں میں گٹھری ہے ہوا کی

وفاؤں پر مری تو نے جفا کی
بت کافر تجھے رحمت خدا کی

بنا کے جنت ہفتم پہ بنا کی
تمہارے دل میں پیارے جس جا کی

اگر خال سیہ بس کی گرہ ہو
تمہاری زلف بھی ہے کس بلا کی

نہیں قابو میں اپنا دل کسی کے
یہ کشتی ہے مگر بے ناخدا کی

ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا
مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقتِ نزع تو بالین پہ آیا | مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کرون | مین راضی ہون جو مرضی ہے خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظرون مین ٹھرا | کسینے بھی تمھارے دلمین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو | قسم کھاتا ہون او کافر خدا کی
جو سایۂ بید کا دیکھا زمین پر | سیہ کملی مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبۂ دل اُس پریکو | اوڑی ہی تاثیر کیا میری دعا کی

دیا نقدِ دل و دین بیوفا کو
ہمارے منتقی نے انتہا کی

صرصر گیسو ہلا رہی ہے | سر پہ کالی کھلا رہی ہے
وقت مین خون رولا رہی ہے | تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغو نے دل جلا رہی ہے | الفت سکے بٹھا رہی ہے
دامن مین ہے تیرے بوئے کاکل | کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپِ ہجر کچھ نہ پوچھو | دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جیسی ہوئی ہے جفا طبیعت | برسون ہی مبتلا رہی ہے
کسرا محل نہ طاق حرم ہے | ایدل کسکی صدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر | تقدیر پہاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری | دو دن اچھی ہوا رہی ہے
اوڑتی ہے خاک اوس جگہ پہ | برسون جس جا فزا رہی ہے
یہ نبت عنب بہارِ گل مین | یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لائی نہین بوئے یار نکہت | اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھی کبھی جوان رعنا | اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا بلبل | شبنم پانی جو آ رہی ہے
یہ فصل بہار بیخودی کا | رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن مین عروس گل کے اوپر — شبنم موتی لٹا رہی ہے
بھولے نہین گل چمن کے اندر — وحشت آنکھین دکھا رہی ہے

فقرے سے لے آئے اُس صنم کو
کیون منتقی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے — غضب مین جان دل بیقرار رکھتا ہے
گلِ چمن نہ دُرِ شاہوار رکھتا ہے — بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا — پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جُدا جُدا ہے حسینان دھر کا انداز — ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب حسن سے اللہ آدمی کو بچالے — چلے یہ پیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہون خاکساری مین — طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے — گرہ مین دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سُنا ہے جب سے کہ ہین دفن اسمین عاشق زار — قدم زمین پہ نہین وہ نگار رکھتا ہے

ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کہتا ہے
کہ منتقی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہون جب سے مہر و محبت کے دام سے — پھلا کے پاؤن سوتا ہون ہر روز و شام سے
آئی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے — صیاد ہوشیار خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفسِ تن سے چھٹ کے روح — کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے — اگر بغل مین دلِ داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے — ہوا کے دم سے یہ مشتِ غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے — نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار مین تجھے نالے سناؤنگا بلبل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کھلونگا یار سے اگر ذرا منھ پھلا کے — مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشمِ حقیقت سے دیکھ او غافل — کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمین فردا ہو یا پسِ فردا — ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصد کعبہ کا خیالِ خام ہے — کچھ نہیں وہان ہے خدا کا نام ہے
خاک مین ملنا ہمارا کام ہے — خاکسارون کا اسی مین نام ہے
عاشقی جسکا جہان مین نام ہے — زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے — دورِ دورِ رندِ مے آشام ہے
پیشتر پڑتا رہے پائے طلب — منزلِ مقصود زیرِ گام ہے
یہ کہا سنکر پیامِ وصل کو — کام سے اُسکے ہمین کیا کام ہے
راست گو دورِ قمر مین زاہدا — صبح کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیرِ زلفِ عنبرین — میری نظرون مین اودھ کی شام ہے
راستی چاہیے جو زلفِ یار سے — اُسکو سودا ہے خیالِ خام ہے
تارکِ دنیا ہے جب سے منتقی
مثلِ بیوہ مادرِ ایام ہے

دل مین بھری ہوئی ہے ہوس عز و جاہ کی — گٹھری دبی ہوئی ہے بغل مین گناہ کی
شاید کہ دل مین دردِ محبت نے راہ کی — کانون مین آ رہی ہے صدا آہ آہ کی
دل ہے نہین مرا تپِ دوری پھنک رہا — جلتا ہے مہر داغ ہے چھاتی پہ ماہ کی
خود رحم کیجیے دلِ امیدوار پر — آپ ہی نکالیے کوئی صورت نباہ کی
نفسِ حریص کو ہے توکل کی کرے فکر — اُلٹے سنو کہ گھات مین ہے چور شاہ کی
دنیا مین بے کرم کو کوئی پوچھتا نہین — مٹی خراب ہوتی ہے بے آب جاہ کی
نقشِ سجودِ حق سے جبینِ نیاز پر — سر خط پہ اپنے مہر ہے عادل گواہ کی
مدت سے میکدے پہ نکلتا ہے دم مرا — صوفی مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے — معلوم ہو گا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحتِ پیرانِ پارسا
ہے منتھی مفید ہوا صبحگاہ کی

کون ایدل الفتِ زلفِ دوتا پیدا کرے
کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے

دولتِ دنیا نہ یہان تاج ولوا پیدا کرے
آدمی دل مین ہر اک کے اپنے جا پیدا کرے

تیز عقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے
جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے

اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسنِ یار کا
بوئے گل کو دامنِ بادِ صبا پیدا کرے

دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار
آدمی کو چاہئے خوفِ خدا پیدا کرے

نور کا بکّا نکالا جسنے مشتِ خاک سے
بیضۂ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے

سنکے احوال محبت کو مرے بولا وہ شوخ
ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے

دم بھرین پیرِ مغان کا شیخ و زاہد اے فلک
فصلِ گل ایکی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے

مجسا عاشق آپ سا معشوق تب ہو کیا عجب
جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے

جان لے یا صبر دے دلکو خدائے دوجہان
یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے

آہ و نالہ صورتِ تاثیر گر سے جسگھڑی
حال عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے

شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و داد و تخت و تاج
در دگر دل مین ترے عجز گدا پیدا کرے

جنگ ہفتاد و دو ملت سر کرے اکبات مین
منتھی جو تیغ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین بشر کے جوہر ذاتی اگر رہے
وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہل نظر رہے

یون انتظار یار مین ہم عمر بھر رہے
جیسے نظر غریب کی اللہ پر رہے

وقفہ حیات و موت کا مد نظر رہے
شکل حباب بحر جو باندھے کمر رہے

گاہی اودھر کو گاہ اودھر سے ادھر رہے
ہم خاکسار صورتِ گرد سفر رہے

اہل ہوس تجھے ہوسِ سیم و زر رہے
جبتک جہان مین ذرۂ شمس و قمر رہے

اے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے
یہ وہ جگہہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے

اکبار باوفا کی رہی عمر بھر تلاش
برسون جہان مین طالب خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حُبِّ حبیب سے — شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے
خنجر بکف ہین اسکے خریدار سیکڑون — بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے
جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے — کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے
ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے — آئے تھے دور دور سے تھک تھک کے مر رہے
صیاد دیکھ لونگا تری دام داریان — بچکر بہار تک جو مرے بال و پر رہے
ہر اسطرح سے خانہ دل ہین مقام روح — جیسے کسی جگہہ پہ مسافر ٹھہر رہے
جسجا پہ ہوسئے یار وہین ہو بہار گل — جسجا ڈھلے شراب وہان ابر تر رہے
جسوقت بزم مین رخ انور ہو بے نقاب — سکتے مین شکل آئینہ بھر دون قمر رہے
بیمار و تندرست کا بنتا نہین ہے ساتھ — ہاتو نسے دلکے دیکھئے کیونکر جگر رہے
کیا کہئے بے ثباتی عالم کو ناصحو — کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے
مفلس کے ہم چراغ تھے عہد شباب مین — پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے
موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے — یہ وہ خبر ہے جسسے کہ ہم بے خبر رہے

باغ جہان مین سایہ شمشاد کیطرح
اس منتھی کا پاؤن پہ اُس تلکو سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے — جائیے بھی کہین خدا کے لیئے
دل دیا تھا تمھین جفا کے لیئے — ہو تمھین آئے خدا کے لیئے
تیرے بازار دھر مین گردون — ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لیئے
پاؤن ہین کوچہ توکل مین — ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لیئے
آ کبھی تو مرے قفس کیطرف — اے نسیم چمن خدا کے لیئے
ہے تہ خاک فرش خاک لگا — شاہ کے واسطے گدا کے لیئے
دم بھرکتا ہے طوف کعبہ پر — دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار دشت جنون
منتھی سے برہنہ پا کے لیئے

جیسے ذوقِ بادہ پرستی نہین ہے — مرے سامنے اُسکی ہستی نہین ہے
جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے — دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے
طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین — وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے
کہا مول ہر اک نگھہ جنسِ دل کا — وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے
پھٹکتے ہین نالے مرے آسمان تک — بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے
جو انا ان گلشن کی کثرت تو دیکھو — کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے
ستم ہے ستم ابرِ شمشیرِ قاتل — یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے
مژہ کو تری یا جنبش سے خم ہے — وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتھی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مرمٹے بیکسکے — ہین حسین لوگ آشنا کسکے
اُنکو سکھلائی ہمنے آرائش — روح پھونکی ہے نقش بےحس کے
نالے پہنچے غریب کے تا عرش — بج گئے ڈنکے مردِ مفلس کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے — مار ڈالا اگر ذرا کھسکے
بزم مین جا ملی رقیبون کو — کانٹے بوئے ہین باغ مین کسکے
کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین — وہ نظر آئے تو کہین اسکے
نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش — رہ گیا ہے یہ پھوڑا رس رس کے
کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی — بندے درگاہ اپنے گھر کس کے
گیسوے یار اگر ہے دامِ بلا — خالِ مشکین بھی کانٹے ہین بس کے
چھوڑا پیرہن روح نے تنِ زار — جامہ او ترا بدن سے گھس گھس کے

دیدہٗ سرمہ سا کی اُلفت مین
منتھی خاک ہوگئے پس کے

صبحدم اُٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے — لوٹنا دل کا جگر کا پھڑ پھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شیشی کی پری تھی سامنے
کیون دل نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہی

سنکے احوال محبت کو مرا بولا وہ شوخ
جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے

لوٹ تھا دل قامتِ دلدار پہ مدت ہوئی
نخل طوبی پر تھا اپنا آشیانہ یاد ہے

کون دیکھی خندہ کی طرف اے عندلیب
ایک مدت سے کسیکا مسکرانا یاد ہے

کیا دیکھتا ہے فلک ابر سیہ مین روی ماہ
ہمکو بالون مین کسیکا منھ چھپانا یاد ہے

ہو مقابل نالۂ دردِ دلِ عشاق کے
باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشق بیمار کو
منتقی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اُسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے
اسکا گواہ خالقِ ربِ جلیل ہے

مشہور دہر مین جو بہت رود نیل ہے
شاید کسی کریم کی چشم بخیل ہے

چشم مروت آبرو کھونیکو کم نہین
حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے

رہتا ہے ساتھ پردون کے اندر وہ اکثر
ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے

پوچھے جو حالِ زار کو میرے وہ قاصد
کھیتو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے

دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی
کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے

چشم پر آبِ عاشق خانہ بدوش کے
گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے
ہم بھی کبھی او جوان جوان تھے

بر مین جو مرے وہ جانِ جان تھے
چکر مین یہ ہفت آسمان تھے

اس ہستی بے بقا سے پہلے
معلوم نہین کہ ہم کہان تھے

پھولے ہفیمن گل چمن کے اندر
وہ راز عیان ہین جو نہان تھے

رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر
شاید یہین گردِ کاروان تھے

کس بزم مین تھے ہمارے مسکن
کس باغ مین اپنے آشیان تھے

وصلت مین مدبر و ہوئے دلبر
گویا کہ ہم گنگ کی زبان تھے

کام آیا نہ وقت کام اے دل | کیا کیا تجھپر ہمین گمان تھے
پیری مین جو دل دیا تو بولے | ابتک کہو ملتے کہان سے تھے

ولہ

ہم ہین جو روستم یار اُٹھانیوالے | ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے
حرم و دیر کے جو لوگ ہین جانیوالے | بھولے سے بھی وہ نہین راہ پر آنیوالے
بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے | نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے
گوش بر جام کے منھہ رکھکے صراحی نے کہا | جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے
بدگمان یار نے مئیت پہ مرے ہنسکے کہا | یہ نہا دہو کے کدہر آج ہین جانیوالے
مرگئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم | بولے کیون جب ہوئے باتونکے بنانیوالے
صفحۂ عالم ہستی سے نشان عاشق | صورتِ حرفِ غلط ہین وہ مٹانیوالے
نزع کے وقت کہا اُسنے مری بالین پر | روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے
ہم سرِ بزم ابھی لاکھہ کی منھہ پر کہدین | شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
اپنے بھی آہِ شرربار سے ڈرتے رہنا | بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے
اسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رُلوانیکو | پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے
ایک دل کے لئے عاشق کو کرین تنگ حسین | اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈہانیوالے
خاک ہو جاتے ہین چلکر کبھی سُرمہ سیکر | دشمن و دوست کی نظرون مین سمانیوالے
ارنی خود کہین گر ہو کشش اسدل مین مری | لن ترانی کی وہ آواز سنانیوالے
بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا | بند آنکھونکو کئے جاتے ہین جانے والے
لے گئے ایک بھی تنکا نہ بجز تارِ کفن | تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے
گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی | غول ٹھہرے ہین مری راہ بتانیوالے
جان پر کھیلتے ہین دیکھنے والے اُسکے | دل لڑا دیتے ہین آنکھون کے لڑانیوالے
ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغازِ خطِ یار کا وصف | ہم بہی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے
آمینہ لاکے دکھاتے ہین نکھرتے ہین وہ جب | دور کی اُنکو سجھاتے ہین سجھانے والے

میرے غل کرنے سے اُٹھینگے نہ وہ رخ سے نقاب ۔ نالے دیوارِ چمن کو نہین ڈھانے والے
منتقی ہون وہ گران جہان کے اندر
بُجھہ جائین نہ جنازیکے اُٹھانیوالے

پھرتی ہو آنکھون مین کیفیت وصلت کیسی ۔ یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی
کوہِ غم مثلِ پرِ کاہ اُٹھا لیتا ہون ۔ آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی
زہر کھا جاؤنگا اکروز گلا کاٹونگا ۔ پڑ گئی ہے مری پیچھے شبِ فرقت کیسی
حسبِ دلخواہ کوئی یارِ شفیق ملتا ہے ۔ جان تک ہمتو حوالے کرین دولت کیسی
شیفتہ اپنا مجھے خوب سا کرکے بولے
منتقی اب تری رہتی ہے طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی ۔ ہزار ٹکڑے سپرِ مہر و ماہ کی ہوگی
طلب دلا جو یہان عزّ و جاہ کی ہوگی ۔ بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی
فلک پہ چھڑ کے ہوئی برق دہر مین مشہور ۔ کسی نے جلکے کسی وقت آہ کی ہوگی
صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار ۔ کوئی تو بات ابھی اشتباہ کی ہوگی
مزے اوڑائے ہین جس نے شباب و پیری کے ۔ خبر اُسکو سفید و سیاہ کی ہوگی
شہیدِ ناز ہون اسکے خبر ہی عالم کو ۔ کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی
مین خاکسار ہون بس ہے لباسِ عریانی ۔ سرِ غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی
بہت جہان مین مشہور ہی شبِ دیجور ۔ کنیز وہ مری روزِ سیاہ کی ہوگی
بہت جہان مین دستِ جنون کا ہی شہرہ ۔ خبر اوڑی یہ مری دستگاہ ہوگی
بنیگا لوحِ جبین پر ہمارے نقشِ سجود ۔ سند یہ مُہر اک عادل گواہ کی ہوگی
کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالامال ۔ کوئی تو شکل ہمارے نباہ کے ہوگی
خیال اُس صفِ مژگان کا دل مین آئیگا ۔ ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی
طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے ہین لوگ ۔ کوئی تو بات دلا اسمین راہ کی ہوگی
کسیکے دل پہ گریگی تری صفِ مژگان ۔ کسی کڑی پہ چڑھائی سپاہ کی ہوگی

[illegible] کسی کا دل ۔ منتقی [illegible] کسی [illegible] ہوگی

جہان مین قیصر و فغفور بنکے بیٹھے ہین | کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہو گی
ملی جو آنکھ بھی پیدا ہوئے تری مژگان | بنا کچھ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہو گی
پھنکے کا صور نہین روزِ حشر اے پیاری | بلند آہ ترے داد خواہ کی ہو گی
جزا کے روز سر پر غرور کے بدلے | ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہو گی
ادب سے کہتے ہین جسکو جہان مین کعبہ | وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہو گی

سنا جو ہوگا گیا منتقی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہو گی

دیکھیے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے | کس طرح شیرازۂ مجموعۂ ابتر بنے
تا کسی صورت سے تجھسے او بت دلبر بنے | کتنے ہی مومن بنے کتنے یہان کافر بنے
شور نے میرے اوڑایا اُس بت سفاک کو | نالۂ دل کیا ہمائے حُسن کے شہپر بنے
بت نہ مٹی کے میسر تھے جنھین زیرِ فلک | قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے
سر کو پھوڑا کوہ سے یا تیشۂ فرہاد سے | بے کمالِ عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے
بار ہا روکا ہمین نے ساقیٔ بدمست کو | بار ہا اس کشتیٔ مے کے ہمین لنگر بنے
تھا جوانی مین برنگ مہر تابان داغ دل | عہد پیری مین یقین یہ ہے مہ انور بنے
لاکھ وہ ہے جسکے دامن مین لگے تھے افلاک | آئینہ سے بھی سوا وہ صاحب جوہر بنے
ایک قتل عاشق بیچارہ کی خاطر صنم | کیا کیا تلوارین نہین کیا کیا ترے خنجر بنے
گر برا کہنا نہ چھوڑا رند مے آشام کا | دیکھ لینا شیخ جی اکدن سر منبر بنے
سرکشی جا ہو سکھاؤ جا ہو دلکو عاجزی | تیر کی صورت کمان کی شکل شاخ تر بنے
دم مین کچھ ہے ایکدم مین کچھ ہو مینا کا مزاج | پھر کسی سے آپ سے فرمائے کیونکر بنے
عکس افگن ہوا گر اُسمین لب شیرین یار | آب آئینہ بھی رشک شربت شکر بنے
ان حسینان جہانکا بھی نرالا رنگ ہے | گاہ داغ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے
ظالم و اظلم کا ہر حالت مین بنہ جاتا ہے ساتھ | شاہ پر تیر نگہ کا یار کا خنجر بنے
آبرو ہو معرکہ مین حشر کے تو بات ہے | چار دن کے واسطے دنیا مین کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید — ٹوٹ جائے جسگھڑی تلوار تو خنجر بنے
شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب — ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑی گھر بنے
جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دلکی صاف — شیشہ گر کے ہاتھہ سے یون آئینہ پتھر بنے
بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئے مٹی مری — خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے
آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اُس بزم مین — رفتہ رفتہ چاہیئے شیطان کا لشکر بنے
اسلئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین دہر کے — آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے
بدحقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا — جسطرح سے تیغ بدآہن پہ موہوم جوہر بنے
کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ — کرمک شبتاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستونسے امید نیکوی
کام آنے کی نہین ادنی منقی جو ہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے — بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے
خمیازہ ملا ہے مہندی لگائی ہے یار نے — کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے
کی دل مین جا تصور روئے نگار نے — گھونگھٹ مین منھہ چھپایا عروس بہار نے
بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے — یہ دن دہاڑی آئے ہین پگڑی اوتارنے
تنہا لحد مین چھوڑ کے احباب جب چلے — بے اختیار رو کے لگا مین پکارنے
ہلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم — دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے
جلدی ہے روح پیکر خاکی کو چھوڑ کر — بیدل کا ساتھہ چھوڑ دیا ہے سوار نے
اوستاد قیس جانے کے گل دشت نجد مین — کیا کیا قدم لئے مرے ہر نوک خار نے
گیسو سیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا — دہوکا بڑا دیا مجھے ابر بہار نے
اخگر تھا سوز ہجر سے کہہ شعلۂ چراغ — کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے
اک دل کی سمجھ کے گیا تھا کل اختیار — کیون عشق یار آج لگا جان مارنے

پھولے نہین چمن مین گل و لالہ منتھے
داغ جگر کو میرے لگے ہین ابھارنے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہانسے تھی　　وہ دربدر ہین کہ ہلنے نہ جو مکانسے تھی
کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل　　خبر جو یار مری خوبیٔ زبانسے تھی
تمھارے عشق سے پہلے اگر تھے شہزور　　خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوانسے تھی
دعائین دولت وصلت کی مانگتا کیونکر　　ہوئے یہ کام کبھی ہفت آسمانسے تھی
سڑی سمجھتے تھے اُنکو بہت انھین بے ننگ　　جو لوگ واقف اسرار عاشقانسے تھی
ہمارے ناز کبھی تم نہین اُٹھاتے تھے　　تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوانسے تھی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیّاد
ہم تنہا بھی ابھی اپنے آشیانسے تھی

رنگ گلشن کا اوڑسے وہ رنگ لایا چاہیے　　بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہیے
فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہیے　　چٹکیون مین آج غنچونکو اڑایا چاہیے
گرمیٔ رخسار دلبر کو دکھایا چاہیے　　آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہیے
حرف اُلفت کا نہ بھولے دلسے اُسکے زینہار　　چلکے اُس طفل حسین کو وہ پڑھایا چاہیے
زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اُڑتے رہین　　بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہیے
یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے　　دل لڑایا چاہیے آنکھین لڑایا چاہیے
لٹئے چلکر حسینان چمن سے باغ مین　　آج کپڑے اپنے پھولونسے بسایا چاہیے
خود بگڑیے یار سے اب ہو چکی چشم امید　　لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہیے
پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکر جہان　　ساقیا ایسے کوئی جو کہی پلایا چاہیے
دھوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو　　یہ عمارت سیل سے اشکونکے ڈہایا چاہیے
طائر مضمون فلک پر ہو کمند فکر سے　　دل مرا کہتا ہے اُسکو باندھ لایا چاہیے

تول کر تیغ طبیعت بزم مین اُس یار کے
منتقی اغیار کو چلکر دبایا چاہیے

غم ہجران دل حرمان سے نکالے جاتے　　بھوت اُس خانۂ ویران سے نکالے جاتے
دل کے ارمان رخ جانان سے نکالے جاتے　　اپنے مطلب اِسی قرآن سے نکالے جاتے

نقش الفت دل حرمان سے نکالے جاتے | جوہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے
نحس در کے ترے دربان سے نکالے جاتے | یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے
لخت دل گر دل گریبان سے نکالے جاتے | گوہر و لعل نہ عمان سے نکالے جاتے
ولولے عشق کے جاتے نہ مرے تجھ سے طبیب | دیو کب طاقت انسان سے نکالے جاتے
دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقی مست | مغبچے محفل رندان سے نکالے جاتے
دھوم ہو جاتے زمانے مین بہار گل کی | گر سفری آپ کے زندان سے نکالے جاتے
کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوش جنون | یہ بڑھے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے
دل چراتے تھے جو تیغ نگہ قاتل سے | چھانٹ کر وہ صف مردان سے نکالے جاتے
کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے | کاروان بو کے گلستان سے نکالے جاتے
نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہمسے اوسنے | گر نگہبان در جانان سے نکالے جاتے
مدد اے دست جنون ضعف سے تنگ آیا ہون | اب نہین تار گریبان سے نکالے جاتے
صفت شمع جلاتا وہ اگر محفل مین | استخوان گور غریبان سے نکالے جاتے
پھاڑ کر پھینک دیا دشت جنون مین اسکو | خار کتبک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتہی روز جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے | یار اللہ کا وہ پیارا ہے
اپنا اس دشت مین گذارا ہے | تیر گردون جہان چکارا ہے
دل مین جا دی ہے عشق جانان کو | جن بڑا شیشے مین اوتارا ہے
رستم و زال سے نہین دبتا | نفس سرکش کو جسنے مارا ہے
کشتی نوح پر چڑھے وہ کیون | جسکو اللہ کا سہارا ہے
ہمنے نالے نہین کئے پیہم | یار شب بھر تجھے پکارا ہے
کو بکو پھرتے ہین وہ مثل صبا | انکو جوبن نے یہ ابھارا ہے
بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑا | کیا صبا تونے جال مارا ہے

گرمیٔ حسن و سرد مہری سے | مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے
بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا | جسکا ملکِ عدم کنارا ہے
نفسِ سرکش کیا ہے قابو مین | آج اک تیر ہمنے مارا ہے
کس سعادت پہ ہو ہمائے فلک | اُسکے صدقے مین کل اوتارا ہے
مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار | شیر بیچارا کیا چکارا ہے
دولتِ وصل ہاتھ آئی ہے | خوب یارون نے مال مارا ہے
پھونکتا نفس گہ گھٹے دل زبان | اُسکو کس کس طرح پکارا ہے
عشق جانکاہ و حسن روز افزون | یہ تمھارا ہے وہ ہمارا ہے
نہین ہمنے کیا ہے نالۂ گرم | آج دشمن کو بان مارا ہے

منتقی مین کہون گا روزِ جزا
یہ گنہگار بھی تمھارا ہے

قہر اُس بت کی پا بوسی ہے | دولتِ دل ہماری موسی ہے
خونِ عشاق کا خدا حافظ | آج مہندی تری لہوسی ہے
گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن | یار کے پیرہن کی بوسی ہے
جگر و دل کہین نہ جلتے ہون | کچھ کباب ہون کے آج بوسی ہے

نعمتِ حق سمجھ کے کھاتا ہون
جو کہ قسمت کی باسی کوسی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے | او بے خبر صنم ترے لچھن سے جھڑ گئے
تم سے تمھارے عاشقِ شیدا بگڑ گئے | لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے
فرہاد و قیس و امق و منصور مر مٹے | دیوانگانِ عشق کے جھگڑے نبڑ گئے
گا ہے گئے حرم کو گہے دیر کی طرف | اس ہستی کے دوراہے مین کیا پھر پڑ گئے
ٹپکے عرق کے قطرے رخِ ماہ وش سے رات | گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے
برسون کیا ہے حسنِ حسینان کا امتحان | نیرانِ چشم مین یہ گہر خوب تڑ گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب
کیا کیا نہ گل چمن مین جہان کے تتر گئے
نیرنگِ حسن پر ترے آیا نہین زوال
جسدرجہ دوست تھے ترے تجھسے بگڑ گئے
آنکھین جفا و جور سے عاشق نے پھیر لین
آخر قبائے حسن کے ٹانکے اودھڑ گئے
دل مین ہوائے حرص زمانیکی بھر گئی
اس رشتہ حیات مین کئی پیچ پڑ گئے
فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کر چکے
یہ وہ نگین ہے جسکو کہ کندن سے جڑ گئے
احوال شرمھری کا جسدم بیان کیا
مانندِ سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے
اوصاف منتقی نے نہین زلف کے کئے
زنجیر آہنی پئے عشاق گھڑ گئے

جام مین عکس لگن ہوٹون کی لالی نہ ہوئی
موج مے یار کبھی پھولون کی ڈالی نہ ہوئی
کوئی کہتا ہے کمند اُسکو کوئی مار سیاہ
آفت جان ہوئی کاکل تری کالی نہوئی
راز منصور کا ہرگز نہ سمجھ مین آیا
حیف اتنے بھی طبیعت مرے عالی نہ ہوئی
کچھ تو تسکین دل زار کی ہوتی یا رب
اُسکی صورت کوئی تصویر بنا لی نہ ہوئی
للہ الحمد رہا یار سے عشق صادق
شکر صد شکر عبادت مرے خالی نہ ہوئی
منصبِ قیس ملا مجکو نہ ملکِ فرہاد
تری سرکار مین اپنی بھی بحالی نہ ہوئی
عین خلوت مین جو ارشاد کیا کرتے ہو
پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی
نہ پذیرا ہوا اُسکو کبھی حرفِ مطلب
بات جو ہمنے کبھی منھ سے نکالی نہ ہوئی
غم رہا دل مین کبھی عیش رہا تا دم زیست
یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

وله

جو کچھ کہ ستم کرو بجا ہے
اس دلکے لگانے کی سزا ہے
وہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے
یہان چھاتی پہ سانپ لوٹتا ہے
جلتا نہین ہے چراغ اپنا
اغیار کی یہ بندھی ہوا ہے
پہلو مین نہین قرار اسکو
کیا جانے دل کو کیا ہوا ہے
عناب لب ایصنم تمھارا
بیمارئے عشق کی دوا ہے

لب تک لانا نہ رازِ اُلفت / خلوت محفل مین بھی صبا ہے
اغیار مین یار چھپ چھپائے / اوپر کی اندنون ہوا ہے
سوزِ تپِ ہجرِ یار کا حال / اُس سے پوچھو جو مبتلا ہے
کب تک رنجِ فراق یارب / ہر بات کی آخر انتہا ہے
وصلت سے ہے ہر اک سرافراز / ہمنے ترا یار کیا کہا ہے
جسکو نہین لطفِ عشق بازی / وہ کونسا بندہ خدا ہے
زیبا ہے غرور آج پیارے / تم سا نہین کوئی دوسرا ہے
لب پر ہر دم ہے ذکر گیسو / سودا مجھے کیا بلا ہوا ہے

ہے یار سے بھی امیدِ وصلت
اے منتہی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے / جائیے بھی کہین خدا کے لئے
پاؤن ہین کوچۂ توکل مین / ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لئے
تیرے بازار دہر مین گردون / ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے
آ کبھی تو مرے قفس کی طرف / اے نسیم چمن خدا کے لئے
ہے تہِ خاک فرش خاک لگا / شاہ کے واسطے گدا کے لئے
سرد آہون نے اپنی گلشن مین / چھیڑ سے دامن صبا کے لئے

سر اُٹھائے ہین خارِ دشتِ جنون
منتہی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشق یار کے گھر گھر لگی ہوئی / یہ آگ ہے جہان مین برابر لگی ہوئی
بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو / ہے بیتِ شاہ فرد مقدر لگی ہوئی
یہ دل بچے کہ صورت پروانہ جل بجھے / کو شمع رو سے ہے مری یکسر لگی ہوئی
ہے انتظارِ قاصدِ دلدار اندنون / نیت ہے اپنی سوئے پیمبر لگی ہوئی
میخوارون کا ہجوم ہے فصل بہار مین / دوکانِ مغ پہ مئے کشی رہے اکثر لگی ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب در پہ آپکے — زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی
جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا — رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی
کھو سکتا کون ہے تپ الفت کو یار کی — بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی
برق نگاہ یار کا مدت سے دہیان ہے — اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی
بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر — دہونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی
ہم دیکھتے ہین قامت رعنائے یار کو — ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی
جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو کہا کیا — تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی
عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دیدکا — وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی
جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح — اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی
بوسئے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ مین — یہ شاخ ہے جہانکے سر پر لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ پئے عیش منتقی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

ممکن اسیکی ہمکو شب وروز دید ہے — نظرون سے اک جہان کے جو ناپدید ہے
دہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے — قفل در قبول کی یہ ہی کلید ہے
خال سیہ نہین ہے رخ شوخ شنگ پر — آشوب دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے
کہنے لگا وہ شب کو سر بزم زاہدا — عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے
سنکر شب فراق کے صدمونکو یون کہا — ذکر قدیم ہے کہ بیان جدید ہے
سو بار بعد مرگ مری آیا گور پر — اتنا کبھی کہا نہ یہ میرا شہید ہے
شب کو شراب ناب مجھے دیکے یہ کہا — دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے
جوش بہار ہے چمن روزگار پر — یعنے شباب یار ہے ہنگام دید ہے
لیتا ہے کون یہان سر عشاق با وفا — جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے
یہان جامہ حیات کی اوڑتی ہین دہجیان — جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے
کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی — ذکر کلام یار کلام مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا — بندہ کمال آپ کا مشتاق دید ہے
اس بت کو چھوڑ کر حرم و دیر میں جانا — عقل شریف سے یہ نہایت بعید ہے
طاقت گھٹی شباب مٹا بال پک گئے — اب بھی وصال یار کے مجکو امید ہے

کہنا دکھا کے نامہ اعمال منتہی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اسکی رسید ہے

شب وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شب قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے
وہ اٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو بہم
اسی سن لے میرے اسیر غم در عشق کی یہ کلید ہے
ہوں خراب عاشق باوفا کرین جین فاسق وبیحیا
تری عقل کے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے
مین دکھا کے خط عمل دلا یہ کہونگا حشر مین برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اسکی رسید ہے
یہ کہونگا عاشق زار سے اسے پوچھ لے تو ہزار سے
کہین عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار مفید ہے
یہ بشر ہے شعبدہ جہان یہ جہان ہے بزم مسافران
یہ مکان دہوکے کا ہی مکان یہ زمانہ قابل دید ہے
جو تمہارا منتہی زار ہے یہی کہتا لیل و نہار ہے
اسے ذوق طاعت یار ہے جو ازل کا نیک و سعید ہے

سامنا برسوں رہا جام مئے آلودہ سے — آنکھ لڑی مدتوں اختر مسعود سے
دولت وصلت مین یار جانکا کھٹکا ہی گر — جس سے ہو پیدا ضرر فائدہ اس سود سے
خال لب یار سے او دل مغرور ڈر — کیا کیا کچھ ہے خبر پشّے نے نمرود سے
گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب — چاہیئے کرنا حذر آتش بے دود سے

عاشقی یار سے ہاتھ اٹھانا نہ دل
منھ نہ کبھی پھیرنا طاعت معبود سے

کردیا فرمان پذیر بندۂ ناچیز کا
ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی محمود سے

خشک و تر دھر سے ہوگی نہ فرصت کبھی
ہے مری مٹی گندھی آب گل آلود سے

حسن کی جلوہ گری دید سے میرے ہوئے
عشق نے پائی نمود ایک سری بود سے

عاشقی یار کا ناصحا مانع نہ ہو
آدمی لاچار ہے عادت معہود سے

دولت وصل صنم کب ہو گوارا تجھے
شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے

گرد رخ آتشین ہے جو خط عنبرین
ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے

دانت دئے بھر دیا نعمتوں سے منھ مرا
دانت نہ تھے جسگھڑی سیر کیا دود سے

یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہیں خبر
پوچھونگا اکدن ضرور حضرت داؤد سے

دولت وصل صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اکدن ضرور طالع مسعود سے

نہ خواہش مسند جم کی نہ مطلب فرش قالی سے
گدا کو بوریا بہتر ہے شاہونکی نہالی سے

لگایا اس نے منھ جام شراب پرتگالی سے
ہوئی ہر موج مے کی شاخ گل ہونٹونکی لالی سے

کوئی جا کر کہے اتنا ہمارے لاابالی سے
مزے لوٹے ہیں ہمنے تیری تصویر خیالی سے

نہ رکھ سر غیر کا زانو پہ اپنے بت نادان
مقابل کا نشہ چھینے نہ کر جام سفالی سے

توقع کب ہو دست بے کرم سے مرد عاقل کو
امید بار کب ہو باغبان کو خشک ڈالی سے

ریائی نقش سجدہ داغ پیشانی سمجھتے ہیں
تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مہر جالی سے

حذر رہتا ہے چشم بے مروت سے مجھے ہر دم
تنفر جس طرح ہو میکشونکو جام خالی سے

خم مے جسکو چاہے بخش دے او ساقی گردون
ہمارا چلو بھی بھر دے شراب پرتگالی سے

جفا و جور سے ڈرتے نہیں ہیں خاکسار اے دل
زمین دیتی نہیں ہے اک جہاں کی پائمالی سے

بھونکو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سر محفل
کریگا قتل عاشق کو مگر تیغ ہلالی سے

نہ مانع گرمی عشاق کا ہو موسم گل میں
خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے

دلا بے عشق جانان کے صفت کرتے نہیں شاعر
لگاتے منہ نہیں میکش کسیدن جام خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنکی گہٹ گئی طاقت　　مگر ہم جو کہتے ابتک نہین ہین دیکھا بھالی سے
اُسنے زنجیر پہنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو خورد سالی سے

قاتلِ عالم سے کیا یارانہ ہے　　دل چراغِ گور کا پروانہ ہے
ہر مکان مین جلوۂ جانانہ ہے　　عاشقون کا ہر جگہہ افسانہ ہے
چھین لیگا پھر زلفِ عنبرین　　یہ دلِ صد چاک رشکِ شانہ ہے
لوگ کہتے ہین جسے پیرِ مغان　　یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے
حلقۂ اعدا مین ہے وہ سیم بر　　گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے
جس جگہہ چلتے تھے کل جامِ شراب　　آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے
بیعتِ دستِ سبو سے یہ کھلا　　سب سے بہتر مشربِ رندانہ ہے
کیون نہ پھانسے دولتِ دنیا ہمین　　ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے
مرد آخر بین کے آگے منعمون　　کثرتِ ہستی بھی اک ویرانہ ہے
کام کیا ہے اُسکو ملکِ و مال سے　　پاس جسکے ہمتِ مردانہ ہے
ہجر مین اشکِ مسلسل زاہدا　　عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے
منتہی زیرِ قدم اُس یار کے
سرکشا نا سجدۂ شکرانہ ہے

دولتِ وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے　　ایکدن بگڑونگا جاکر کاتبِ تقدیر سے
کوئی کہدے جاکے چپ واعظِ بے پیر سے　　مار ڈالین گے کمان ابرو نگہ کے تیر سے
عاشقِ جانباز ہون شیدا ہون معشوق ہم　　آپ کیا واقف نہین ہین اُس مری توقیر سے
جی ہی دیتا ہی لگا وہ یار کا مارا ہوا　　سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے
خواب مین وصلت ہے بیداری مین فرقت ہمد　　تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے
مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
بنگئے بت ہوگئے خاموش وہ تصویر سے

کشش عشق یہ قادر جو مرا دل ہو جائے
فاش پردہ ترا اے صاحب محمل ہو جائے

دولت حسن سے اسکے جو مقابل ہو جائے
چشم دیدار طلب کاسۂ سائل ہو جائے

عہد پیری میں رہیں یاد نہیں شوخی جوان
صبح کیا جانئے کیا حالت محفل ہو جائے

دم نکل جائے تو ہر عضو بدن کو ہو سکون
شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے

یار اٹھ جائے بغل سے جو دم بادہ کشی
شیشۂ دل صفت آبلۂ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل میں مرے جلوہ گری رہتی ہے
پیدا اس شیشۂ نازک میں پری رہتی ہے

دل وہان کھلتا ہے جیسا کہ بہر جام ترا
دانہ وہان اگتا ہے جیسا کہ تری رہتی ہے

طفلی و عہد جوانی کا نہ پوچھو احوال
بیخودی آگئی تھی اب بے خبری رہتی ہے

باغ عالم میں نہیں دست کرم کو ہے زوال
شاخ یہ وہ ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے

یاد میں جام و صراحی کے ترے اے ساقی
دل بھرا رہتا ہے آنکھوں میں تری رہتی ہے

مے و معشوق ہے دولت سے بہار گل میں
چکھیاں رہتی ہیں یاروں کی جڑی رہتی ہے

ہر گھڑی رہتا ہے خال رخ محبوب کا دھیان
آج کل سامنے کوتہ نظری رہتی ہے

بھیڑ سی بھیڑ لگی رہتی ہے کوچے میں ترے
جنس الفت کی مگر وہاں یہ کھری رہتی ہے

نقد دل لیتے ہو ہر ایک کا لے بوس و کنار
آپکے دھیان میں کیا مفت بری رہتی ہے

ہاتھ پکڑا ہے مرا دست جنون نے جب سے
ہر گھڑی مد نظر جامہ دری رہتی ہے

بال کھولے نہیں پھرتا ہی اگر وہ سفاک
پھر کہو کیون مجھے آشفتہ سری رہتی ہے

رند وہاں بستی ہیں جیسا ہو خم و خمخانہ
نیر وہاں رہتی ہیں جیسا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن میں جو دی ہمکو آشیان کے لیے
بڑھا کے ہاتھ قدم چومے باغبان کے لیے

کمال بدر پہ ہر وقت آنکھ پڑتی ہے
تڑپ رہا ہوں میں اک یار نوجوان کے لئے

بوقت نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس
جہان ہمارے لئے تھا نہ ہم جہان کے لئے

اسی حسین سے ہیں عشاق شہرۂ آفاق
فروغ ہو گیا یوسف سے کاروان کے لئے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہیں — نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمان کے لیے

کبھی چمن میں کبھی آتش گل کا پھیرا ہے — [illegible] اک سکان کے لیے

[illegible] حسن سے فریاد — وہ من کو کھول کے بیٹھ گیا فغان کے لیے

قفس میں حال ہے جو بلبل خوش الحان کا — وہی ہے حال [illegible] مری زبان کے لیے

فروغ [illegible] داغ الفت سر — [illegible]

عصا ہے قد خمیدہ کے واسطے [illegible] — [illegible] لیے

وله

جہاں نظر ہے مجھے ابر بہار آتا ہے — خیال [illegible] آتا ہے

چمن میں ساقی گلگوں عذار آتا ہے — [illegible] آتا ہے

وہ لیکے جام مئے خوشگوار آتا ہے — [illegible] آتا ہے

سوا ہے دل ترے کب قدم ہلا کس کا — [illegible] آتا ہے

لپٹ کے رہ گیا ہوں کیا کیا کمر کی بجلی — [illegible] آتا ہے

خدا ہی جانے کہ کس [illegible] — [illegible] آتا ہے

[illegible] — جو [illegible] بیقرار آتا ہے

[illegible] — کہاں کہاں مجھے عاشق [illegible] آتا ہے

[illegible] — [illegible] سوار آتا ہے

یہیں ہوتا ہے مجکو مقام عاشق کا — [illegible] آتا ہے

جو دیکھتا ہوں ترا عقدۂ شب گیسو — [illegible] آتا ہے

اٹھایا سر کو افق سے جو ماہ نو نے — [illegible] آتا ہے

عذاب نزع [illegible] مشتاق [illegible]

کہو [illegible] آتا ہے

قطعہ

دو کس طرح سے یہ خواہش [illegible] — [illegible] کس طرح [illegible] ہو

پنجم کس طرح دل میں ہو اُس [illegible] لطافت کا [illegible] — [illegible] کس طرح سے [illegible] ہو

نظرِ بد سے جو اُس مہر لقا کو دیکھے
کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے

خصم ہمجنس سے کرتی ہے نہایت غیرت
جامۂ جسم گلی دامن صحرا ہووے

بزم مین عاشق و فاسق کا مجمع ایدل
مجکو معلوم نہین یار وہ کس کا ہووے

زخم وہ تیغ تبسم کا لگا ہے دل پر
سی سکے اسکو نہ گر سوزن عیسا ہووے

ناز دل کم نہ سمجھنا کبھی ای اہل نیاز
یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے

می پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال
می سے لبریز ابھی گنبدِ مینا ہووے

چھوڑا تیرا جلے آتش گل سے صیاد
پھر مرغانِ چمن خوب تماشا ہووے

بزم مین میری اگر ساقی مہوش آ جائے
پھر نہ خاموش کبھی شمع مینا ہووے

ہجر مین رہتا ہے اسمرتبہ بتستاق دلا
وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے

رخ رنگین پہ نمو ہو نہ غبارِ خط کا
جامۂ گل نہ کبھی میلا ہووے

ضبطِ گریہ رہے لبتک نہ کبھی آئے فغان
عقدۂ مہر و محبت نہ دلا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریف بتِ پردہ نشین
منتھی جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملک شہنشاہ لیچلے
جامہ جو ساتھ لائے تھے ہمراہ لیچلے

عاشق ہون یار تک کوئی تلنہ لیچلے
پیاسا ہون مین کوئی طرفِ چاہ لیچلے

می کو مرید میکدہ ہمراہ لیچلے
بنتِ عنب کو بندۂ درگاہ لیچلے

کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن
ہم چلتے ہین اودھر جدھر اللہ لیچلے

ان بے نواونکا خطِ تقدیر دیکھنا
بن ٹھن کے یہان گدا لقبِ شاہ لیچلے

مین جانتا ہون منزل مقصود سامنے
اُس راہ سے جو یہ دلِ آگاہ لیچلے

موقوف دیر پر نہ ہو کعبے پہ خضر دل
جس راہ سے ملے وہ اُسے راہ لیچلے

پوچھون گا وقتِ نزع کسی خاکسار سے
کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا شاہ لیچلے

کتم عدم سے کھینچ کے لایا وجود مین
اب دیکھئے کدھر بتِ دلخواہ لیچلے

بازار دہر مین دمِ آخر کو ناصحا
جو کچھ کہا گدا نے وہی شاہ لیچلے

صبحِ وصالِ یار ہمین بھی نصیب ہو
تقدیر جانبِ کرۂ ماہ لے چلے

دل نا بلد ہے راہ سے قاصد ہے ناپدید
کوئی بتان مین اب ہمین اللہ لیچلے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے
آج تقدیر اپنی لڑتی ہے

جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے
ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے

خاکساری پہ باندھتا ہون کمر
میری قسمت زمین پکڑتی ہے

یہ وہ میزان چشم ہے اپنے
جسمین دنیا کی چیز ترتی ہے

پھونکتے ہین بتانِ گرما گرم
کوہسارون سے آگ جھڑتی ہے

کر نہ یاد شباب پیری مین
چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے

گوش گل کر ہے چشم نابینا
باتین بلبل عبث تو گھڑتی ہے

میری آغوش سے وہ جاتا ہے
روح قالب سے اب بچھڑتی ہے

آستین پھر صنم چڑھاتا ہے
پھر کہین آجکل بگڑتی ہے

طاق ہوتی ہے طاقتِ ہر عضو
کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے

یاد آتی ہے جب وہ نوکِ مژہ
پھانس سی اک جگر مین گڑتی ہے

گریان کرتے ہین بتِ کمسن
سنگ ریزون سے آگ جھڑتی ہے

رعب سے جنکے کانپتی تھی زمین
خاک انکی پڑی لتھڑتی ہے

منتہی تری سخت جانی سے
موت بھی ایڑیان رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہو گئی
تجھے دیر جب نامہ بر ہو گئی

شبِ ہجر اکثر ادھر ہو گئی
اجل مجھسے تو بیخبر ہو گئی

کیا آہ نے میری پیدا اثر
مگر خشک بھی شاخ تر ہو گئی

وہ گل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا
قضا میری مجکو سپر ہو گئی

مٹا عہدِ پیری کا داغِ دلی
خموش اپنی شمعِ سحر ہو گئی

مٹے دل سے چھالے تپ ہجر کے — یہ شاخ اب گل بے ثمر ہو گئی
لے آیا پیام وصال صنم — مری زندگی نامہ بر ہو گئی
ہوا پیری میں ہوش عہد شباب — کھلی آنکھ جس دم سحر ہو گئی
دکھاؤ نگاہ صبح تجھے حال یار — کشش دلمیں پیدا اگر ہو گئی
رہا دیو فرقت کا [illegible] — [illegible] طبیعت [illegible] ہو گئی
ہوا مجھکو [illegible] نظر کا گمان — وہ نازک [illegible] کمر ہو گئی
بیاض سحر ہو گئی فرد عمل — اگر دل سے چشم تر ہو گئی
کہا درد فرقت تو ہنسکر کہا — [illegible] بسر ہو گئی
خط شوق لکھ لکھ کے عاشق ہوا — عبارت [illegible] مختصر ہو گئی
کیا کام دل کا جگر کا کبھی — نگہ تیری [illegible] ہو گئی
پھرے مردم دیدہ اس [illegible] — خدا [illegible] ہو گئی
رگ گل کا مجکو یقین ہو گیا — یہ اس گل کی نازک کمر ہو گئی
عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود — کہ [illegible] طبیعت [illegible] ہو گئی
فغان کش [illegible] مضطرب ہے عمل ولی — کسی پر نظر کی نظر ہو گئی

بچا [illegible]
بیان منتہی خبر [illegible] ہو گئی

عشق تو شایان دل ہر عشق کو دل چاہیئے — [illegible] تو قابل [illegible] قابل چاہیئے
بادشاہ ہو نکو مبارک تخت و تاج و ملک و مال — ہوں گدا اس در کا مجکو نقش پا دل چاہیئے
[illegible] خرابات [illegible] — [illegible] ہو نہ یکدم راہ عشق کامل چاہیئے
[illegible] عاقل کا نہیں — اس علاقہ کے لئے دیوانہ عاقل چاہیئے
دیکھتے [illegible] عاشق و فاسق کو یا — آدمی کو امتیاز حق و باطل چاہیئے
[illegible] آج کہتا ہے وہ شوخ — بار الفت کا ہمیں بھی ایک حامل چاہیئے
[illegible] آنکھوں [illegible] سمجھیے — آمد اس محبوب کی منزل بمنزل چاہیئے

بدندا قونکو نہ دینا ساقیا جام شراب ‏ ایسے بے مغزون کو پیاری زہر قاتل چاہیے
جلوۂ دیدار دکھلانیکو گر اُٹھے نقاب ‏ حال سے ہو جائیے ہر اک اپنے غافل چاہیے

ولہ

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی ‏ کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی ‏ مثیل اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی ‏ وہان قسمت مری بحر پیما کی
ہر اک حالت مین دل کا یا جگر کا ‏ نگاہ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ فرد قسمت کا مٹی کب ‏ سپر ممکن نہیں تیغ قضا کی
مٹا کر عاشق شیدا کو ظالم ‏ جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوڑا کر دشت وحشت سے یکایک ‏ صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اُسکا ‏ مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد ‏ بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شب وصلت بڑہی بیماری عشق ‏ عجب تاثیر دیکھی اس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اُسکے ‏ بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریص چشم شاہنشاہ عالم ‏ مری نظرون مین کشتی ہے گدا کی

جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے ‏ سر مرا تنکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہر ایک خریدار ہوا چاہتا ہے ‏ گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہ عشق مین ہوشیار رہا چاہتا ہے ‏ صفت دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سروکار رہا چاہتا ہے ‏ یہ تماشا سر بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار رہا چاہتا ہے ‏ حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلف بت ہر جاے کا ‏ دل کو سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویونکا رہتا ہے تصور مجکو
دل مگر طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے

نغمۂ بلبلِ گلزار پسند دل ہے
کس کا یہ مائلِ گفتار ہوا چاہتا ہے

دمبدم تو لتا ہے تیغ نگہ کو اپنی
کس کا وہ مائلِ آزار ہوا چاہتا ہے

تاک جھانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے
عاشقِ روزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے

سُنکے احوال محبت مرا بولا وہ شوخ
کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے

شیفتہ دستِ حنائیکا وہ ہوتا ہی کبھی
دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اُسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہی مدام
دل بلاؤن مین گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیر عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے
یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے

کمال عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے
ہوا ثبوت کہ کارِ خدائی مشکل ہے

غبار خط نکل آیا ہے رُوئے روشن پہ
کہو تو صاف کہون مین صفائی مشکل ہے

مُدام مین مئی عشرت سے چور رہتا ہون
مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے

جہان مین شاہ کو ہر ایک شی پہ قدرت ہے
ترے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے

غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے
مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے

سر غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا
تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے

ذرا بھی تجھ مین محبت کی بو نہین پاتا
خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے

فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی
تمھارے کوچکی پیارے گدائی مشکل ہے

یقین ہے کوچۂ کاکل مین دل کا رہجانا
زیادہ اس سے سر مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے درِ دل تک رسائی مشکل ہے

نفس سگِ پلید کو گر اپنے مارئے
مانند شیر دشت جہان مین ڈکارئے

اُس گل کو جوش گل مین یہ کہکر اُبھارئے
گلشن مین عندلیب کو چلکر پکارئے

پھر مرغِ دلکو پھانسئے پھر جال مارئے
پھر ہو سکے تو آپ سے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجئے — منزل رہی ہو تھوڑی سے ہمت نہ ہارئے
گرداب بحر عشق کے چکر ہین راتدن — کون آشنائے حال ہے کس کو پکارئے
دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجئے — دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذارئے
اہل ہوس کی دہر مین مٹی خراب ہے — گلیون مین خاک چھان رہی ہین نیارئے
مانند زلف غیر کو کیون سر چڑہائے — آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اُتارئے
پیدا کرین اثر جو دُرِ اشک ناصحو — ان موتیون پہ نفس کو سو بار وارئے
جسنے میرے دال آپ کی گلتی نہین کہین — یون منھ سے جتنی چاہیے شیخی بگھارئے
نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی — بولے کہ ایکدم کے لئے دم نہ مارئے
توبہ شراب عشق سے کس طرح کیجئے — کیونکر یہ جن چڑھا ہوا سر سے اُتارئے
کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے — کس کو تلاش کیجئے کس کو پکارئے
اُس بُت کے بحرِ حسن مین دل کو ڈبوئے — اس کشتی حیات کو یون پار اُتارئے

منظور ہو جو راحت کونین منتقی
ہاتون کو کھینچ لیجئے پاؤن پسارئے

میٹھی ہے ایسی بات اُسکی — لونڈی ہے اک نبات اُسکی
سمجھا نہ مین ایک بات اُسکی — مجھپر کیا کائنات اُسکی
عالم ہے بے ثبات اے دل — اک ذات کو ہے ثبات اُسکی
مہ اسکا ہے آفتاب اُسکا — دن اُسکا ہے اور رات اُسکی
کس منھ سے کرون مین وصف اُسکا — ہے عقل سے دور ذات اسکی
ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ — کب سنتا ہون خیرات اُسکی
ہے دولتِ حسن پاس تیرے — دیتا نہین کیون زکات اُسکی
ہے جو کہ شہیدِ تیغِ تسلیم — ہے مثلِ خضر حیات اُسکی
دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی — چل جائے کہین نہ گھات اُسکی
جو دل کہ ہے غرقِ بحرِ دنیا — کیونکر ہو گی نجات اُسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل خالق رکھے حیات اُسکی ہۂ
دم دے کے لے آیا یار کو دل کیا رہ گئی آج بات اسکی
تنہا نہین ملتی کسی جا ہۂ
تقدیر ہے اسکے ساتھ اُسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
تو وہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی ایک جھونکے سے ہوا کی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ ہے صدمہ دل پر لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ڈرا حشر کے دینے وعظ روز فرقت انہین روز جزا ہوتا ہے
سر نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون پھر جو ہوتا ہے مرے حق مین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض مین پیارے جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
زور روز جسکو زمانے مین میسر ہوئے عشق کا فن اُسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جسوقت گذرتا ہے شب فرقت کا شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت بھٹک رہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہے جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہے کاکل
تجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منھ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوقِ دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
بزنگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکاری لو میکشون کی پھر آئی باری
زبان پہ شیشی کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈھلک رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے میکشون کا کہین اکھاڑہ ہے ان بتون کا

کہین برستا ہے بادلون کا کہین پہ بجلی چمک رہی ہے
مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون ہو ہی نگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے
نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی میلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامی چھڑک رہی ہے
نہین بگولا میان ہامون جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے
غرور حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کبتک
رہو گے زیب کنار کب تک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے
جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خم فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب صافی ٹپک رہی ہے
کھون مین نقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شملہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی نسنیمی لٹک رہی ہے
بہار لایا ہے ساغر گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شور قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے
لڑائے کسنی ہے آنکھ اوپر نگاہ اسکی ہے مثل خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشم اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے
ہمارے دل مین نہین ہے کینہ کہ جیسے بیجرم ہو نگینہ
یہ بحر ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے
بہار ہر دور میکشی کی گلون کی رنگت ابھی ہے پھیکی
عجیب حالت ہے منتقی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے
بغل مین یار رہے جام آفتاب رہے — عدو کا آتش حسرت سے دل کباب رہے
دہرا ہے جب سے قدم کوچۂ محبت مین — بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفور نور ہوا مانع نظارۂ مہر | فروغ حسن کا رخ پر ترے حجاب رہا
کھلے جو دفتر طول عمل مرا واعظ | جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہا
فروغ حسن ہے پردمین پھنک رہی ہر دل | کہو تو کیا ہوا اگر یار بے نقاب رہا
رہین شگفتہ مرے دلمین داغ عشق مدام | چمن مین جیسا کہ پھولا سدا گلاب رہا
قدم پہ تاکی رہے کوچۂ محبت مین | ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہا
ہوئی کبھی نہ زمانی مین آبرو ریزی | گہر کی طرح سے ڈوبے میان آب رہا
فروغ حسن وہ مجکو دکھادے پردیسے | کہ جس سے یار مرے نور آفتاب رہا

ولہ

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے | قابو مین دل ہے اپنے نہ پہلو مین یار ہے
نظارہ حسن کا ہی شب وصل یار ہے | ممکن خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے
سنتا ہون اسکی نغمہ سرائیکی دھوم دام | موسم مین گل کے دیکھنا مین ہون ہزار ہے
آغاز خط سبز ہے روئے نگار پر | گویا کہ صحن باغ مین ابر بہار ہے
بس دل وہی کدورت دنیا سے دور ہے | آئینہ وار ہے وہ جو اس سے دوچار ہے
مرتے ہین اسپہ عاشق و معشوق ابتدا | جوبن پہ اس پریکے عجائب بہار ہے
اک اک عقد ہوئے معنبر یہ یار کے | صدقے ہزار نافۂ مشک تتار ہے
وہ آشنائے حال ہین وہ ہین شفیق حال | غصہ ہے درد و غم ہے شب انتظار ہے
اغیار کا تو یار سے ایدل گلا نہ کر | اسپہ یہ خار جاہے اچھا بہار ہے
اسکے سمند ناز سے اٹھا تھا ایکدن | جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے
آئی بہار پھرتے ہین دیوانگان عشق | ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یا رمنتہی
دنیا مین نام نیک بڑا یادگار ہے

اسیر عشق صنم کی رہائی مشکل ہے | ملے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے
دعائے دولت وصلت تو مین کرون لیکن | در قبول تک اسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سر بزم سن کے آیا ہوں
چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے

مرید پیر خرابات میں ہوا تو کھلا
اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے

کھو لگا بلبل باغ جہان سے میں چلکر
خموش رہئے بہت خوشنوائی مشکل ہے

خبر ہے تجکو اگر یار سخن اقرب کی
یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھلا یہ کوئے محبت کے رہنے والوں نے
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان میں بہار آتی ہے
کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے

چمن میں آج مئے خوشگوار آتی ہے
مری انیس مری غمگسار آتی ہے

ہمارے پاس مئے خوشگوار آتی ہے
کہوں میں رحمت پروردگار آتی ہے

چمن میں جبکہ عروس بہار آتی ہے
ہزار طرح کا کر کے سنگھار آتی ہے

کہ ہر سحر موج نسیم بہار آتی ہے
ہزار جانئے جو سینہ فگار آتی ہے

عجیب شان سے فصل بہار آتی ہے
لئے ہوئے بط مے کا شکار آتی ہے

کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے
کمال خواہش دل ہمکو بار آتی ہے

دل و جگر کا عیان حال مجھپہ رہتا ہے
تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ تاکہ ہو مقبول
یہ بات ہاتھ کہیں بار بار آتی ہے

چلے ہی جاتے ہیں ذرات یار سوئے عدم
ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے

یہ سب نشان ہیں نیرنگ ساز عالم کا
نظر جو صورت نقش و نگار آتی ہے

نکلتی آہ ہے جو منھ وہ شرر افشان
جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس ملتفی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنون سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ مجبوری وہ ناچاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اُس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

خفی دلکی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رہِ الفت کا جویان ہون اُسی کو جیکا لو یان ہون

وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریبان چاک رکھتا ہون پریشان حال رہتا ہون

جنون کی وہ جفاکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھون کو اپنی دیدبازی کا

نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اُس یار پردہ پوش کا ہر دم

وہی آنکھون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو

وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت ہے

وہی راہِ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جسدم اوگل پڑے — اس رشتۂ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے

اللہ رے خوشی تمھین عاشق کے قتل کی — فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے

وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو — ہر دم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے

یاد آئے جس گھڑی دردندان تری صنم — بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے

اس جذبۂ دلی سے مین جسوقت کام لون — پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے

کیا کیا نہ پیچ پانچ کئے ہم سے یار نے — کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے

پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے — کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے

نظارہ کرنے ہی مین گرے دل سے یار کے — اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ڈھل پڑے

کیون دل صفائے عارضِ جانان کو دیکھکر
بے اختیار آپ یکایک پھسل پڑے

بیخود مئے شباب سے رہتی ہو جان جان
شمشیر ناز ایسا نہ ہو وہ اُگل پڑے

گذری ہین انتظار مین کل بیقراریان
یارب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے

کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے
یہ تیغ وہ نہین ہے کہ جسمین بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب وکباب سے
اوقات منتقی مین نہ یارب خلل پڑے

نقش جب جب کوئی دکھاتا ہے
نام تیرا ہی یاد آتا ہے

دردِ فرقت کا جب ستاتا ہے
وصل کا روز یاد آتا ہے

ہمنے دیکھا ہے روئے تابان کو
مہر نظرون مین کب سماتا ہے

شعلۂ آتشِ غمِ فرقت
آگ دل مین مرے لگاتا ہے

دردِ دل انتظارِ جانان کا
گہ اُٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے

فرقتِ مہر وش مین عاشق کو
کس طرح سے قرار آتا ہے

میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی
اورونکو جام تو پلاتا ہے

سن چکا ہون مین گفتگوئے یار
نغمۂ بلبل عبث سناتا ہے

بھیجتا ہے نہ وہ پیام وصال
نہ لگی کو مری بجھاتا ہے

پھر تسکین یہ دل سے کہتا ہون
یار آتا ہے یار آتا ہے

اتنا کہیو پیامبر اُس سے
دیوِ فرقت ہمین ستاتا ہے

آئینہ ہون غبارِ دنیا کا
خاک مین کیون مجھے ملاتا ہے

سرمۂ چشمِ سیاہِ جانان کا
کیا مجھے دور کی سجھاتا ہے

دیوِ غمِ ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کہہ دیا ہے جو تونے ہوتا ہے
وہی اُگتا ہے جو تو بوتا ہے

وقتِ پیری ہوا تو روتا ہے
آج فردِ عمل کو دھوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیون پئے دنیا — موتی کانٹون مین کیون پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوشِ مژگان — کانٹے دل مین کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا — چیت کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے پے دنیا — دولتِ لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرقِ بحرِ ہوس — ایسی کشتی کو کیون ڈبوتا ہے

ولہ

وصالِ یار مین فقرے بُرے بلا کے چلے — چمن مین رات کو جھوکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن — غبارِ ہستی ناشاد مین ملا کے چلے
ہمارے دل پہ یہ داغ فراقِ یار لگے — برنگِ سروِ چراغان اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم مین سوزِ غمِ محبت سے — مثالِ شمع ہر اک اُستخوان جلا کے چلے
برنگِ عارضِ دلدار رنگ لائے ہین — گلون کے منہ پہ تماچے بہت صبا کے چلے
منشی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو — چلے تو آپ مگر خاک مین ملا کے چلے
تلاشِ یار کو آئے تھے ملکِ ہستی مین — کہ زمے اپنے بہت تہمتین لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اُس شہسوارِ عالم سے — سمندِ ناز سے دلکو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا مین سیر کی خاطر — ہزار بار راہی یار آزما کے چلے
کدورتِ دلِ عشاق جس سے اوڑ جاتی — نہ ایسے جھوکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے

مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منہ بیٹھا
کبھی جو بزم مین نشستند کر و حیا کے چلے

رہ گئے اشکون مین سختِ جگر آتے آتے — رُک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خونِ جگر آتے آتے — رُک گئے مجمرِ دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرعہ رنگین موزون — بند کیون ہو گیا خونِ جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے — رہ گئے چشمِ صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا کھلنے پہ غماز دنگ سُن سُن کے مری — پھر گیا یار مرا راہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیر از جائے — ہو گیا راہ مین کیا ضرر آتے آتے
دیکھتے دیکھتے دیکھین گے مرے جوہر طبع — آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے
کیا پھرا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل — جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے
گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا — ہو گئے زیر و زبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین تو آنکھون سے ترے
کیون رُکی منتہی دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے — یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے
رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے — نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے
ہوئے سد رہ تیرہ بختی ہماری — پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے
یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی — کدھر گم ہوا نامہ بر آتے آتے
چلے راہ وہ پیچ کی اپنے گھر سے — سحر ہو گئی میری گھر آتے آتے
کدھر گم ہوئے میرے ہمراہی یارب — کدھر کو گئے ہم سفر آتے آتے
صفا کیسا تھا آئینہ دل کا اپنا — نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے
یہان فرد عصیان کی دھونیکے خاطر — لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے
ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے — ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے
گئی جان پیری ہی مین فرقت سے پہلے — ہوئی صبح وقت سحر آتے آتے
طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو — نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے
جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے — پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

ہوئے منتہی راہ قاصد کی تھک کے
ہوئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہے جدا گانہ طبیعت کافر و دیندار کی — ایک سے حالت نہین ہے غافل و ہشیار کی
باغ عالم سے اُڑے سے باد بہاری یا خدا — چل بسے دیوانگان رونق گئی گلزار کی
دور کی مجکو سجھاتا ہے مثال دوربین — کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بحرِ حسن یار کے لاکھون ہوئے ہین آشنا / ابرو باقی نہین اس چشم دریا بار کی
دھیان ہے اسمین بہت چشمانِ مستِ یار کا / دل نہین پہلو مین بستی ہے کسی میخوار کی
شہرۂ تیغ تبسم ہے جو اُسکا اسقدر / ہے سراسر شکل میرے زخم دامندار کی
اسقدر اُسمین بھرا ہے نور حسن یار کا / صاف انجم کی ہے صورت روزن دیوار کی
یار ہر جائی سے نفرت ہو اسے پرہیز ہو / دل نہین پہلو مین اک کٹھری ہو ننگ و عار کی
ہے تپِ عشقِ صنم خورشید کو ثابت ہوا / زرد ہو جاتی ہے رنگت مردمِ بیمار کی
رہتا ہے اسمین تصور آتشین رخسار کا / ہو ہمائے دل یہ جیتی مرغِ آتشخوار کی
بوسہ عناب لب مین یار کے ہے شفا / چاہتا ہون جلد تر صحت دل بیمار کی
جسکو راہ راست کہتے ہین جہانین ناصحو / تیز تر مین جانتا ہون باڑ سے تلوار کی
جوش ہمسہ ہے جوشِ گل میکش پیکش گرتے ہین / بن پڑی ہے آجکل کیا ساقی سرشار کی

فرد قسمت دیکھکر کیون رو رہے ہو آج تو
منتقی یہ بات تھی روزِ ازل تکرار کی

جہان مین تا کہ رہے آب جو باقی / ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی
یہان بتون سے رہی ہو جو گفتگو باقی / کھونگا حشر کے دن تیرے روبرو باقی
ہر اک گلی مین تری تیغ جب چلی قاتل / رہا ہے ایک مرا کوچہ گلو باقی
تلاش طبل و علم شاہ کو مبارک ہو / جہان مین مجکو رہے تیری جستجو باقی
دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور / کہ پھر تمھین نہ رہے کوئی آرزو باقی
برنگ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن / کہ اب نہین وہ جنون لایق رفو باقی
ہمارے داغ جگر سے ہے اُس حسین کو فروغ / مدد سے مہر کی ہے نور ماہ تو باقی
فسانہ وامق و منصور کا ہو دنیا مین / جہان کے باغ سے گل اوڑ گئے ہو بو باقی
برنگ دانۂ مرجان ہو خشک دل میرا / نہین ہے اسمین کہین بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیب چمن گل تمام کہتے ہین
کہ منتقی سا نہین اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بت ہرجائی نے
کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے

مجکو رسوا کیا میرے دل شیدائی نے
تجکو برباد کیا تیری خود آرائی نے

خواہش وصل نہ کی قیس سے سودائی نے
داغ اچھا نہ کیا لالہ صحرائی نے

زلف پر پیچ کے پھندے سے چھٹے ہین دل زار
یہ خبر جھوٹ اوڑا لی کسی سودائی نے

میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور
تجکو جھنڈے پہ چڑھایا تری رعنائی نے

میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید
قدم یار پہ اس میری جبین سائی نے

پردہ اُٹھتا مری آنکھونسے دوئیکا جسدم
وہ ندی می مجھے اس گنبد مینائی نے

روزِ وصلت تو کدھر ہے مرے امداد کو آ
زندہ در گور کیا ہے شب تنہائی نے

رحمتِ حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے
شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے

قیس نے داغ دکھائے ہین فرقت کے مجھے
آنکھین دکھلائین مگر آہوئی صحرائی نے

تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُسنے
کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے

عالمِ عیب کو دیکھا کمرِ یار کو کیا
بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے

ہوکے مجنون وہ کونین کے جھگڑونسے چھٹا
کام اچھا کیا دیوانیکے دانائی نے

نہ مٹا منشی تقدیر کا لکھا اپنا
دشت دکھلایا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بُت کا مدعا معلوم ہے
کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے

کس بشر کو رازِ عشق دلربا معلوم ہے
کونسے انسان کو اسرار خدا معلوم ہے

کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے
کس کو تاثیرات عشق بوریا معلوم ہے

عیسی مریم سے ایکدن چلکے پوچھونگا ضرور
تمکو بیمار محبت کی دوا معلوم ہے

جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا
خوب اثر تیرا مجھے حبّ شفا معلوم ہے

کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست
اس دو راہے مین کسی راہِ خدا معلوم ہے

بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غوطہ زنیان
آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے

خاک بر سر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ وار
خوب احوال دل اہل صفا معلوم ہے

کیون جو آیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات — حال کچھ اسکا تجھے باد صبا معلوم ہے
زاہدا اہل نظر کے اہل ہمت کے حضور — ہے گلی کا سا ترا دست دعا معلوم ہے
آہ و گریہ باعث افشائے راز عشق ہے — خوب مجھکو کلفت آب و ہوا معلوم ہے
زاہدا برسون ہی گذری ہین دیار عشق مین — جو کہ ہو معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے
آزمائش برسون ہی کی ہو دیار عشق مین — بیوفا معلوم عاشق باوفا معلوم ہے
عاشق شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہو دہیان — جسقدر ہے تیرے دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو — کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے
صورت برگ خزا نے منتشر تھے عشقباز — جن دونون مین تھی نبھی تری ہوا معلوم ہے
گل ہنسا کیون عندلیب زار کیون نالان ہوئے — کچھ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے
کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر — باغبان کچھ اسکا تجکو ماجرا معلوم ہے
عاشق شوریدہ سر کا جسقدر رکھتا ہے دہیان — جسقدر ہے تیری دل مین اسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو — کیا دل شیدا تجھے اپنے قضا معلوم ہے
رندہی آشام ہون آتی ہو موج بوئے گل — ساقیا میرا بھی تجکو مدعا معلوم ہے
سایۂ بال ہما کس کھجے ہین سایہ کو ترے — جو قناعت پیشہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

با وفا معشوق پر کرتا ہے نقد جان نثار
مفتتی تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

نیند کیونکر کہنچے ہوئے وہ آجکل جانانہ ہے — دل مین اپنے بھی خیال ہمت مردانہ ہے
رہنے دو اسکا جو ہوشیار ہی دیوانہ ہے — ساقی گردون نے کس سے بھر غمخانہ ہے
ان کو نفرت ہے مرے جا ملال انگیز سے — ہے لبکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے
توبہ کی مینائے مے سے دل ہوا اپنا بے ملال — شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے
خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہو خط سیاہ — دام ہے زیر زمین اوپر زمین کے دانہ ہے
چہوٹ جاتا ہو دو عالم سے کھٹکے ہے کمال — جو یہان دیوانہ ہے ابدل وہان فرزانہ ہے
دہوئی ہے اسکی کدورت آب عشق یار سے — دل نہین پہلو مین اپنے گوہر یکدانہ ہے
ہو جبین پر شیخ کی دہبہ نماز زور کا — میری پیشانی پہ نقش سجدۂ شکرانہ ہے

رند مے آشنام کیا اسد ورمین پیدا نہین — ساقی گردن کا جوا ہٹا ہوا پیمانہ ہے
پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہو جاتا ہے وا — دیکھہ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے
جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہے پابند وقار — جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین کیون پیمانہ ہے

منتقی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجھے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ابکے — آئینے مفت نہ لونگا مین حلب کے ابکے
دیکھے دل بیٹھہ رہون اور مین جھگڑونسے چھٹون — ہاتھ آئین کوئی دلبر مری ڈھب کے ابکے
عشق سفاک ترے ہاتھہ سے گر ابکی بچون — نہ رہون پھر مین کسی سے کبھی دبکے ابکے
طفلی و عہد جوانی کا کہون کیا احوال — عشق بازی مین بہت فرق ہے چبکے ابکے
پھر کسی شب وصلت جو میسر ہووے — شکوے انسے نہ کرون مین کسی ڈھب کے ابکے
نہ شیرینی سے گو ہر دے زبان خامہ — وصف لکھونگا مقرر ترے لب کے ابکے
غم غلط ہو دے اگر ہجر مین مین یاد کرون — چین ایمان جہان وصل کی شب کے ابکے
کھینچ کر رکھتا ہون یار کے رخ کی تصویر — شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ابکے
خوف غمازنے روکا انہین شاید ورنہ — آچکے ہوتے مرے پاس وہ کب کے ابکے
غم دنیا نہ رہے دہشت عقبی سے چھٹون — نام گرورد کرون اپنے مین رب کے ابکے
جل گیا نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت — لکھون احوال اگر ہجر کی شب کے ابکے
میرے خالق نے مرے حال پہ کچھہ رحم کیا — خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ابکے
چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو — کئے معشوق نظر آتے ہین ڈھب کے ابکے
کوہ غم ہجر کہ مری جان پہ گذرا گذرا — کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ابکے

جنت و باغ ارم خلد برین راحت جان
منتقی وصف یہ لکھہ انکے لقب کے ابکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے — دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے
لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن — دیوانہ وار جانب دشت و جبل گئے

اُس مہ جبین یار کے در پہ ہزار بار
مانندِ آفتابِ فلک سر کے بھل گئے

ترچھی نگاہِ یار رہی سیدھی نہ ہو سکی
ہرگز اصیل تیغ کے ہم سے نہ بل گئے

بادِ خزان چلی چمنِ روزگار مین
اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے

جتنے حسین ہوئے مرے آشنائے حال
آنکھوں سے صاف اشک کی صورت نکل گئے

مجبر جنونِ عشق کا احسان کمال ہے
جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے

رُوئے حسین پہ حسرتِ دل لوٹ پوٹ ہین
لڑکے تھے دیکھ کر یہ کھلونہ مچل گئے

جاتے ہین قافلے پہ چلے قافلے تمام
کتنے عدم کو آج گئے کتنے کل گئے

جائے ادب ہے ملکِ عدم یار منتہی
جتنے گئے ادھر سے اودھر سر کے بل گئے

کہین جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے
ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے

نمودِ خطِ سیہ کے نہین ہے زخیہ ترے
غرورِ حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے

مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکساری کا
جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے

برا نجانیو پیری کو اے دلِ نادان
جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے

ذلیل سے نہین نبھتی شریف کی صحبت
نصیب دُرد کشو کو زلال ہوتا ہے

تلاشِ یارِ وفادار دل تو کرتا ہے
جنون و خبط مین ایسا خیال ہوتا ہے

زوالِ حسن مین جاتا ہے دل پئے جانان
غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے

گلی مین اُس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی
لحد مین جیسے جواب و سوال ہوتا ہے

فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید
کبھی جو غیض مین وہ لال لال ہوتا ہے

دکھاتا ہون مین اُسے صاف آئینہ دل کا
جہان مین جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے

بہارِ خلد کا سنتا ہون وصف مین جسدم
تمھارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائے دل کو وہی گیسوئے شکن زا سے
کہ جسکو منتہی جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے
خاک برسون ہی درِ عشق کے جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشش پہ ہی خون جگر
خانہ دل مین غم یار کی مہمانی ہے

جگر ہی بار محبت کا اوٹھایا مین نے
نہ سکے بولا کہ یہ عاشق نہین بندہانی ہے

مجکو سکتا ہے وہ مصرف ہو آرایش کا
آئینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے

حسن کا ناز اوسی عجز پہ ہی مجکو غرور
مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے

جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا
شاہد اوسدم کا خدا ہے دم قربانی ہے

کوچۂ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے
دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے

زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون
شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے

ناصح اوس بزم مین مدت سی قدم ہی میرا
میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے

بی ثباتی ہے نمایش چمن عالم کی
دیکھو تو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے

دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل مین
مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے

حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین
شاہد اوس حال کا اپنا خط پیشانی ہے

بستر خاک پئے اہل قناعت منعم
راحت افزا صفت مخمل کا ثانی ہے

اسقدر خوان قناعت نے مزا بخشا ہی
ہے زبان منہ مین کہ تر لقمہ بریانی ہے

مرغ جان تو قفس تن مین نہ گھبرا اتنا
ایکدن دیکو غم عشق کی مہمانی ہے

ملتجی صدمۂ فرقت نہ بیان کر اوس سے
عمر کوتاہ ہے قصہ نرا طولانی ہے

کرتے ہین چین بھو حسن وجمال والے
پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے

پیری طرح سے ایکدن بازار سے جہان کے
جاوینگے ہات خالی جتنے ہین مال والے

دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو
مین جانتا ہون تجکو زلفون کے جال والے

محشر کا معرکہ ہو جسدم جہان کے اندر
اوسدن ہمین بچانا او لمبی ڈھال والے

بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر
او گل سے گال والے سنبل سے بال والے

تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت
جتنے ہین اس جہان مین جاہ وجلال والے

زلف شب جدائی تیری بڑی بلا ہے
اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے اور رخ کے
ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے

بھولے ہین دو جہان کو سدبد نہین کسی کے
جو جو ہین اس جہان مین تری خیال والے

صیاد نے بچھایا گلشن مین دام و دانہ
سن گلعذار والے او خط و خال والے

میری طرح سے اکدن بازار سے جہانکے
جائینگے ہاتھ خالی جتنے ہین مال والے

منصور و قیس و وامق فرہاد و ملتقی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رُخِ ماہ وش جو آتی ہے
شبِ مہتاب کس کو بھاتی ہے

جب صبا بوئے یار لاتی ہے
جانِ تازہ بدن مین آتی ہے

سُن چکا ہون مین گفتگوئے صنم
نغمہ بلبل کسی سناتی ہے

یار ہے باغ مین نہ دورِ شراب
فصلِ گل یون ہی آتی جاتی ہے

تپشِ غم ہر استخوان کو مرے
شمع کیطرح سے گھلاتی ہے

داغ دل پر نہین ہین فرقت کے
موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے

صبح کرتی نہین گریبان چاک
یار جاتا ہے جان جاتی ہے

شبِ فرقت مین یار جانی کے
زندگی کس شقی کو بھاتی ہے

شاخین ہلتی ہین نخلِ گل کی تمام
فصلِ گل پاپہ پچھاڑین کھاتی ہے

آمد آمد نہین ہے پیری کی
موت آتی ہے موت آتی ہے

ہے نہ ساقی نہ قلقلِ مینا
کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے

آتشِ گل بغیر روئے صنم
آگ دل مین مرے لگاتی ہے

اُسکے تیرِ نگاہ کے آگے
سپر سے جو وہ ہماری چھاتی ہے

تپِ ہجرِ صنم کا حال نہ پوچھ
کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے

صحبتِ غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتی ہے

کس پہ پیرو کا آہ الہی دل مرا دیوانہ ہے
کچھ نہین معلوم یہ کس شمع کا پروانہ ہے

کیا کہون مین کس گلستان مین مرا کاشانہ ہے
آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

یہ کیا تعلیم کل پیر دبستان نے مجھے
سب سے اچھا اور بہتر مشرب رندانہ ہے

مجھ گدا سے بے سر و ساماں کا یہ ساماں ہے
آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے

کثرت زہاد سے ہے کعبۂ دین کو فروغ
مجمع زنار پوشان رونق بتخانہ ہے

کو بکو ہے جو پئے دنیائے دون خانہ خراب
اک دیوانہ ہے وہ بلکہ سگ دیوانہ ہے

حال دہلی شاہ دہلی کو کرون مین کیا رقم
گنج تھا جس جا یہ اُس جا آجکل ویرانہ ہے

عاشقی کہتے ہین جسکو نقد جان ہے اسکا مول
جسکا جی چاہے وہ پئے زہر کا پیمانہ ہے

سر کا دیدینا قمار عشق مین آسان نہین
ہون وہ عاشق میرے آگے بازی طفلانہ ہے

راتدن رہتے ہین ہمدم یہ اُسکی فکر مین
آئنہ ہے روبرو زلف سیہ مین شانہ ہے

جو کہ مرتا ہے فروغ ہستی گمراہ پر
مین سمجھتا ہون چراغ غول کا پروانہ ہے

ہے لباس فقر پہنے جو گدا دنیا پرست
شیر کے برقعہ مین گویا وہ سگ دیوانہ ہے

خاکساری مین ہے ایدل عشق کامل کا کمال
جطرح سے گنج کا ہر گز دل ویرانہ ہے

عیب بھی جائے ہنر ہوتا ہے اپنے حال پر
بہر شانہ کسقدر زیبا گر دندانہ ہے

جسقدر علمائے دین تھے لکھنو کے مٹ گئے
جس جگہ گنج معانی تھا وہان ویرانہ ہے

آہ سوزان سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل
شمع رو اسکا گواہ حال ہر پروانہ ہے

کیا مقابل ہوگی افواج غم دنیائے دون
پاس میرے اک تیغ ہمت مردانہ ہے

وہ پری بولا بہار حسن اپنی دیکھکر
منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہان وصل یار مرا بند بند ہے
ہر ایک عضو تن کو یہ راحت پسند ہے

اہل جہان کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے
منصور کیطرح جو یہان حق پسند ہے

خال جبین ہے اور رخ آتشین یار
مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے

مین بھی ہون خاکسار در دوست اے فلک
تو سر بلند ہے مرا رتبہ بلند ہے

راضی ہم اُسمین ہین کہ جسمین رضائے دوست
ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خال جبین یار سے تشبیہ جبکہ دے — ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے
شکوہ ہوا اسمین یا کہ شکایت جہان کے — اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے
اس قالب تہی مین نفسی روح ہے مری — الجھا ہوا رکاب مین پائے سمند ہے
رنج شب فراق کو سن سن کے یہ کہا — اس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے
دنیائے دون کے پاس نہ پھٹکیگا وہ کبھی — اس دہر بے ثبات مین جو ہوشمند ہے
منصور بچکو دار ملی کوہ کن کو کوہ — خاصان ذوالجلال کا رتبہ بلند ہے
عشق بتان ہند مرے دل مین ہی مقیم — اس گنبد گلی مین بڑا دیو بند ہے
روز فراق اور شب وصل عاشقان — دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے
چاہے ہما کو بام فلک پر سے کھینچ لائے — آہ دل غریب رسا وہ کمند ہے

بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منچلے
کس واسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہون جبکہ ترے زہر اگلنے والے — جگر و دل یہ نہین ہم سے سنبھلنے والے
آ گرے خاک نشین جب تری در کے اوپر — صفت نقش قدم پھر نہین ٹلنے والے
یار و اغیار کا اسوقت کھلیگا احوال — جسگھڑی ہوینگے جوبن تری ڈھلنے والے
بزم مین شعلہ رخسار نظر آتا ہے — شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے
دل سے جب لکھونگا مضمون قد زیبا کے — شعر ہو وینگے مرے سانچے مین ڈھلنے والے
مار گیسو کی مرے دل مین جگہ ہوتی ہے — آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے
چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھین گے — چہرہ سیماب کی صورت ہین ابلنے والے
بند ہوتا ہی نہین ملک عدم کا رستہ — راتدن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے
فصل گل آئی ہے جلدی کرو اصلاح مزاج — پھر سنبھالے سے نہین ہم ہین سنبھلنے والے
تو کدہر جاتا ہے لے جوش جوانی مبتلا — ٹھہر جا ٹھہر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے
خون عاشق کے لئے ملتے ہین مہدی جو آج — کف افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے
جو کہ آزاد ہین اس باغ جہان کے اندر — صورت سرو نہین پھولنے پھلنے والے

عشق نیرنگ سے اس بت کے خبردار اے دل | آسمان وار یہ ہین رنگ بدلنے والے
صاحب ظرف ہوا سمین کہ کوئی ہو کمظرف | گور کے سانچے مین اگر رہین ڈہلنے والے

منتقی کیون کیا افسوس گئے یارونکا
کس لئے ہم بھی ہین اس راہ کے چلنے والے

سنا ہے یار وہ مجھسے خفا ہے | مرے قسمت کسیکا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے | نہین کچھہ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے | کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا | مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھ لے مسند شاہی سے بھتر | جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پر ناز نادان | یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ | مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل | خدا ہی جانئے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالہ پر درد سنکر | عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سما ہی روح ہے جسم گلی مین | کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد | ترا عاشق ہے یہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منھہ لال | تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھہ سے اے رند بیمار
مے گلرنگ پے بھلے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے | کرونگا اکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہانکی امتیازی سے | خدا محفوظ رکھے مجکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مثل گدا صاحب | یہ بندہ خوب واقف ہے تمہاری کارسازی سے
پنہانا طائر دل کو بنا کر حلقہ گیسو | مین واقف ہوگیا ہون ان بتونکی جالسازی سے
جسے عشق دلی ہو نہ اس محبوب کا زاہد | خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سوارِ ابلقِ ایام رہتا ہون نہین روز و شب — نخواہش مجھکو ترکی کی نہ مطلب مجھکو تازی سے
کبھی سرمہ لگاتا ہی کبھی مستی کبھی مہندی — زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے
بٹھا کر پاس ہمکو غیر سے گرمِ سخن ہونا — مین باز آیا تری ای یار ایسی سرفرازی سے
عبورِ زورقِ دل کس طرح ہو بحرِ دنیا سے — اسے پوچھونگا مین اکدن کسی کامل جہازی سے
قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی عشرت سے — تنفر ہے حقیقت کوش کو عشقِ مجازی سے
غنی کر دی گدا کو پادشاہی دیکر دنیا کی — نہین یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت مین جو اصلاح پر رکھتا ہو عالم کو
وہی اے منتقی واقف ہے اپنی کارسازی سے

توبہ کی جب سے آشنائی کی — دھوم ہے اپنی پارسائی کی
کعبہ و دیر مین رسائی کی — خوب ہی سیر کی خدائی کی
تجھ سے او پیرِ چرخِ ناہنجار — کس کو امید ہے بھلائی کی
ہم نے جوشِ بہار مین اکثر — دخترِ رز سے آشنائی کی
اُس نشۂ حسن کا ہے دل مین خیال — جو بغل مین ہے بادشاہی کی
مفلسی مین رہا ہون مستغنی — کیا گدائی مین بادشاہی کی
رند کو ہے تلاشِ میخانہ — شیخ کو فکر ہے قرائی کی
جو ہین بیمارِ عشق او عیسے — انکو حاجت نہین دوائی کی
اسکو مارا جلا دیا اسکو — ان بتون نے بھی اک خدائی کی
مجکو تبلا زمانۂ غدار — تو نے کس سے نہین برائی کی
تا سحر آج آکے رہگیا در تک — میری قسمت نے نارسائی کی
شبِ وصلت نہ کیجیے تکرار — بات اچھی نہین جدائی کی
ہو مبارک اُسے بہارِ چمن — جس کو امید ہو رہائی کی
عشق کے کوچے توکل مین — دھوم ہے اپنی بے نوائی کی

حرص دنیا ہی منتقی پیارے

قدر کھوتی ہے میزائی کی

جو شخص مستِ بادۂ کبر و غرور ہے
اُسکو کہان مذاقِ شرابِ طہور ہے

مسجد مین خانقاہ مین مے کی دکان مین
جس جا پہ دیکھتا ہون اُسیکا ظہور ہے

دنیا مین رازِ عشق سے آگاہ کون ہے
اس بحرِ موج خیز سے کس کو عبور ہے

مردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے
کس شخص کو جہان مین کشفِ قبور ہے

سُرمہ ہی زیبِ چشم حنا بند زیبِ دست
کس درجہ میرے یار کو مشقِ فتور ہے

پابند کچھ وہ سبحۂ و زنار کا نہین
اے شیخ و برہمن وہ بت تمسے دور ہے

نفسِ سگِ پلید پہ جو اپنے شیر ہے
مین جانتا ہون اُسکو بہادر ہے سور ہے

جسکے ہے آنکھ چشمِ حقیقت سے آشنا
وہ یار پردہ دار تو اُسکے حضور ہے

پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتارِ ناو نوش
انسان ہین کہ مجمع وحش و طیور ہے

تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سی چاہیے
شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے

یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے
خواہانِ ارم کا اور طلبگار حور ہے

ہو نانِ نعمت اسمین کہ نانِ جوین تر
دن رات گرم یار فلک کا تنور ہے

ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے
روحِ لطیف جسم مین ہر یا بخور ہے

ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر
کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور

یارانِ رفتگان کی جو ملتی نہین خبر
شاید مقام اُنکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈھونڈتا ہے عشقِ یار باوفا
اس منتقی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رند می آشام کے لیے
بخیہ نہین ہے جامۂ احرام کے لیے

آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لیے
تقدیر لائی ہے فقط الزام کے لیے

رکھتا نہین ہے پردہ ناموس کی خبر
مرتا ہے کیون جہان مین بدنام کے لیے

خوشبو ہی رنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا
بوسہ ہے سبب اُسکے چہرۂ گلفام کے لیے

کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف
پیدا ہوا ہون گردشِ ایام کے لیے

نقد دل و جگر نہین پہلو مین آج کل
قاصد اڑا ہے یار کا انعام کے لیئے

افسوس ہے کہ ہمکو درم واپسین کھلا
کیا کر چلے ہین آپ تھے کس کام کے لئے

کہتے ہین جسکو صبر جہان خراب مین
ہے شہسوار ابلقِ ایام کے لیئے

نام انکو بلند ہو دنیا مین منتہی
اونچا نشان قبر انکے نام کے لئے

نفرت ہو اسکو عاشقِ بے نام و ننگ سے
جلتے ہے شمعِ بزم سراسر پتنگ سے

ساقی سے میکدہ مین اٹھا ہاتھ جنگ سے
دریا مین رہکے بیر انکو نا نہنگ سے

سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈھنگ سے
ہوتا ہے زرد گل ترے چہرے کے رنگ سے

اکتاپ ہین کہ مرگ پہ عاشق کے شاد مین
کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے

ترچھے نگاہ یار ہی تہی خدا مگر
کچھ کم زبانِ سخت نہین خشت و سنگ سے

تھا گل مین رنگ و بو وہ فلک پر تھا نورِ ماہ
دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے

ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا مجھے
باز آؤن اس جہان کے مین نام و ننگ سے

نکلا ہو خط سبز رخِ سرخ یار پر
آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے

جس روز سے ہے صحبت آوارگان
نفرت ہو مجکو نام سے پرہیز ننگ سے

جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال
رغبت کمال رہتی ہو تریاک و بنگ سے

مشہور دہر مین قدر انداز ہو بہت
طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیرِ تفنگ سے

برسون بہادرون سے رہا ربط منتہی
الفت دلی ہے اسلئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے
درپیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے

ملکِ عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے
لیجائیگا یہان سے مقدر کدھر مجھے

البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے
آنا اگر ہو دہر مین بارِ دگر مجھے

کیون کرتی ہی حقیر تبارو کے پیش یار
کسواسطے ڈبوتی ہے اوچشم تر مجھے

کیا دیکھتے ہین میٹھی نگاہون سے مہ جبین
کیسے نظر لگاتے ہین اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا — بھاتا نہین ہے آپکا یہ کروفر مجھے
بندہ ہم منعم مین سر کو کٹا دون مین مثل شمع — سرکار عشق سے جو ملے اور سر مجھے
آنکھون مین جب سے جلوۂ جانان ہے آنکا — ذری دکھلاے دیتے ہین شمس و قمر مجھے
بوسے ملین گے کب دُرِ دندان یار کے — کب دیگا بحرِ حسن وہ لعل و گہر مجھے
دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین — حرص و ہوا پھراتے ہے کیون در بدر مجھے
پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر — تقدیر نے بنایا ہے شمع سحر مجھے
ہر شعر یادگار ہے میرا جہان مین — اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے
بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج — مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پہ مجھے
دیکھا جو اس دو راہی مین ہستی کے غور سے — ہر اک دکھانے دینے لگا رہگذر مجھے
اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلادیا — مانندِ غولِ دشت ہوا راہبر مجھے
بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو — اہل ہنر سمجھتا ہے اہل ہنر مجھے

دلمین ہے اُس نگار کے جا بیٹھی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بد مغز دل زبان سے مری شاد کیا کرے — نامرد لیکے خنجر فولاد کیا کرے
دانا ہے یار عاشق ناشاد کیا کرے — ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے
نا قدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے — نامرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے
دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے — کیا ہو سکے طبیب سے فصاد کیا کرے
نیرنگ حسن کا جو طلبگارِ دید ہو — کھینچے وہ سیر عالمِ ایجاد کیا کرے
گاہک ہے جانکا جگر و دل تو لے چکا — اسسے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے
دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی — قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے
ہمکو تو کیف عشق نے مدہوش کر دیا — عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے
نقدِ دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا — ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے
وصلِ جمالِ یار کی گر انتہا نہین — پھر لیکے کوئی خامۂ فولاد کیا کرے

کونین سے جُدا ہے اگر طالب وصال
بھر لیکے مال و زر ترا آزاد کیا کرے
لکھا ہوا ہے کاتبِ قدرت کے ہاتھ کا
اصلاح خط پہ یار کے حداد کیا کرے

ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک سیج ہی منتھی
مجھسے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

اُلفت ازل سے دی مجھے حسنِ شریر کی
باران غم سے کیوں نہ مری مٹی خمیر کی
سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی
چلتی نہیں ہے شاہ کے آگے فقیر کی
بلبل چہکرہے ہیں گلستان میں اندنون
آواز آرہی ہے مرے ہمصفیر کی
ہین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو
مین جانتا ہون موج ہے یہ حصیر کی
جدل دلی کو میرے خدا جانے کیا ہوا
اب کے شب وصال نے کیون آ کے دیر کی
بو چھوٹکا چلکے اہل قناعت سے اکدن
لذت ہی کیسی آپکے نان شعیر کی
لکھی تھی جب نصیب مین بندگی عاشقی
اسدم کہان تھی عقل ہمارے دبیر کی
ماہِ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا
تصویر یہ تو ہے کسی دشمن ضمیر کی
گاہے قفس مین ہے کبھی پھندے مین دام کے
مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی
دیر و حرم مین ڈھونڈتے ہین شیخ و برہمن
ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی

منھہ پھر گیا ہے نعمت دنیا سے منتھی
لذت ملی ہے جبسے کہ نان شعیر کی

حال گل بلبل و صبا جانے
میرے دل کی لگی خدا جانے
وہ رہے کوچۂ توکل مین
نقش جب نقش بوریا جانے
عاشقی کی خبر ہے عاشق کو
مدعا اہل مدعا جانے
کوچۂ زلف کا جو پوچھا حال
ہنسکے بولے مری بلا جانے
مرضِ عشق کی حقیقت کو
کوئی بیمار لا دوا جانے
غم عاشق سے کیا خبر اُسکو
درد فرقت مسیح کیا جانے
کار دنیا دون پرست دلا
کوئی بے ننگ و بے حیا جانے

عشق بازی مین وہ قدم کو دہری — اس خبر کی جو مبتدا جانے
اثرِ رازِ گریۂ عاشق — چشم جانے یہ ماجرا جانے
حالِ دیوانگانِ عشقِ صنم — چمن دہر کی ہوا جانے
جو گدائے درِ محبت ہو — رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال — ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم مین — شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا — جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حالِ جانبازی کا تری فرہاد — جو کہ ہو صاحبِ وفا جانے

جسکو ہووے عبورِ بحرِ سخن
منتہی کی وہ انتہا جانے

قعرِ دنیا مین جو صفا دل ہے — چاہ نخشب کا ماہِ کامل ہے
مائل بے وفا اگر دل ہے — نقش جب اسکا نقشِ باطل ہے
اُس شہِ حسن کا جو مائل ہے — شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش ہے موجِ ہوا میانِ بہار — بہر دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ — شخص فاضل ہے مردِ قابل ہے
بحرِ ہستی مین جو ہے دریا دل — خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھیے اُسکو — آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو — مرد دانا ہے شخصِ عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کارِ جہان — دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل مین نہین ہے جائے کرم — گویا بے آب چاہِ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے — فضلِ حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہین ہے رخصتِ یار — نزع کا دم کمال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق — باغ مین مجمع عنادل ہے
یہ مرقع جہان کا ایدل — چشم بینا مین نقش باطل ہے
قتل کرتا نہین وہ عاشق کو — یار ناداں اپنا قاتل ہے

عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہے
منتھی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیداد گر پہلے — کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصد مختصر پہلے
شکایت بعد کرنا کثرت عشاق کی غافل — تو حسن خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے
نظارہ بعد کر اس تیغ ابرو کا دلا نادان — اگر عاشق ہما در ہے تو کر سینہ سپر پہلے
نکرتا قصد جانے کا کبھی سوئی عدم عاشق — خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے
سنا ہے منزل جانان نہایت دور ہے غافل — جو ہے دانا تو پیدا کر دلا زاد سفر پہلے
اسی سے عاشق جانباز کو بیدل ہی کہتی ہین — کوئی گذرا ہے شاید ایسا ہی مفت سر پہلے
نہ کرکے صبر اسدل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا — نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خون جگر پہلے
کہی رکھتے ہین قاصد بعد دینا خط شوقیہ — قدم پر یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے
صف مژگان اشک آلود کے آگے وہ جب آئے — سیاہی اپنے منہ کی تھوپڑا اے ابر تر پہلے
نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے — دل نافہم کو کرتے جو ہم زیر و زبر پہلے

نہ بھرتے منتھی درد نہ وحشت حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزل ہستی سے کر جاتے سفر پہلے

نمود خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے — کروگے کند چھری سے مگر حلال مجھے
مین تشنہ لب مئی وحدت سے ہون زخود رفتہ — پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے
زبان راست میری منہ مین دی ہے خالق نے — ہزار شکر دیا لقمہ حلال مجھے
فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری — یہ فن عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے
ندا الاسا نہ قدسی و فنا زنے مجھپر — کیا نہ باغ جہان مین کبھی نہال مجھے
تپ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون — دکھائے دیگا نہ اسدن رنج ملال مجھے

گدا نظر مجھے آتا ہے رشک دنیا دار — دکھاے دیتا ہے شیر ژیان شغال مجھے
نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم — ہون بے ثبات فلک کر نہ پائمال مجھے
کسی کے دولت وصلت ہو کس طرح ممکن — وہ نا دہند ہے آتا نہین سوال مجھے
رہو کا ان پیر مغان تک مین صرف کر دیا — کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے
الٰہی وہان مجھے قید حیات مین کیجیل — شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے
مین رند پیر خرابات کا ہون دیوانہ — ہر ایک کہتا ہے احباب باکمال مجھے
درازیان شب فرقت کی بسکہ جھیلے ہین — دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے
سنو مین شیخ و برہمن کی تا کجا یارب — بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے
مرید پیر خرابات رند مشرب ہون — جو بدخصال ہین کہتے ہین بدخصال مجھے

خدا ہی جانے کہ مین حال اپنا کیا کرتا
دکھاے دیتا جو اے منتقی مال مجھے

کاتب اعمال ناحق در پئے تعذیر ہے — دیدۂ انصاف مین ہر ایک بے تقصیر ہے
ایک مدت سے نہین اسمین خیال روے دوست — دل ہے پہلو مین وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے
لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اُسنے مجکو کیا — ایکدن محشر مین مین ہون کاتب تقدیر ہے
بیٹھ ہر کے دل دوڑتا ہے کوچہ سفاک مین — ان دنون مین موت اُسکی کیا گریبان گیر ہے
کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجکو عمر بھر — حشر کا میدان ہے مین ہون وہ بت بے پیر ہے
ہر بسم اللہ ہے ابرو نہین آس یار کا — گرد رخ کے خط نہین قرآن کی تفسیر ہے
پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ — یا برابر مار کے لبریز قدح شیر ہے
ہے یقین اُسکو نشانے تک خدا پہنچائیگا — آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے
نیک و بد لوح نے جو لکھا تھا وہی مین نے کیا — کاتب تقدیر اسمین کیا مری تقصیر ہے
دولت وصلت طلب کرتا ہون اُس سے دیکھئے — بھیجتا قاصد تو ہون آگے مری تقدیر ہے
کونسے دل مین نہین ہے عشق کی جا ناصحو — کیا صفت اُسکی کرون مین شاہ عالمگیر ہے
[illegible]

کون پہنچائے گا اوسکو منزل مقصود تک — یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مرجا دی ہے — تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے
مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے — شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے
کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوس دنیا نے — نفس امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے
دست بستہ ہے جنون وحشت دل حاضر ہے — عشق کامل مرا جسدنسے ہوا ہادی ہے
دور ہے خط سیہ فام ترے چہرے سے — آج تک فرد عمل یار تری سادی ہے
ہوگیا آنکھونسے معدوم جہان کے اکبار — کوچۂ یار مگر گلشن شدادی ہے
کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار — کون آباد ہو کس کے لیے بربادی ہے
حسن نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم — جسکے ہاتونسے زمانا ترا فریادی ہے
کونسا رند نہین تابع فرمان اسکا — دختر رز بھی الٰہی کوئی شہزادی ہے
دیکھ کر بیٹھا تھا صیاد حسین کی صورت — اس گرفتاری سے بدتر مری آزادی ہے
کھینچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے — کارمانی ہے نہ یہ صنعت بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشق دنیا کے حضور
منتہی نفس کشی پیشۂ جلادی ہے،

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی — ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی
دیا ایک بوسہ نہ عناب لب کا — مریض محبت کی اچھی دوا کی
بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے — دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی
کہون کسطرح مین خرابات کو بد — یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی
نکھر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت — بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی
رہا کرتے ہو سر بزانو شب وصل — ہمارے لئے تم ہو گٹھری حیا کی
مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع — کہ صنعت سے باندھی ہے گٹھری ہوا کی
مین لکھا کیا خط شوقیہ اسکو — مگر میری تقدیر محو حنا کی

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن مین ملکر
بن آئیگی بلبل کی باد صبا کی

مجھے منتھے شاہِ کونین سمجھون
اگر تو نے اُس شوخ کے دلمین جا کی

دل اگر طالب وصلِ بُتِ ہر جائی ہے
مجکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے

منقبہ ہوئیگا گر ہر یہی تحریرِ ازل
آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے

عشق بازی جسے کہتے ہین جہانکے اندر
خصم جان عقل کی ہر دشمن دانائی ہے

حوصلہ چاہیے منھ چاہئے لینے کو اُسے
مے صافی سے بھرا گنبدِ مینائی ہے

ڈھونڈھتا یار وفادار جہان مین ابدل
میری دانست مین دیوانگی دانائی ہے

پاس ہے پردہ نشین یار تری او غافل
غور سے دیکھ اگر قوتِ بینائی ہے

جلوۂ حسن نگر ہو نہ کر رہا ہے دلکو
دشمن اس جان کی ہمارے تری رعنائی ہے

چشم وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہو دلِ زار
آجکل مدنظر آہوی صحرائی ہے

آئینہ پیش نظر رکھتا ہے ہردم شاید
اندنون یار مگر محو خود آرائی ہے

جان تو بھول بھلیان ہے دلا کوچہ عشق
بچکے چل اس سے اگر دعوۂ دانائی ہے

آہ اظہار محبت سبب فرقت ہے
تیری بدنامی بھی میرے لئے رسوائی ہے

خوبی و ہر مکافات ہے زہر قاتل
دشمن عاشق شیدا تری رعنائی ہے

نہ ڈرا شیخ عذابِ لحد تیرہ سے
اپنی جھیلی ہوئی برسون شبِ تنہائی ہے

جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہی دنیا مین نماز
در پہ ابلیس کے کرتا وہ جبہ سائی ہے

جب سے رکھا ہی قدم دشتِ جنونکے اندر
خار ہین مین ہون مری آبلہ فرسائی ہے

موج گل آئی ہے شاید چمن عالم مین
جانب دشت طبیعت میری لہرائی ہے

خوبی حسن پہ اپنے اُسے رہتے ہے نگاہ
اندنون یار وہ وابستہ رعنائی ہے

منتھے جو کہ گدا ہے بے دنیائے دنی
تیر کے برقے مین گویا سگ سودائی ہے

یہ روح سگِ نفس کے حلقے مین گھری ہے
کس دیو کے پھندے مین گرفتار پری ہے

یہان دم پہ بنی ہے سپہ درد جگری ہے
غفلت ہے وہان اور بہت بے خبری ہے

بہتی ہے مئے ناب جہاں رہتا ہے واں رند — مسکن ہے وہاں شیر کا سمجھا کہ تری ہے
دنیائے بدانجام و بداطوار کو دیکھو — اچھونسے بری رہتی ہے کھوٹونسے کھری ہے
باریک سرِ مو سے سوا ہے کمرِ یار — یا عاشق جانبار کی کوتہ نظری ہے
ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال — ہر دیدۂ بینا میں چراغِ سحری ہے
دیکھا نہیں تو نے نگہ مہر سے اسکو — یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے
لوٹا ہے ان آنکھوں نے مری مزرعہ دلکو — کھیتی مری تیار تھی ہرنوں نے چری ہے
فصلِ گل میں آئی ہے آتی نہیں آواز — شاید بطِ مے طاق پہ نسیان کے دھری ہے
معدوم جو نظروں سے مری ہستی ہے ہر دم — ہے تار نگہ یا تری نازک کمری ہے
بھڑکا تھا ترے حسن کا جو طور پہ شعلہ — پیارے دل شیدا میں وہی جلوہ گری ہے
محتاج نہیں منزل ہستی سے عدم تک — داغ جگری عشق کا زاد سفری ہے
اس منزلِ ہستی میں بہت آ کے گئے ہیں — ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہاں سفری ہے
گر وا نہیں واں زلفِ مسلسل پہ ہے شانہ — کیوں عاشق جانبار کو آشفتہ سری ہے

کیوں زاہدِ ابلیس سے نیکی کا ہے جویا
اے منتھے پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے — وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے
حق میں مجھ سے عاشقِ ناشاد کے — روز فرقت روز رستہ خیز ہے
گردش چشم بتانِ ہند بھی — ابلقِ ایام سے بھی تیز ہے
ٹھہرے اسکو نہ دیکھا ایکدم — عمر کا توسن نہایت تیز ہے
پھونکا جب آتش نے کوہِ طور کو — خاک میں اپنی وہی آمیز ہے
آہ اپنی گر نہیں شاخ چنار — اسقدر پھر کیوں یہ آتش ریز ہے
پھول جھڑتے ہیں زباں سے ہر گھڑی — کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے
کاوش مژگاں تری اے شہسوار — عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے
سرو قامت کی یہ رکھتا ہے تشبیہ — مصرعہ برجستہ مضمون خیز ہے

توسنِ دیوانگانِ عشق کو — خارِ صحرا ئے جنون مہمیز ہے
جانتا ہون مین درمِ اخلاصِ یار — ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے
عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار — اک بلا ئے بد ہے آفت خیز ہے
برسون کوئی عشق مین چھانی ہے خاک — دامن دل اپنا آفت خیز ہے
کیا عمل پوچھین گے میرے روزِ حشر — پاس میرے اُنکے دستاویز ہے
بزم مین اُسکو لیا آغوش مین
منتہی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے — شاد ہے آباد ہے مسرور ہے
حرص رغبت جسکے دل سے دور ہے — زیر پا اُسکے سرِ فغفور ہے
وہ بلا ئے دو جہان سے دور ہے — جو شرابِ عشق سے مخمور ہے
حاصلِ پا بر زمانا ناصحا — جان لے بیکار کا مزدور ہے
جو کہ اس دارِ فنا مین حق کہے — وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے
سن کے وہ آہ دل کہنے لگا — خوش صدا ہے کاسۂ تنبور ہے
نان نعمت دے کہ دے نان جوین — ہر طرح بندہ ترا مشکور ہے
سنگ راہ عشق جانان سے مگر — شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے
جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے — پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے
نغمۂ بلبل فراقِ یار مین — باغبان مجکو صدائے صور ہے
کرتے ہین مضمون تراوش دمبدم — شاعری کا دل مین اک ناسور ہے
جو کوئی ہے طالبِ دنیائے دون — مکر کا پتلا سراپا زور ہے
ہے برابر عیب سے اسکا ہنر — جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے
بہرِ عاشق یار کا گیسو دراز — تار ہے زلفِ شبِ دیجور ہے
صدمہ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل — جو اُسے منظور ہے منظور ہے
سنگ داغِ محبت گر نفیس — بزم مین رندون کے بمقدور ہے

شرمگین ہے کیون رخِ روشن ترا — جھلملاتا کیون چراغِ طور ہے

قہر ہے کم ظرف کو رفعت کمال — شمع پر پروانہ پھر مور ہے

جلوۂ جانان اگر ہر شے مین ہے — مجکو ہر ذرہ چراغِ طور ہے

ہو امید وصل جسکی ساقیا — وہان مئے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدردان اوسکا زمانے مین نہین

منتہیؔ جس بات پر مغرور ہے

کیون کھینچتے ہو غیر پہ تلوار کس لئے — حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لئے

اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا — فرمائیے تو آپ ہین بیمار کس لئے

کاہیکو دل کسی سے لگاؤن نہین ناصحو — بیٹھے بٹھائے مول لون آزار کس لئے

موئے کمر کا آپ کے لگتا نہین پتا — ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لئے

ظلِ ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو — اوس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لئے

گاہک نہین جو تم مرے اس دل کے مال کے — آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لئے

گر تانک جھانک کی نہین عادت ہی آپکو — ہے جا بجا یہ رخنۂ دیوار کس لئے

فریاد میری وہ نہین سنتا نہین سنے — آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لئے

بہر وصال عجز جو مین نے کیا کہا — کرتے ہو آپ مجکو گنہگار کس لئے

مانا کہ دنکو ہے تمھین رسوائیوں کا خوف — اے حیلہ جو بنی ہے شبِ تار کس لئے

گر دل ہے بے کرم تو مشیخت ہی بے محل — گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لئے

گویا جو ہوتے گیسوئے جانان تو پوچھتا — کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لئے

دنیائے دون کے گر ہو گرفتار منتہیؔ

یہ ننگ کسلئے تمھین یہ عار کسلئے

کل شبِ وصل گر اوس مہ سے لڑائی ہوتی — ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی

صرف مین ساقی بدمست کے آئی ہوتی — رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی

یار جو ہوتی محبت کبھی مجھ سے تجکو — اور حالت تری اتنک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دم زیست
ہے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی

ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم
گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی

اے شب ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر
بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی

ابر رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھسے
مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی

جنت و حور کا احوال عیان ہوجاتا
کوچۂ یار تک اپنی جو رسائی ہوتی

پاس سے میرے شب وصل اگر اٹھ جاتے
روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی

رنج فرقت کا تجھے حال عیان ہوجاتا
گر طبیعت تری بیمار کہین آئی ہوتی

کی فلک ہمکو عطا چھٹکے بیماری عشق
نہ دیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی

جنس دل کا تھا طلبگار نہ غیر از وصلت
مفت تب دیتے جو ہمنے پڑی پائی ہوتی

آہ مین بلبل بیدل کے جو ہوتی تاثیر
آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی

کوچۂ یار مین بندھتی جو کبھی اپنی ہوا
خوب ہی خاک زمانہ مین اڑائی ہوتی

اشکباری سے ڈبو دینی تھی یہ قصر عمل
یہ عمارت ایسی تدبیر سے ڈھائی ہوتی

یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے
بات مطلب کی تو منھ سے نکل آئی ہوتی

منتہی راحت کونین اگر تھی منظور
چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خون جگر ہے شراب کے بدلے
ہمارا ہے دل سوزان کباب کے بدلے

دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے
عطا ہوئی ہمین پیری شباب کے بدلے

سوال گور مین جسدم کرینگے آکے نکیر
دکھاؤنگا خط قسمت جواب کے بدلے

طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہمنے
ذرا سی بات پہ تیور جناب کے بدلے

ہزار بار شب ہجر مین ہوا بیہوش
ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے منتہی اسکو
خراب ہون دل خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دلِ بےباک ہے — جسنے بھیجا آیۂ لولاک ہے

آئینہ کیا جام سے پاک ہے — دل ہمارا جوہر ادراک ہے

جو ترا دیوانہ بےباک ہے — دو جہان کے مخمصے سے پاک ہے

گردشِ چشمِ صنم کے سامنے — اک تماشا گردشِ افلاک ہے

دیدۂ انجام بین کے روبرو — اک بگولہ گنبدِ افلاک ہے

محو کیا ہا تونے تیرے اے جنون — دل جو نالان چمن کا چاک ہے

رشک سے رخسار و کاکل کے ترے — سنبل ابتر گل گریبان چاک ہے

زاہدا اہل قناعت کے حضور — دولتِ دنیا خس و خاشاک ہے

عالم نیرنگ کہتے ہین جسے — جانتا ہون مین طلسم خاک ہے

حلہ ہائے خلد کہتے ہین جسے — یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے

عشق کی آتش کا اسکو دھیان ہے — دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے

ابلق ایام کا ہون شہسوار — زیر ران اک توسن چالاک ہے

چاہئے تھملا رہے اسکا سوار — توسن عمر روان چالاک ہے

پیری آئی گی جوانی جائیگی — آگ جب تحلیل ہوگی خاک ہے

چادر مہتاب کہتے ہین جسے — یار کی اک ململی پوشاک ہے

لائے ساقی جوشِ گل آئے کہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

اولٹے ہو آستین ہین تیور چڑھے ہوئے — آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے

جاوے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف — بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے

نوک مژہ پہ عاشق شیدا کے اشک ہین — کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے

قطرے عرق کے روئے بت سبز رنگ پر — لوح زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے

ٹکڑے ہوا ہے داغ محبت سے دل مرا — ہین ملک عشق مین مرے سکے پڑے ہوئے

نقدون پہ مدتونسے لگایا ہے یار کو — برسونسے ہین وہ داؤن پہ اپنے چڑھے ہوے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا — ہم بھی ہین اپنے یار کے در پر اڑے ہوے
تیغ انگلنی کا جب سے اُس شوخ کو خیال — کوچے تمام شہر کے ہین کیا سڑے ہوے
احوال سن کے شیرین و فرہاد کا کہا — مردے اوکھاڑتے ہو پُرانے گڑے ہوے
اللہ ری رُعب حسن بت آتشین مزاج — دل موم ہو گیا جو ذرا وہ کڑے ہوے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روز حشر — بندے بھٹک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوے

اس جنگ حسن و عشق کے میدان مین منتہی
یارون کے مدتونسے ہین جھنڈے گڑے ہوے

جب فصل بہاری مین زنجیر نظر آئی — دیوانۂ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھون مین رہا پھر کر — اُس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہ نو کو کل شب سر گردون پر — طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
خاموش ہوا کاتب اعمال کھلے میرے — جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینونکا — جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
پھونکا دل دلبر کو بھیجا جو پیام وصل — اس آہ کی مدت مین تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہین خراب اصحاب — یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہون مین گدایون مین زہادون مین رندون مین — جیسا یہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اس دل سے گری میرے — ابرو کی کبھی جسدم شمشیر نظر آئی

اس فرد مقدر کو اے منتہی جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہین گرمی ہی اس مہ سے مسیحا سے لڑائی ہے — شب فرقت نہین آئی ہے اپنی موت آئی ہے
مگر اُسنے گلی مین ایسی کیا تیغ آزمائی ہے — جو وہانسے چارپائی پر نکلتی چارپائی ہے
نہ شیشے مین ہے مے باقی نہ کیسے مین زر خالص — دم گوشہ نشینی ہے یہ وقت پارسائی ہے
ادہر دنیا کا لالچ ہے ادہر عقبی کا کھٹکا ہے — یہ منزل دل کی ہے کونین کی جسمین سمائی ہے

ادہر لا لایا پریوش کو مٹایا ہجر کا صدمہ　　بھلا ہو جذبہ دل کا یہ ری بگڑی بنائی ہے
نہ وہان خط رخ یہ نکلا ہے نہ یہان دل مین کدورت ہے　　چلے آتے نہین صاحب صفائی پر صفائی ہے
کیا ہے اے فلک تو نے ہی پابند ہوس ہمکو　　دیا ہے وہ مرض ممکن نہین جسکی دوائی ہے
وہان پر رند رہتے ہین جہان ہوتا ہے میخانہ　　دلا تیرونکا مسکن ہے وہان جیسی ترائی ہے
کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو　　مگر صانع نے کیا سرسون ہتیلی پر جمائی ہے
مرا آہ دل سن سن کے وہ بیرحم یون بولا　　کسی ہے اعتماد اُسکا کہ جو تیر ہوائی ہے
سخاوت کے سبب سے آشنائی ہجر و وصلت ہون　　مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے
کبھی دود دل ہے گاہ ہے آہ شرر افشان　　نہین معلوم ہے کس لئے دہونی رمائی ہے

جتا کر راز اُلفت کو اٹھائے ہجر کے صدمے
بہت تھا منتہی دانا مگر کیا منھہ کی کھائی ہے

مر جائیے فراق مین اگرچہ نہ روئیے　　اس کشتی حیات کو اکدن ڈبوئیے
اپنے کئے کو آپ دل زار روئیے　　اشکونسے اپنا نامۂ اعمال دہوئیے
نظرون مین جا کھچے در دندان یار کو　　تار نگہ مین آج تو موتی پروئیے
ارمان دل نکالئے اب کی شب وصال　　اُنکو نہ سونے دیجئے خود بھی نہ سوئیے
جاتا رہا کیان شباب کی طفلی کی شوخیان　　ہر وقت یاد کیجئے اور خوب روئیے
جرات کو دل کی طاقت و ہوش و حواس کو　　کس کس کو یاد کیجئے کس کس کو روئیے
لیون نقد دلکو دیجئے بے وصل ناصحا　　اس مال بیقیاس کو کیون مفت کھوئیے
رکھتے ہین جو کہ کوچۂ سفاک مین قدم　　اُنسے کہو کہ زیست سے بھی ہاتھ دہوئیے
لذت کی ان بتون کو جو ایذا مین جھیلئے　　اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈہوئیے
رونے سے ہاتھ آئے اگر دولت وصال　　یون روئیے کہ زورق گردون ڈبوئیے

ہاتھ آئے ہمکو گنج قناعت جو منتھی
پھیلائیے پاؤن چین سے زیست سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہی ۔ ہی راشیون زور عدالت خراب ہی
جبدن سے دور ہے فلکِ دُون پرست کا ۔ حیران ہین شریف شرافت خراب ہی
پابند وضع ہو کے ہوا ہون ذلیل و خوار ۔ مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہی
بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز ۔ اہل حیا کہ صاحب عزت خراب ہی
حصے مین اندنون ہی شریف نجیب کے ۔ سنتا تھا مدتون سے مصیبت خراب ہی
دام بلا ہی حلقۂ تسبیح شیخ و شاب ۔ ہاتو بنے ناکسون کے عبادت خراب ہی

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے ۔ فکر معاش ہی کبھی روزِ حساب ہے
پیری ہی نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے ۔ کچھ لطف زندگی ہے تو عہدِ شباب ہے
ویران دل ہے جو نہین مسکن ہی یار کا ۔ جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے
رندون کو دے شراب جو ممکن ہو ساقیا ۔ تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے
اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات ۔ دنیا تمام ساتھہ ورق کی کتاب ہے
تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا ۔ معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے
دم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا ۔ وہ دن بھی رکھو یاد کہ روزِ حساب ہے
دیتا ہے دمبدم مجھے جامِ شرابِ ناب ۔ ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے
کس بحرِ حسن کا لبِ دریا گذر ہوا ۔ چشمِ حباب صورتِ چشمِ پرآب ہے
صورت تمام ہستی ناپائدار کے ۔ دہوکا ہے نقشِ آب ہی موجِ سراب ہے
آتش شرابِ شوق کی بھڑکی ہی اسگھڑی ۔ پہلو مین دل نہین ہی ہمارے کباب ہے
بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا ۔ اسکا حساب آپ سے روزِ حساب ہے
قابو مین ہے نہ دل نہ جگر پہ ہے اختیار ۔ اس منتھے سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہِ جگر خراش کی تاثیر دیکھئے ۔ اس دل کو میرے دیکھئے یہ تیر دیکھئے
چھائی یہ ہے وہ چاند سے تصویر دیکھئے ۔ کس اوج پر ہے اخترِ تقدیر دیکھئے
سینے مین دل نہین نظر آتا ہی اندنون ۔ اک روز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھئے

ملک عدم کو کھینچتی ہے وحشت دلی
کھنچتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھیے

کھاتا ہے تیغ اُلفت جانانہ منتھے
رکھتا ہے پاس ہمت مردانہ منتھے

رکھتا ہے دل مین اُلفت جانانہ منتھے
بھرتا ہے کیف عشق سے پیمانہ منتھے

وصلت مین گاہ گاہ ہے فرقت مین مبتلا
ہوشیار ہے کبھی کبھی دیوانہ منتھے

کیا دیکھتا ہون رات کو بزم وصال مین
ہے شمع روئے یار کا پروانہ منتھے

سنکر پیام وصل یہ اس شوخ نے کہا
کیا ہو گیا ہے اندنون دیوانہ منتھے

بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہوا
بے آگ کے جلا ہے مرا خانہ منتھے

آیا نہین ہے خط رخ رنگین یار پر
پہنچا زوال حسن کا پروانہ منتھے

نیرنگ حسن یار کا اس مین خیال ہے
آئینہ ہے دل کا یا ہے پریخانہ منتھے

کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی
بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ منتھے

اہل دول کو غیر سے نفرت ہے اندنون
جس جا ہے گنج وہان پہ ہے ویرانہ منتھے

تیغے مین جسکے دل ہے اسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورت سگ دیوانہ منتھے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے
خوشی ہے دل کو کہ کوئی دم مین یار آتا ہے

مین شیر پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون
اُسے جسے کہ سگ نفس مار آتا ہے

اذان دی کعبہ مین ناقوس دہر مین پھونکا
ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے

غبار دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا
بلند اسکو نظر جو مزار آتا ہے

نزدیک ہے لحظہ بلحظہ وہ حسن روز افزون
دلا ہوش دکہ وقت شکار آتا ہے

عدم سے عالم امکان مین منتھی پیارے
دہرا ہے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

یہان مین کون مجسا خوش بیان ہے
مری گہٹی مین بلبل کی زبان ہے

چمن مین دیکھکر ابر بہار سے
مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے

سے

چھلکتا جو ہے اس دل مین شب و روز / کسی بلبل کا شاید آشیان ہے
نہ لاف زمزمہ کر دیکھ بلبل / مرے منہ مین بھی آخر کو زبان ہے
برہمن دہر مین کعبہ مین ہی شیخ / جسے دل ڈہونڈھتا ہے وہ کہان ہے
مبارک شیخ تجکو جنت و حور / مرا سر اور اُسکا آستان ہے
چمن مین دیکھکر ابر بہار سے / مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے
بہت سے خوبیان ہین مہروش مین / مگر یہ عیب ہے نا مہربان ہے
سنبھل کر صحن دل مین یار جانا / یہ شاہِ عشق کا پیارے مکان ہے
کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل / الٰہی کون اِسکا باغبان ہے
عدو جو بے اثر کرتے ہین نالے / سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے
جسے کہتے ہین خورشید قیامت / صف عشاق کا زرین نشان ہے

الٰہی منتھے اہل توکل
ترے خوانِ کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے / زندگی موت کے برابر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب / کوئی دارا کوئی سکندر ہے
اک قطرہ ہے بحرِ الفت کا / مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے
نالہ دل کھول کر کرون کیونکر / کہنہ سقف فلک یہ سر پر ہے
حور و جنت کو کیا کرون لیکر / دل مین بندی کے یار کا گھر ہے
تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ / لعل بھی ایک لعل پتھر ہے
عشق بازی مین ایک ہین دونون / اِسمین مفلس ہے یا تونگر ہے
آتشِ عشق سے بہت ہے شاد / دل بغل مین ہے یا سمندر ہے
دلِ اہلِ ہنر بھی دنیا مین / میری جانب مین معدن زر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب / کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منتھے پیارے

حال شاہ و گدا برابر ہے

مستی ہی کیفِ عشق جنابِ امیر کی — بیہوشی ہو مجھے مئے خم غدیر کی
آہِ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی — آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی
سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتو سے یار کے — پہلو مین دل ہے یا کہ ہے گدڑی فقیر کی
عاشق کو یاس سے نہ جدا کر تو شاہ حسن — ہوتی ہے بادشاہ کو حاجت وزیر کی
قشقہ جو کھینچا ہے ہمنے جبین نیاز پر — دنیائے دون کے سینے پہ گویا لکیر کی
اقرار سے وصال کے دل شاد ہو گیا — کیا بات ہے صنم سخنِ دلپذیر کی
ہر ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم — دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی

غافل ہے یار عاشقِ شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغِ اسیر کی

تمت

اعلان

اس دیوان منتھی کا حق تصنیف وتالیف نواب میر خیرات علیخان صاحب بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت مطابع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین بعوض نفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر اک قسم کے کتب قلمی بمثل وخوش خط و چھاپہ وغیرہ کے موجود ہین جنکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہو سکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدر آباد دکن محلہ دار الشفا روبروے شترخانہ سرکار عالی

علاوہ اسکے یہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب مقام تھانہ امروہہ محلہ شترا بازار ضلع مراد آباد دوکان سید حسین صاحب سوداگر کے پاس سے مل سکتے ہین۔

قصیدۂ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدم مہر سے روشن جو ہوا برجِ حمل
چمنستان مین پھنکی لالہ و گل کی مشعل

گل پہ گل کھلتے ہین ہر دم چمنِ ویرانین
شجرِ خشک سے کوپل پہ ہے پھولی کوپل

باغبان پھرتے ہین ہر سمت کو انڈے اینڈے
پوچھتے پھرتے ہین دہقان کہان تھا جنگل

کثرتِ لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے
ڈھیر پھولون کا ہے صحرا مین ہر اک سینۂ تل

کلیان کھل گئین غنچون کی چلی بادِ بہار
جز مفصل نظر آتا نہین مجکو مجمل

گل کئے غنچۂ گل خوب نسیم سحری
وا کیا دل پہ مرے عقدۂ مالاینحل

چھو کے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد مین جائے
گیسوئے حور کے کھل جائین ابھی بل ہی بل

حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے
شکل ادریس ہمیں پھر بخدا جائے مچل

گرد یون نرگس شہلا کے ہے سوسن کی بہار
چشمِ معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل

چھوڑ کر آجکل ایسے چمنستان کی بہار
مین نجاؤن جو کہے کوئی مجھے خلد مین چل

زور ہے اب کی تراوت کا زمانہ مین کلل
بھیگ جائے نہ کہین بادِ صبا کا آنچل

آب پاشی کے لئے ہر روش گلشن کے
لکۂ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل

یہ مجھے ابر بہاری پہ یقین ہوتا ہے
حور آئی ہے کوئی اوڑھکے کالا کمبل

داغ پر لالۂ حمرا کے یہ سوجھی پھبتی
گویا آغوش مین مریخ کے بیٹھا ہے زحل

صبحدم جب گل خورشید فلک پر نکلا
مین یہ سمجھا کہ کسی جھیل مین پھولا ہے کنول

سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے
شیشۂ سبز بنے شعلۂ نار منقل ہے

ہے ہوا بسکہ صفا خیز و کدورت رفتہ
صورت آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل

ہو نمکس پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر
یون زمین سے ہے عیان صورتِ قارون عمل

نام بیمار نہین بیٹھا ہے خاموش طبیب
درد سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل

لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیم سحری
دہن غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھہ سنبھل

استراحت ہو جوانانِ چمن کو جسمین
صحن گلشن مین بچھایا ہے صبا نے مخمل

پردۂ غیب اوٹھایا ہے صفا نے ایکے
حال کیطرح سے ہے پیش نظر مستقبل

قوت نامیہ گو یونہین رہے گی ابدل
نخل نکلین گے زمین سے لیے ہر شاخمین پھل

یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر
جلد تو پھر خدا پردۂ غفلت سے نکل

کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے
منتظمی ہوش مین مان کہا دیکھہ سنبل

جب سنین مین نے یہ اُس سے سخنان دلخواہ
صورت مہر فلک جلد چلا سر کے بہل

مدح کر اسکی جو ہے مدح کے شایان نادان
رنج راحت سے ترا آن مین تا جائے بدل

اُبلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلیے
گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل

حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے
دل نے ایکبار کہا یہ بخداوند ازل

کیسا ہی علم ہو انسان کو نہ ہو مدح تری
لاکھہ پر نکلین فلک پر کہان اوڑ جائے نمل

جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینہ دل
نور ایمان سے مگر اسکو کیا ہی صیقل

فہم بقراط ہے اک نقطۂ موہوم ترا
علم اشراق ہے ترا سخن مستعمل

آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین
دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل

کار خلقت سے ترے دیدۂ دلکو شب و روز
سبع سیارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل

ناخن فکر سے اپنے جمن عالم مین
وا کیئے سیکڑون ہین عقدۂ مالاینحل

دہیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا
آشیان بنگیا کنجشک کا شاہین کی بغل

دہن گرگ ہوا ہے دہن ساغر گل
پنجۂ شیر بنا ہے صفت ناز و ہر شل

یون زمانے سے ترے دور ہوا فسق و فجور
اہل اسلام سے جیسے شرف لات و ہبل

عدل و انصاف سے معمور ہی یون دل تیرا
جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہی غنچے کی بغل

سر اوٹھایا ہے ترے دست کرم نے جبسے
آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل

ہی یہی ہمت عالی کا تقاضا ترے
ہاتھہ تو آئے مرے دولت قارون دغل

تیرا ثانی نہین مجکو نظر آتا ہے کہین
اسکا کچھہ ذکر نہین جو کہ ہو مرد اجل

جائے تنگ اسمین نہین کچھہ کہ عیان را چہ بیان
سیکڑون مفلس و محتاج کئیے اہل دول

عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا
نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ڈال ہے نخل شجاعت کے وہ تیغ براں
داغ خون پھول ہیں جسکا سر اعدا ہے پھل

سامنے اسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے
منہہ چڑہے اُسکے وہی جسکے چڑہی سر پہ اجل

جو ہر اُس تیغ دو دم مین جو نظر آتے ہیں
مرغ جان کے لئے اعدا کے وہ ہین دام اجل

دم پُرش یہ صدا اُسکی زبان سے آئی
ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل

جب وہ کھچتے ہے کہین رعب سے اُسکے دم میز
ٹھہرے تر چھون کے زمانیکے نکل جاتے ہین بل

رُعب ایسا ہی تری تیغ شجاعت کا ہوا
رستم گرد گیا موت کے حیلے سے ٹل

کیا بیان ہو وے ترے اسپ کی چالاکی کا
ایک ہے روئے زمین اور اسی پُشت جبل

شوخیان کرتا ہے وہ چال مین ایسی ایسی
جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل

باگ لے اُسکی اگر راکبِ فرخندہ خصال
دامن زین سے نگہ اُسکے کہان جائے نکل

جست و خیز اپنی دکھا دی وہ اگر شوخ مزاج
آسمان سر پہ ہو گر زیر قدم ہو بادل

طور تمثال جو ہے فیل سواری کا تری
کوہ ہے جسکے مقابل مین بجائے خردل

چال وہ جلد کہ جیسے ہو شب عیش روان
دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل

خلق کہتے ہے عماری مین ترا دیکھ کے حسن
وہ ہے خورشید فلک اور یہ ہے برج حمل

ہے وہ خرطوم دیا جادہ کو وہ ظلمات
تمتق نور ہین یا دانت میان یہ تا نہین حل

ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانسے دراز
ساقِ معشوق ہین وہ دانت کہ دل ہو بیکل

نسب تیرہ مین نہین اُسکو کسی شی کی ضرور
سونڈ ہے جائے عصا دانت ہین جائے مشعل

عرض یہ کرتا ہے اے خالق ہر جن و بشر
پیر ہفتاد و سلہ منتھے عبد ا قل

تاکہ ہین حاکم و محکوم جہان کے اندر
تاکہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا مین عمل

تا رہے عابد و زاہد سے زمانا معمور
تا خلا دورِ جہان مین ہے نہایت اشکل

تاکہ ہے کوئے خرابات مین رندونکا ہجوم
تاکہ ہے مسجد عادینہ مین نیکونکا عمل

مہر دمہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت
سقف افلاک پہ جب تک کہ رہے برج حمل

پیچ مین اسکے رہے تاکہ دل عاشق زار
زلف مشکین مین حسینون کے رہین تب تک بل

صاحب عز و شرف آپکا مختار الملک

[illegible]

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا سیتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دار الریاست حیدر آباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے نا حق
ہو گئے حیف کی جا ہی بیدم
دہیان تاریخ کا آیا جو سخی
لکھی تاریخ تو تاریخ الم
۱۲۸۸ھ

از لالہ انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ سخی

ازجہان صد حیف چون سوے جنان
یکبیک آن شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم ہنر
منتہی ایے وایے از دنیا برفت
۱۲۸۸ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہیں رنگارنگ
گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکھ تاریخ
قابل دید ہے یہ فکر ریاض
۱۳۱۱ھ

از حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکھنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگرد رشید تھے
منتہی اہل سخن ہیں سب تھے یہ ثابت ہے صریح
چھپ رہا ہے اونکا دیوان لکھدے سال اوسکا جلال
یہ کلام منتہی بے انتہا کچھ ہے فصیح
۱۳۱۱ھ

از مرزا غلام علی صاحب جوش مندراسی

از مژدہ

جان کلام منتهیان منتهی الکلام — هر معنیش ظهیر دل و ظهر منتهی
تاریخ طبع گشت چه مطبوع طبع جوش — دیوان منتهی بود از بحر منتهی — ۱۳۱۱ھ

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب هجر لکهنوی حال وارد حیدرآباد دکن

تلمیذ رشید تدبیر الدوله منشی سید مظفر علی خان اسیر لکهنوی

ان منتهی شاعر به تر خیال و فکر — کان داشت شیشه می مضمون بطاق عشق
هر هفت طبع شاهد نظمش چو یافته — از بهر سال هجر بگفته لی مذاق عشق
۱۳۱۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکهنوی شاگرد تعشق

زافضال حق به بلبل سدره ست همصفیر — بنگر عروج مرتبه شان منتهی
زانصاف نگذرم که نباشد مجال کس — وصف کمال رتبه شایان منتهی
هرگز ز من رقم سن فصلی نمیشود — پیوند جان نمیشد اگر جان منتهی
جوشد می لطیف نشاط سخن مدام — شاعر پسند از لب دیوان منتهی
۱۳۱۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکهنوی حال ساکن حیدرآباد

یه دیوان سید رستم علی صاحب نے چهپوایا ہے — دکهایا زور کامل بحر امواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کر دو بس یہی تم بهی — یه دیوان منتهی کا ہے کہ جیحون ہے سلاست کا
۱۳۱۱ھ

از سید علی حسین صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکهنوی

اندرین اوان فزوده زیب طبع — طبعزاد و فکر و شوق منتهی
راست میگویم نیاید در جهان — صاحب اشعار فوق منتهی
فکر چون درخواستم تاریخ طبع — گفت هاتف سال لی ذوق منتهی ۱۳۱۱

از میر مهدی صاحب ضیا لکهنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین
کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ
کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح
دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سررشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چھپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل
مضامین علا سی رنگ ظاہر ہی طبیعت کا
نکیون ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل
یہ دیکھا آئنا شفاف ہے حسن فصاحت کا ۱۳۱۱ھ

از میرزا نوار حسین صاحب وکیل متوطن سرسی تلمیذ جلال لکھنوی

لوح دنیا سے مثل حرف کے جب
مٹ چکے منتہی کوکب طبع
حیف ای چرخ خصم اہل کمال
اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع
کہہ دو تاریخ طبع وارفتہ
سخن منتہی ہوا ہے طبع ۱۳۱۱ھ

از میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال
ہست فیض عام از سعی سخی
بد میسیتا بیگ نام نامیش
در دکن مدفون شد و بد لکھنوی
یاس از دل بہر سال طبع او
گفت فکر منتہاے منتہی ۱۳۱۱ھ

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکھنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع
ای محقق چہ نادر و بہتر
گوہر نادر ز معجمہ سالش
سخن عمدۂ زبان آور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

اشک آنکھون مین ہین کیون کسلیے ہے حال برا
ہین کیون کرتے ہو حیف یہ غم ہے کیسا
جای شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج
ای اثر منتہی مقتول کا دیوان چھپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا سخی نے منتہی کا دیوان — دنیا مین رہیگا نام اوستاد سخی
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی — لو اب دیکھو کلام اوستاد سخی ۱۳۱۱ھ

از انبا پرشاد صاحب ہنر تلمیذ سخی

ہین ہزارون طرح کی گلکاریان ہر شعر مین — غور گر کیجی تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر — کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ ۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خانصاحب رفعت تلمیذ جلال

فی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی — خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او — دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان ۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ سخی

کھلا ہے عجب گلشن منتہی — خزا نہین ہی جسکو نہین کچھ زوال
ثنا اسکی کیا مجھسے ہوای رفیق — فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زروی بہار — کہا یہ چھپا نسخہ بیمثال ۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدرآباد

میر رستم علی پاک دل و خوش خوئی — آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہ و شک — ہے ہر اک مصرع تر سلک لآلی خوشاب
کیا در لفظ ہین کیا لعل معانی ہین واہ — نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شاب
ہو چکی طبع یہ نظم اب گل گلزار سخن — چمن دہر مین مہکین گے بلطف وہاب
عندلیب چمن طبع نے فورا ناجی — نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب ۱۳۱۱

ایضاً

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا — بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب — زیبا چھپی نتایج افکار منتہی ۱۳۱۱ھ

تمام شد

اشتہار

ہماری دوکان واقع شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد اباد مین سوائے کتب مندرجۂ فہرست شمولہ دیوان منتہی ہر قسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چھاپ ہو کر شایع ہوتی ہے موجود ہین حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلو پی ایبل روانہ ہو سکتی ہین اور سوائے کتب ہر قسم کا سامان ساخت ولایت وہندوستان وغیرہ تجارتی بھی موجود ہے اوسکی قیمت بھی بطریق مذکور لیجائیگی و نیز بطریق مذکور روانۂ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور ادہ انہ کا ٹکٹ بہیجنے سے مرسل ہو سکتی ہے اور جو سامان سامان مندرجۂ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرمائین گے وہ بھی بایں صورت مرسل ہو سکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمۂ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد [illegible]

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عہ ۸ر	کلیات سودا	عہ ۸ر	کلیات سلمان ساوجی
عاں ۸ر	کلیات قدر بلگرامی	عاں ۸ر	کلیات ظفر در چار جلد
۱۰ر	کلیات مومن	عہ ۴ر	کلیات انشاء اللہ خان
عہ ۶ر	کلیات میر تقی	۱۴ر	کلیات امیر اللہ تسلیم
۱۲ر	کلیات نظام رعنا	۱۰ر	کلیات صنعت
عاں ۸ر	کلیات انوری	عہ ۸ر	کلیات بیدل
عہ ۱۰ر	کلیات سعدی	عہر	کلیات عرفی
عہ ۴ر	کلیات جامی		کلیات شمس تبریز
۸ر	دیوان رسوا	۸ر	دیوان غنی کشمیری
عاں	دیوان محمود بلخی	عہ ۸ر	دیوان شورش عشق

۸ر	دیوان سالک	۸ر	شرح رباعیات جامی
۸ر	دیوان مظہر جان جانان	۸ر	دیوان چمن
۱۰ر	آفتاب داغ	عا	دیوان محی الدین عربی
۳ر	دیوان ضامن	۱۰ر	دیوان رفعت
۱۰ر	دیوان حضرت امیر المومنین علی ع	۸ر	دیوان وفائی
عہ۸ر	دیوان لطافت	عہ۴ر	دیوان معجز بیان
عہ۴ر	دیوان فاخر	عہ	دیوان شاد
عہ۸ر	دیوان ریاض صابر دہلوی	للعہ	دیوان متنبی طبع کلکتہ
عہ	دیوان تسکین	۱۲ر	دیوان شاہ تراب
۸ر	دیوان قلق	۴ر	دیوان سخن
۴ر	دیوان غالب دہلوی	۷ر	دیوان رند
۵ر	دیوان ذوق	۸ر	دیوان جرأت
۱۲ر	چمن بے نظیر	۵ر	مجمع الاشعار
۴ر	دیوان سحر	۱۰ر	دیوان شایستہ
۲ر	دیوان عاشق	۱۰ر	دیوان واسطی
عہ	ترجمہ قصاید عرفی	۸ر	بہارستان سخن
۴ر	دیوان جرار	۳ر	دیوان نیاز
۱۱ر	دیوان امیر مسمی مرات الغیب	۳ر	دیوان لطف
۳ر	دیوان خواجہ میر درد	سے	دیوان جلد اول میان رشک
عا	دیوان ظہوری	عا	دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مغفور
عہ۲ر	دیوان حافظ چاپ بمبئی	۱۲ر	دیوان نعمت خان عالی
۱۰ر	دیوان امانت	۱۲ر	دیوان گلزار خلیل
عا۸ر	دیوان اشک جلد دوم	عہ۸ر	دیوان منتہی مرحوم تلمیذ آتش طبع تازہ
		عہ۴ر	بر کاغذ قسم دیگر

مثنویات

قیمت	نام کتاب
عـه	مثنوی نیرنگ تقدیر
۱۲ر	مثنوی مظہر العجایب تصنیف ضمیر
۸ر	مثنوی تحفۃ الاسرار جامی
۴ر	مثنوی عبرت افزا
۳ر	مثنوی تحفہ جعفری
۵ر	مثنوی طلسم جہان
۱۰ر	مثنوی گلزار نسیم
۲ر	مثنوی رموز العاشقین
۴ر	گلدستہ معنی
۲ر	مثنوی دریاے تعشق
۴ر	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
عـه۱۲ر	مثنوی گل باغ ارم
۸ر	مثنوی مہر و مشتری
۸ر	مثنوی خسرو شیرین آصفی
۳ر	مثنوی غنیمت
۸ر	مثنوی شمس فیض
۴ر	مثنوی امیر حسن دہلوی
۶ر	مثنوی فرحت افزا
۱ر	اندرسبھا امانت

قصائد

قیمت	نام کتاب
۶ر	قصیدہ امالی
۱ر	گلدستہ محمدی
۴ر	قصیدہ نجم الضیا
۰ر	قصیدہ مدح علیؑ
۱۰ر	قصیدہ نظم الورع
۴ر	گلدستہ دکن
۲ر	گلدستہ نعت
۰ر	قصیدہ قمر الدینجان

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.

فہرست کتب مطبوعہ مطبع یوسفی جو راقم سے مل سکتی ہین

نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت	نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	قرآن شریف درجہ دوم	سےر	۳۱	فیض عام ترجمہ حسینیہ اردو	۵ر	۶۱	رسالہ اسرار حکمت	۴ر
۲	درجہ سوم	صہر	۳۲	ایضاً قسم دوم	۴ر	۶۲	خلاصة الطاعات	۶ر
۳	درجہ چہارم حنائی	للعہر	۳۳	ایضاً قسم سوم	۴ر	۶۳	فرائد بہتیہ	۶ر
۴	تفسیر عمدة البیان دہلی	صعہ	۳۴	وقائع خلافت حضرت علی	۶ر	۶۴	گلدستۂ بہنیہ	۳ر
۵	درجہ سوم	عہ	۳۵	نان و نمک	۳ر	۶۵	مثنوی فوائد آخرت	۴ر
۶	تحفة الاشعریہ کاغذ سفید	ہے	۳۶	تجہیز الموتیٰ	۱ر	۶۶	ارشاد النعیم لدفع اللئیم	۱ر
۷	ایضاً حنائی	ہےر	۳۷	صراط النجات	۴ر	۶۷	غزوة الحیدریہ	۱ر
۸	معیار الہدیٰ	۱۲ر	۳۸	جلاء العیون اردو	للعہ	۶۸	عقد المتعاقدین	۱ر
۹	آیات محکمات (اردو)	۶ر	۳۹	تبیان الایمان	۸ر	۶۹	تبصرة الاطفال	۱ر
۱۰	عمدة الانشاء (اردو)	۶ر	۴۰	ہدایة الصلوٰة	۲ر	۷۰	حسن اعتقاد	۲ر
۱۱	رمی الجمرات اردو	عہ ۴ر	۴۱	حدیث نبوی	۴ر	۷۱	قرآن مجید اردو	عقا
۱۲	حد تحقیق مشرب سنی	عہ ۱۲ر	۴۲	تنقیح المسائل	۲ر	۷۲	حیات القلوب اردو کامل	معہ
۱۳	مودة الاسلام	۸ر	۴۳	تنبیہ الاطفال	۱ر	۷۳	عین الحیات فارسی	عقا
۱۴	حجة القدیر در باب حقیت مذہب	۳ر	۴۴	تحفة الحاجت	۶ر	۷۴	رسالہ سبعہ	۳
۱۵	بشارت احمدی	۰ر	۴۵	مثنوی زاد آخرت	۲ر	۷۵	جنگ جمل	۲ر
۱۶	رد الا بالسنة	۵ر	۴۶	عین الیقین	۰ر	۷۶	تفسیر عفت (اردو نظم)	۲ر
۱۷	تنبیہ المنکرین حجرین الغرض	۳ر	۴۷	اعمال الصالحین	۶ر	۷۷	محاربہ حق	۶ر
۱۸	سراج الایمان	لہر	۴۸	احکام الائمہ	۴ر	۷۸	بعد حمد شہدی	۱ر
۱۹	دیس الحسنات	۳ر	۴۹	حلیة العرائس	۳ر	۷۹	مناقب اہلبیت اردو	۱ر
۲۰	انوار الہدیٰ	عہ ۲ر	۵۰	تذکرة المعصومین اردو	۱۲ر	۸۰	مثنوی گل باغ ارم	عصہ ۴ر
۲۱	شمس الضحیٰ	عہ ۴ر	۵۱	دفع المغالطہ فارسی	عہر	۸۱	مسالک الافہام	مار
۲۲	فضائل مرتضوی کلان	عہ	۵۲	کھری بات اردو	۱ر	۸۲	زاد قلیل (عربی)	۲ر
۲۳	ایضاً ۱۶ جزو پر	۸ر	۵۳	قصہ جمیلہ (اردو)	۱ر	۸۳	رسالہ آیہ تطہیر (اردو)	۴
۲۴	تحفہ جعفری	۳ر	۵۴	وظائف الابرار مترجم	۱۰ر	۸۴	دانش نامہ جہان	
۲۵	بیاض نوحہ جات سفید	۱۴ر	۵۵	جادۂ حیدری اردو	۲ر	۸۵	رسالۂ احکام النساء	۲
۲۶	ایضاً بجز نگا	عصہر	۵۶	رسالہ طلسمات فلاطیس	۱ر	۸۶	نخل ماتم	۸ر
۲۷	توضیح عزا	عصہ ۸ر	۵۷	نوحہ جات خورد	۶ر	۸۷	شمس المشرقین	۲ر
۲۸	سراج غم جلد اول	۱۴ر	۵۸	بزم ماتم	۶ر	۸۸	ذخیرۂ آخرت	۰ر
۲۹	ایضاً جلد دوم	عصہ	۵۹	خلاصة المصائب	۱۲ر	۸۹	سیر الائمہ	عہر
۳۰	ایضاً جلد سوم	۱۴ر	۶۰	جامع عباسی اردو بیت بابی	عہ ۴ر	۹۰	ریحان غم	عہر

نوٹ - اس صفحہ مین چند کتابون کے نام لکھے گئے ہین باقی تمام کتب خانہ کی فہرست علٰحدہ چھپی ہوئی ہے جو آدھ آنہ محصول بھیجنے پر مطبع یوسفی دہلی سے روانہ ہو سکتی ہے ۱۲
(المشتہر میر رستم علی تاجر کتب حیدرآباد)